٧٨٦
٩٢

قُل جَآءَ الحق وَزَهَقَ البَاطِل اِنَّ البَاطِل کَانَ زَهُوقاً

نصرت خداداد

۱۳ ۵۴ ھ

یعنے

مناظرہ بریلی کی مفصّل روئداد

۱۹ ۳۵ عیسوی

مُرتّبہ

فاضل نوجوان مولٰنا مولوی محمد حامد فقیہ شافعی اشرفی بھیڑوی مقیم بریلی

ناشر

مکتبہ حامدیہ - گنج بخش روڈ، نزد چوک بازار داتا صاحب
لاہور

۴۸۶/۹۲

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

نصرت خداداد

۱۳۵۴ھ

یعنی

مناظرہ بریلی کی مفصل روئداد

۱۹۳۵ عیسوی

مرتبہ

فاضل نوجوان مولانا مولوی محمد حامد فقیہ شافعی اشرفی بھیمڑوی مقیم بریلی

ناشر

مکتبہ حامدیہ۔ گنج بخش روڈ، نزد چوک بازار داتا صاحب

لاہور

نام	مناظرۂ بریلی کی مفصّل روئداد
ترتیب	فاضل نوجوان مولٰنا مولوی محمد حامد فقیہہ شافعی اشرفی بھیمڑوی مقیم بریلی
ناشر	محمد انوار الاسلام
تعداد	ایک ہزار
کتابت	محمد یوسف قادری لاہور
مطبع	دین محمدی پریس لاہور
قیمت	۵۰ - ۴

۷۸۶
۹۲

شمس المشائخ
۱۳۸۲ھ

کی

مختصر سوانح حیات

از

فخر العلماء والصلحاء ماہر العلوم العقلیہ والنقلیہ فقیہہ العصر الفاضل الالمعی
مولانا المفتی اعجاز ولی خان الرضوی مدظلہ العالی شیخ الحدیث دار العلوم نعمانیہ لاہور

زیر نظر کتاب "نصرت خداداد" عرف "مناظرۂ بریلی کی مفصل روئیداد" ہے۔
اس میں جس عظیم "مناظرہ" کا تذکرہ ہے رب العزت جل وعلی اسنے اپنے حبیب لبیب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کے پرچم بلند فرمانے کے لیے جس شخصیت کو چن لیا تھا وہ کون تھا؟

شمس المشائخ	رفیع المرتبت	فیضانِ تام
۸۲ ۱۳ھ	۸۲ ۱۳ھ	۸۲ ۱۳ھ

عاشق العلماء مولانا محمد سردار احمد ،	رضی عنہ مولاہ الصمد
۸۲ ۱۳ھ	۸۲ ۱۳ھ

جسے اب دُنیا محدث اعظم پاکستان کے مبارک لقب سے یاد کر رہی ہے۔ آج میں اُن کی بالاختصار سوانح پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں!

اِس "تاریخی مناظرہ" میں فقیر حاضر رہا اور پورے مناظرہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ جس کی تفصیل بنام (مناظرہ بریلی کی مفصّل روئداد) طبع ہو چکی ہے۔ اس لیے آج یہ چاہتا ہوں کہ اُس جناب کے کارہائے زیست کو آپ کے سامنے بیان کر کے آپ کے مشام جان کو معطر کرنے کا سامان فراہم کر دوں۔

ولادتِ مبارکہ

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اوائل ۱۹۰۳ء میں قصبہ دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں چودھری میراں بخش مرحوم کے یہاں تولد ہوئے۔

ماحول اور وقت کے تقاضوں نے انگریزی تعلیم کی طرف لگا دیا اور میٹرک میں کامیاب ہونے کے بعد دیال سنگھ کالج لاہور میں انٹر کا داخلہ لے لیا اور حصول تعلیم کی خاطر لاہور میں اقامت اختیار کر لی لیکن فطری صلاحیت کی بنا پر حضرات علمائے حقہ اہلِ سُنّت و جماعت کی تقاریر و مواعظ میں موقع بموقع حاضر ہوتے رہتے تھے۔

انٹر کا دوسرا سال تھا کہ دار العلوم حزب الاحناف لاہور کے سالانہ اجلاس میں برصغیر کے بے شمار فضلا و اکابر اہلِ سُنّت شرکت کے لیے لاہور تشریف لائے اُنھی آنے والوں میں حضرت امام اہلِ سُنّت حجۃ الاسلام جمال الانام مولانا الحاج شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی سجادہ نشین حضور آقائے نعمت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملّت سیدی و شیخی مرشدی و آقائی مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ حضرت حجۃ الاسلام ادخلہ السلام فی دار السلام

کا قیام آستانہ سراج الاولیاء مولانا شاہ محمد غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قریب تھا۔
اللہ رب العزت نے حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کو وہ حُسن عطا فرمایا تھا جس کی
تابانی سے ہزاروں غیر مسلم داخل اسلام ہوئے بلکہ بعد وصال جنازے کو دیکھ کر عیسائی
کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

جناب شیخ الحدیث نے جو حضور حجۃ الاسلام حاضر ہو کر حُسن خدا داد کو دیکھا تو کالج
کی تعلیم کو طاق نسیان میں رکھ کر عازم بریلی ہو گئے اور حضرت حجۃ الاسلام کی تربیت و تعلیم
میں رہ کر علوم عربیہ اسلامیہ کی طرف توجہ مبذول کر دی۔ اور دار العلوم منظر اسلام کے
معزز اساتذۂ کرام سے ابتدائی کتب صرف و نحو اور فقہ و ادب شروع کر دیں۔ اِن اساتذہ
میں صرف دار العلوم منظر اسلام کے مدرسین ہی نہ تھے بلکہ خود شاہزادۂ اعلیٰ حضرت۔
جمیل الشیم۔ فرخندہ خصال۔ ناصر الاسلام الامام ابو البرکات محی الدین آل الرحمٰن مولانا
شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب مفتیٔ اعظم ہند مدظلہ العالی سجادہ نشین اعلیٰ حضرت مجدد اعظم
مرشد برحق قدس سرہٗ کی خاص شفقت و کرم نوازیاں حصول علم کے لیے مشعلِ راہ تھیں
اسی عرصہ میں کئی مرتبہ سرکار اعلیٰ حضرت مجدد اعظم مرشد برحق رضی اللہ عنہ کے عرس کے موقع
پر حضرت صدر الشریعت، بدر الطریقت، محب اہلِ سُنّت، ولی نعمت، مولانا العلامۃ
الحاج الحکیم محمد امجد علی الاعظمی قدس سرہٗ تشریف لائے اور حضرت شیخ الحدیث نے دیکھا
اجلۂ علماء کرام اور اکابر فقہائے عظام ہر مسئلہ میں اِن کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ اِن
کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ ایسے عظیم فقیہ سے علم حاصل کرنا چاہیئے۔ آپ نے عرضِ
خدمت کیا حضرت صدر الشریعۃ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ کافیہ تک کتب یہیں
دار العلوم منظر اسلام میں پڑھو۔ اُس کے بعد تمہیں ہم لے جائیں گے۔ چنانچہ جب آپ
نے کافیہ تک کتب متداول پڑھ لیں تو جب بموقع عرس رضوی حضرت صدر الشریعۃ
قدس سرہٗ اجمیر شریف سے تشریف لائے۔ آپ اُن کے ساتھ اجمیر شریف تشریف لے

گئے اور وہاں پر حصولِ علم میں مشغول ہو گئے۔ عظیم استاذ کی عظیم شفقتیں کام آئیں اور دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر قدس میں شیخ الحدیث کو رب کریم نے وہ ممتاز درجہ عطا فرمایا کہ دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر مقدس ایسے عظیم فرزند کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ تاریخ اجمیر شریف میں یہ جماعت جس میں شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب اور شیخ الحدیث مولانا سید غلام جیلانی صاحب شیخ الحدیث مولانا حافظ عبد العزیز صاحب شیخ الحدیث مولانا رفاقت حسین صاحب مفتیٔ اعظم کانپور حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب حضرت مجاہد ملّت شیخ الحدیث مولانا العلامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن صاحب حضرت مولانا محمد محسن صاحب فقیہہ شافعی وغیرہم شامل تھے۔ آفتاب علم و فضل بن کر برصغیر میں چمکی اور آج تک علوم و فنون کے یہ درخشاں آفتاب اپنی نورانیت سے دُنیا کو مستنیر و روشن کر رہے ہیں۔ آج اگرچہ ایسی مقدس جماعت میں شیخ الحدیث قدس سرہٗ موجود نہیں۔ لیکن حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے ہزاروں تلامذہ طول و عرض پاکستان و ہند بلکہ افریقی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں اور شمعِ علم و عرفان روشن کئے ہوئے ہیں۔

تحصیل میں انہماک کا یہ عالم کہ تمام اوقات مطالعہ کتب میں صرف فرماتے۔ یہاں تک کہ اپنے سرکار کی مجلس تفریح میں بھی شرکت نہ کرتے تھے۔ عموماً طلبا بعد عصر دار الاقامہ سے باہر چلے جایا کرتے ہیں۔ کوئی کسی ضرورت سے بازار جاتا ہے۔ کوئی ملاقات احباب کے لیئے۔ کوئی بغرض تفریح و چہل قدمی۔ مگر آپ اس وقت بھی کتب بینی میں مصروف رہتے تھے۔

خدمتِ اُستاد

ان اہم امور سے ہے جو زبانی فیوض کے لیئے جالب اور یزدانی برکات کے

واسطے سبب بنتے ہیں۔ شیخ الحدیث اس میں بھی پیش پیش تھے۔ اور ایک خدمت کے تو بلاشرکت غیرے مالک۔ وہ یہ کہ صدر الشریعہ قدس سرہٗ دار العلوم میں کبھی درگاہ شریف کے جنوبی دروازہ سے تشریف لاتے اور کبھی غربی سے۔ آپ آمد سے پیشتر وہاں پہنچ کر کھڑے ہوجاتے۔ صدر الشریعہ قدس سرہٗ جب تشریف لاتے تو ان کی نعلین مبارک لے کر درسگاہ تک پہنچایا کرتے۔ ہمچو قسم خدمات کی بدولت مولیٰ تعالیٰ نے آپ کو بھی مخدوم بنا دیا۔ اس لئے کہ :ے

ہر کہ خدمت کردہ او مخدوم شُد

ہر کہ خود را دید او محروم شُد

شیخ الحدیث تعلیم کو آخری مرحلہ میں انجام دے رہے تھے کہ حضرت آقائے نعمت صدر الشریعت قدس سرہٗ بریلی شریف لے آئے اور یہ مقدس جماعت اور ان کے سوا کل تقریباً چالیس ہونہار طلباء کی جماعت دار العلوم منظر اسلام میں بہمراہی حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ آئے تو بعد تکمیل و سند فراغت دار العلوم میں شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ خدمت تدریس پر مامور ہوئے۔ اور اب سلسلۂ تدریس و تعلیم کے ساتھ ساتھ دوسرے فرائض بھی تفویض ہوئے ان ہی دِنوں عبارت حفظ الایمان کے بارے میں حامد یار خاں صاحب بریلوی نے ایک استفسار کیا جس کا جواب شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے دیا۔ جس پر مناظرہ کی طرح پڑی اور وہابیہ نے اپنے مایۂ ناز مناظر گرگ باران دیدہ شاطرہ چالاک دریدہ دہن اور گستاخ بے باک "منظور نعمانی" کو آمادۂ مناظرہ کیا اور بریلی کی تاریخی اکبری مسجد میں بارہ محرم ۱۳۵۴ھ یہ تاریخی مناظرہ ہوا۔ جس میں دیوبندی مناظر نہ اپنی زبان کو قابو میں رکھ سکا اور نہ ہی تحریر صحیح لکھ سکا۔ ایک تحریر میں تعلیق کو بجائے عین کے الف سے تالیق لکھ گیا اور زبانی طور پر کہنے لگا کہ منطق تو میرے گھر کی لونڈی ہے۔ جس پر حضرت مجاہد

ملت شیخ الحدیث مولانا الحاج محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب قادری رضوی کے تلمیذ رشید مولانا نظام الدین صاحب جو اُن دنوں قطبی وغیرہا پڑھ رہے تھے کھڑے ہو گئے اور دیوبندی مناظر سے منطق کے وہ وہ سوالات کئے کہ وہ مناظر جو منطق کو اپنی لونڈی کہہ رہا تھا بوکھلا گیا۔

مناظرہ چار دن جاری رہا اور دیوبندی مناظر کو وہ شکست فاش ہوئی کہ اُس کے بعد اُسے اہلِ سُنّت سے مناظرہ کی پھر ہمت نہ ہوئی۔ اُس کے قلب و دماغ پر حضرت شیخ الحدیث کی قابلیت کا وہ سکہ بیٹھا کہ اب تک یاد کرتا ہے۔

چند سال بعد ۱۳۵۶ھ میں حضرت مفتیٔ اعظم ہند مدظلہٗ نے رضوی دارالعلوم مظہرِ اسلام میں شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کو صدر المدرسین مقرر کر دیا جہاں تقسیمِ ملک تک آپ نے علم و عرفان کے جوہر گراں مایہ قوم کو مرحمت فرمائے۔ قیامِ پاکستان کے بعد چند دن بمقام سارد کی میں پھر لائل پور تشریف لا کر "جامعہ رضویہ" مظہرِ اسلام کی بنیاد رکھی اور علوم نبوی کی اشاعت میں مصروف و مشغول ہو گئے۔

وفات حسرت آیات

۱۳۸۲ھ میں یکم شعبان الخیر کو رات کے ایک بج کر چالیس منٹ پر کراچی میں داعی اجل کو لبیک کہا اور یوں یہ آفتاب علم و فضل تقریباً ساٹھ سال اپنے جلووں سے عالم اسلام کو منور کر کے ہماری نگاہوں سے روپوش ہو گیا۔ جنازہ پر لاکھوں اشکبار آنکھوں نے دیکھا کہ ایک نور برابر سایہ کناں ہے۔

حیف در چشمِ زدن صحبت یار آخر شد

فقیر قادری محمد اعجاز الرضوی عفی عنہ۔ خادم الحدیث دارالعلوم جامعہ نعمانیہ لاہور

نصرت خداداد

۱۳۵۴ھ

یعنی

مناظرہ بریلی کی مفصل روداد

۱۹۳۵ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامد المن ھو محمود کل حامد ومصلیا ومسلما علی حبیبہ الاجمل محمد ذی الحمائد والمحامد وعلی آلہ واصحابہ الاماجد ماطلع الشاھد فی المشاھد وشھد الشاھد المشاھد آمین ثم حماد لمن رضاء المصطفی المحمود الحامد رضاہ وشکر المن قال من مولاہ احمد رضاہ صلی اللہ تعالی علاہ وسلم علیہ وعلی آلہ وصحبہ ومن والاہ آمین غب ھذا فمن مَنِّ مَنْ مَنَّ علی عبادہ باحسن المنن ان وفقنا لحمایۃ السنن ونکایۃ البدع والفتن فاعاننا واید فنھض منا مولٰنا المولوی سردار احمد سر بدار احمد فادحض جحج شاتم الرسول الظلوم الجھول الانحس الاکفر والانجس الاغبر فاخذہ الموت الاحمر واصلاہ سقر وجعل ھفوات متخبط الشیطٰن ممسوسہ ومنظورہ کھباء منثور وذرات من رودۃ وافحم الذی کابر فبھت الذی کفر فالحمد للہ الذی صدق وعدہ واعز جندہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ وکان حقا علینا نصر المومنین وخذل الشیطٰن واذل جندہ ابی واستکبر وکان من الکٰفرین افبعذابنا یستعجلون فاذا انزل بساحتھم فساء صباح المنذرین واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین ابد الآبدین ۞

آفتابِ رسالتؐ کی ضیا پاشیاں

جو کوئی بُرائی کرتا ہے نُور سے دُشمنی رکھتا ہے

چمنستان قدس کی روح پرور نسیم سحر، جانفزا باد صبا نے وہ سُہانا سدا بہار پھول کھلایا، جس نے خار زار عالم کو رشکِ گلزار ارم بنادیا، مشرقستانِ قدس کے افقِ سعادت پر ایک مہرِ عرب مہرِ عجم چمکا، جس نے ظلمت کدۂ عالم و خاکدانِ گیتی کو مطلع خورشید خاور و سپہرِ حق کا مہر انور بنادیا۔ یہ شمع جمالِ قدس یہ سبّوح قدّوس خدا کا نور فاران کی چوٹیوں پر جگمگایا اور فضائے عالم پر جو گھنگھور گھٹائیں کفر و ضلالت کی چھا رہی تھیں ظلم و جہالت کی بھیانک تاریکیاں ناحق کے کالے کالے سیاہ بادل بن کر آسمانِ حق پر منڈلا رہی تھیں وہ دم میں کافور ہوگئیں۔ حق کے چاند کی سُہانی چاندنی نے شبِ یلدا کی خوفناک تاریکیاں دُور کر کے نور کا کھیت کیا اور سروشِ غیب نے آسمانی بادشاہت کا خطبہ پڑھتے ہوئے یوں خیر مقدم فرمایا قد جاء کم من اللہ نور و کتٰب مبین یہ وہی آسمانی بادشاہت کا عروس مملکت روحانی سلطنت کا پیارا دُولہا ہے جس کی عظمت و احتشام شوکت و احترام کا غلغلہ روحانی شاہانِ سلف کی پیاری اور مبارک زبانوں پر ان کے ایوانہائے مملکت میں گونجا۔ عہدِ عتیق میں حضرت موسےٰؑ نے بنی اسرائیل کو بشارت دی کہ خدا کا نور فاران (مکّہ کے ایک پہاڑ) سے چمکیگا۔ (توریت مقدس) پھر کنواری بتول مریم کا ستھرا بیٹا عیسےٰ روح اللہ کلمۃ اللہ علیہ التحیّۃ و الثنا تشریف لایا اور اس نے اس تاجدارِ دو عالم نورِ مجسّم کا خیر مقدم ناموس اکبر کی صدائے دلنواز میں یوں کہا مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد الغرض آفتابِ رسالت و ماہتابِ نبوّت کا اپنی ضیا بار تابشوں کے ساتھ افقِ سعادت پر چمکنا تھا کہ شپرّہ چشم خفاش بوم صفت مریض آنکھوں

کو چکا چوند نے بے نور کر دیا۔ تاریکی کے خوگر ظلمت بعضہا فوق بعض کے پردوں
میں گھسنے لگے۔ اور انجیل (یوحنا باب ۳) کا وہ قول صادق آیا کہ "نور جہان میں آیا اور انسان
نے تاریکی کو نور سے زیادہ پیار کیا"، نورِ صداقت و مہرِ حقانیت کے دشمنوں نے اس نور سے
دشمنی ٹھان لی۔ اور کیوں اسے انجیل (یوحنا ۲۰/۳) سے دریافت کرو اُس میں فرمایا وہ کیونکہ
جو کوئی بُرائی کرتا ہے نور سے دشمنی رکھتا ہے"، بس اسی سبب سے اور محض اسی سبب
سے اغیارِ اسلام نے اسلام سے عداوت باندھی اور ہر بُرائی پر کمر بستہ ہو گئے۔ اور
کیوں نہ ہوتے کہ آغوشِ فطرت میں پرورش پانے والے اصول دستِ قدرت کے بنائے
ہوئے آئین و قوانین جن کا نشو و نما سنتِ الٰہیہ کے دامن و سایۂ عاطفت میں ہوتا ہے۔
ایسے مستحکم و مضبوط ہوتے ہیں کہ کبھی بدل نہیں سکتے و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔
حق و باطل کی معرکہ آرائی نور و ظلمت کی کشمکش آج کی بات نہیں۔ مہرِ درخشاں کی ضیاپاشیاں
جب فضائے عالم میں پھیل کر اپنی نور افشانی سے چکا چوند پیدا کر دیتی ہیں تو ظلمت کی
خوگر آنکھیں خیرہ ہو کر بے نور ہو ہی جاتی اور نور سے تاریکی کو زیادہ پیار کرنے لگتی اور اپنی
بدکرداری کے باعث نور سے دشمنی ٹھان لیتی ہیں۔ خفاش و شپرہ چشم اور مریض آنکھوں
کی مثال دنیا میں موجود ہے، جو نور سے نفرت کر کے اندھے گڑھوں میں گرنا پسند کرتے
ہیں۔ مہِ منیر جب آفاقِ عالم پر اپنی ٹھنڈی روشنی مگر نورانی کرنوں کا دامن دراز کرتا ہے
تو سگانِ بے تمیز بھونک بھونک کر اپنا مغز کھایا ہی کرتے ہیں۔ عارف رومیؒ فرماتے ہیں

؎ مہ فشاند نور و سگ عوعو کند ہر کسے بر خلقت خود مے تند

یوں ہی بصارت و بصیرت کے اندھے لا تعمے الابصار ولکن تعمی القلوب التی
فی الصدور کے پورے مصداق جن کی ظاہر آنکھوں کے ساتھ خدا نے دل کی بھی چوپٹ
کر دی ہوں جنہیں رشد و خلت و محمودیت نے انہ لیس من اھلک انہ عمل
غیر صالح پڑھ کر مقاطعہ کلی کا پیغام سُنا دیا ہو، ایسے ہی نا رشید و نا محمود عدو احمد" برعکس

نہند نام زنگی کافور" بن گئے۔ ایسے ہی کذاب اَشَر بدفعلی وبدعقیدگی کے ہیرو باوجود ادعائے علم و تقسیم علوم نور علم سے بے بہرہ ومظلوم ہو کر القاسم محروم کے مصداق ہو گئے۔ اُنہیں قد جاء کم من اللہ نور کی سُہانی روشنی بُری لگی اور اُس شمع جمال قدس سے دشمنی ٹھانی، اُس کے انوار میں کمی کرنے کے لیے گستاخ زبانیں دراز کیں اور کیوں نہ ہوتا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا "جو کوئی برائی کرتا ہے نور سے دشمنی رکھتا ہے" فاستحبوا الکفر علے الایمان حقیقت شناس دقیقہ رس نظر میں اس کا فلسفہ یہ ہے کہ خلاق عالم جل جلالہ، نے سرشت انسانی کا خمیر مختلفہ النوع متضادۃ الکیفیۃ اجزاء و عناصر سے کیا ہے اور انسان کو ملکی و بہیمی شیطانی صفات کا حامل بنایا ہے۔ جب سعادت ازلی دستگیری کرتی ہے تو باہمی تشاجر میں قوت ملکوتی غالب آتی اور انسان کل یا بعض ملائکہ سے گوئے سبقت لے جاتا اور عندی المومن احب الی من بعض ملائکتی اس کا طغرائے امتیاز، شریعت اس کا شعار، تقویٰ اس کا دثار بن جاتا ہے لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یومرون تواضع و فروتنی اس کی شان جبلی اور تکبر و تعلی سے تنفر کلی، ترک لذات وکسر شہوات اُن کا شیوہ اور مجاہدات و ریاضات اُن کا پیشہ ہوتا ہے اور حدس اُن کا غلام اور قوت قدسیہ کنیز بے دام بن جاتی ہے اور جس پر صفات بہیمی کا غلبہ ہوتا ہے شکم پُری و تن پروری اُس کا شعار شب و روز ننانوے کے پھیر میں گرفتار شہوات نفسانیہ کا شکار بن جاتا ہے۔ اولٰئک کالانعام بل ھم اضل اور جس پر شیطانی صفات غالب آجاتی ہیں تو سرکشی و معصیت و دجل و تلبیس و کفر و ضلالت اس کا طبعی اقتضا وکان الشیطن لربہ کفورا۔ اور تکبر و ترفع اُس کا وطیرہ ابی واستکبر وکان من الکفرین عجب و خود پسندی کی ڈینگیں مارنا انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین کے ترانے گانا خلق خدا کو بہکانا گمراہ کرنا چھلنا بچلنا کہنا مکرنا اور وقت پر ہیر پھیری کترانا انا بری منک انی اخاف اللہ رب العلمین

کہہ کر صاف الگ ہو جانا سیاری مکاری کذب و زور و افترا پردازی وغیرہا خصائل خسیسہ و صفات خبیثہ اُس کا شیوہ ہو جاتا ہے پھر یہ شیطنت کلی متواطی نہیں مشکک ہے اول نمبر کا پکا شیطان وہ جس کی بلند پروازی خدائی دعویٰ تک پرواز کرے اور (عیاذاً باللہ) بگٹا موتا خدا بننے کو تیار ہو جائے جیسے فرعون و نمرود یا کانا دجال ملعون و مردود اور اس سے گھٹ کے درجے کا وہ جو جھوٹے ادعائے نبوت پر تھک کر رہے جیسے مسیلمہ کذاب یمامہ و اسود عنسی اور حال کا دجال قادیانی وغیرہم اس کے بعد اور کفار و مشرکین منافقین مرتدین ضالین مضلین مبتدعین بے دین درجہ بدرجہ شیطانی ایجنٹ اور اُس کے جانشین علیہم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین ہندوستان میں نبوت جدیدہ کا سنگ بنیاد جمانے کا پہلا درس دیوبندی مولویوں کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی نے دیا اور صراط مستقیم میں صاف صاف لکھ دیا کہ بے وساطت انبیاء بعض غیر انبیاء (اور یہاں اپنے پیر اور پردادا کا نام بھی لے دیا) پر بھی وحی باطنی آتی ہے جس میں احکام تشریعی اُترتے ہیں وہ ایک حیثیت سے انبیاء کے پیرو اور ایک جہت سے خود محقق ہوتے ہیں۔ وہ شاگرد انبیاء بھی ہیں اور ہم اُستاد انبیاء بھی اور انبیاء کی طرح معصوم بھی اُن میں اور انبیاء میں چھوٹے بڑے بھائی کی سی نسبت ہے یا انبیائے عظام کو جو نسبت اپنے باپ دادا سے ہے۔ یہاں ختم نبوت کا مسئلہ آڑے آتا تھا اُسے اڑانے کے لیے اس نیو پر دوسرا ردا مولوی قاسم آنجہانی اصل دیوبند نے یوں رکھا کہ "اگر بالفرض[1] بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیؐ میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے" پھر دیوبندیوں کو مسلمانوں کے قلوب سے عظمت شان

---

[1] دیکھو تحذیر الناس ۱۲

سید الانس و الجان صلے اللہ علیہ وسلم گھٹانے کے لیے تنقیص و توہین اور ان کی شان رفیع میں گستاخانہ کلمات تہجین کی سوجھی اسمٰعیل دہلوی نے کہا[عہ] کہ اُن کی تعظیم بڑے بھائی جیسی کرو بلکہ اس سے بھی کم۔ اور کہا کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ رشید[عہ] گنگوہی و خلیل انبہٹوی نے شیطان لعین کا علم حضور علیہ الصلاۃ و السلام کے علم شریف سے وسیع یعنی زائد بتایا[عہ]۔ اشرفعلی تھانوی صاحب نے اپنی حفظ الایمان میں لکھ مارا کہ بعض علوم غیبیہ میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ بچوں پاگلوں جانوروں چارپائیوں کے لیے بھی حاصل ہے[سے]۔ اور اسمٰعیل دہلوی نے نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصوّر کو گائے بیل کے تصوّر میں ڈوب جانے سے بدتر بتایا والعیاذ باللہ الغرض وہابیہ نے اُس نورِ مجسّم اول و آخر فاتح و خاتم سیّد دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنی ٹھان لی اور دین قویم و صراط مستقیم کو مٹانے کی کوشش کی وہابیت کی ظلمت اور تاریکی ہندوستان میں چھا رہی تھی کہ فرید عصر وحید دہر علامہ فہامہ مجاہد فی سبیل اللہ امام اہلِ سُنّت و جماعت مجدد مأتہ حاضرہ مولٰنا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ نے مذاہب باطلہ خصوصاً وہابیت میں زلزلہ ڈال دیا اور کوئی بدمذہب مقابلہ کی تاب نہ لاسکا۔ ؎

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

حضرت ممدوح امام اہلِ سنت و جماعت قدس سرہٗ نے مذاہب باطلہ خصوصاً وہابیت کی تاریکیوں کو کافور کر دیا۔ اور دین نبوی و سُنّت مصطفوی کو چمکا دیا وہ بے شک نور تاریکی میں چمکتا ہے۔" (انجیل یوحنا باب۱) اور اسی انجیل میں وہیں فرمایا" اور

عہ دیکھو تقویۃ الایمان عہ دیکھو براہین قاطعہ ۔ سے دیکھو حفظ الایمان ۱۲

تاریکی نے اُسے یعنی نورہ کو دریافت نہ کیا۔" حدیث میں ہے ان اللہ خلق خلقہ فی ظلمۃ فالقیٰ علیہم من نورہ فمن اصابہ من ذالک النور اھتدی ومن اخطاہ فضل نور مجسّم شفیع معظّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنی رکھنے والوں کے روحانی فرزند مولوی منظور سنبھلی دیوبندی نے چاہا کہ بریلی میں وہابیت کی ظلمت اور تاریکی کو سُنّیت وحنفیّت کے پردے میں رہ کر پھیلائے مگر قدرت کو یہ دکھلانا منظور ہوا کہ "جو کوئی برائی کرتا ہے نور سے دُشمنی رکھتا ہے۔" اسی سال محرم الحرام ۵۴ھ ہجری میں تین روز تک مولٰنا سردار احمد صاحب سُنّی گورداسپوری اور مولوی منظور صاحب سنبھلی کے درمیان مناظرہ ہوتا رہا۔ چوتھے روز مناظر وہابیہ مولوی منظور نے لاجواب ہو کر مناظرہ درہم برہم کرنے کے لیے نور سے دشمنی کا اعلان کیا اور ہزاروں کے مجمع میں یہ گستاخی کی کہ "میں بھی بھُو کا مرتا ہوں محمد رسول اللہ بھی بھُوکے مرا کرتے تھے العیاذ باللہ" "بے شک جو کوئی برائی کرتا ہے نور سے دشمنی رکھتا ہے۔"

واللہ الہادی وبیدہ الایادی۔

اسباب انعقاد مناظرہ

قبل اس کے کہ ہم بریلی کے معرکۃ الآرا مناظرہ کے حالات قلمبند کریں۔ اپنے ناظرین کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہم خداوند قدوس وسبوح کو سمیع وبصیر وعلیم وخبیر جان کر بغض وعناد سے پاک ہو کر دیانت کے ساتھ وہ امور جو ہمیں اس مناظرہ کے متعلق پیش آئے سچائی کے ساتھ اُن امور کا ایک نقشہ پیش کریں گے ہمیں اس وقت کسی پر تبصرہ وتنقید کی ضرورت نہیں جس مسلمان کا دل ایمانی تجلیوں

سے جگمگا تا ہو گا وہ خود ایک حقانی فیصلہ کرے گا۔ ہم اس مناظرہ کے حُکم مقرر نہیں
کئے گئے تھے جو جزل فیصلہ لکھیں جس طرح تمام مسلمانوں کو اس فیصلہ کا حق حاصل ہے
انہیں میں ہمارا شمار اور ہمارا مسلک تو یہ ہے کہ جس بات کے پہلوؤں کو عام طریقہ پر
تمام مسلمان سمجھیں اس میں تنِ تنہا اختلاف کرنا قطعاً کج فہمی اور ضلالت و گمراہی ہے ؎

منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی　　　اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے

ہمارے ہمسایہ محلہ سہسوانی ٹولہ کے ایک نوجوان محمد شبیر صاحب کچھ عرصہ سے
لکھنؤ میں مقیم ہیں اُن کو اپنے وطن آنے کا اتفاق ہوا تو اُن میں ایک جذبہ پیدا ہوا کہ
لوگ مجھے بنظرِ توقیر دیکھیں اس بات کے منتظر رہے مگر اس کی طرف کسی نے التفات
بھی نہ کیا ان کو اس کی شکایت پیدا ہو گئی جس کا گاہے گاہے اظہار بھی کیا تو کہا گیا کہ
دنیا کے تعلقات ایثار و انکسار پر مبنی ہیں۔ جب دانہ خود خاک میں مل کر خاک ہو جاتا
ہے تو اُس کو احترام و عزت سے رکھا جاتا ہے مگر یہ امور تمہاری ذات سے متضاد
ہیں نیز یہ کہ تمہارے عقائد وہابیت کی طرف مائل ہیں ہم تو اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ
رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کے پیرو ہیں۔ آج اگر تم سچے معنوں میں مسلمان ہو جاؤ، تو تمہارے
پسینہ کی جگہ اپنا خون گرانے کو تیار ہیں۔ محمد شبیر صاحب نے اس عقیدہ سے بیزاری
ظاہر کی اور کہا کہ میں نہ کبھی وہابی تھا اور نہ اس وقت تک ہوں بلکہ اس مذہب و عقیدہ
پر پیہم لعنتیں بھیجا کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں کہا گیا خدا کرے ایسا ہی ہو مگر ابھی اس
گفتگو سے قبل وہابی مولویوں کی کیا کچھ حمایت نہ کی اور پہلے بھی ان کے پشت و پناہ رہ
چکے ہو خدا اور رسول جل جلالہٗ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی جاہ کے گستاخ
کی حمایت کرنا بدترین جرم ہے اور اس کا نام بھی وہابیت ہے پھر یہ کہ تمہارے برادر
مکرم تو اقراری وہابی ہیں اس نام کو اپنے اوپر جائز قرار دے کر فخر کرتے ہیں مولوی اشرفعلی
صاحب تھانوی کو اپنا پیشوا جانتے ہیں انہیں کی تصنیف کردہ کتب پر عمل کرتے ہیں

اور تم اُن سے اخوت و محبّت برتتے ہو صرف اتنا ہی نہیں بلکہ آپ[1] ان کو نمازی متقی پرہیزگار جانتے ہو۔ اس کا جواب دیا کہ بے شک میں یہی خیال کرتا ہوں بلفرضِ محال وہ وہابی ہی ہوں تو وہ اپنی قبر میں جائیں گے اور میں اپنی قبر میں۔ مَیں اور وہ حقیقی بھائی ہیں کس طرح ترک تعلق کر سکتا ہوں۔ مزید برآں شرع نبی اس پر مجبور نہیں کرتی۔ اس پر کہا گیا کہ شرع ان عقیدہ رکھنے والوں سے ترک تعلق کا حکم دیتی ہے یقین نہ ہو تو علمائے اہلِ سُنّت و جماعت سے دریافت کر لو۔ چنانچہ اُنہوں نے یہ سوال لکھا:۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ میرا بڑا بھائی مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کو عالم مانتا ہے اور ان کی لکھی ہوئی کتابوں پر عمل کرتا ہے اور بعض لوگ مولوی اشرفعلی صاحب کو وہابی کہتے ہیں۔ مَیں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ دراصل مولوی اشرفعلی صاحب وہابی ہیں یا نہیں؟ اور اگر وہ وہابی ہیں تو مجھ کو کیا کرنا چاہیئے؟ اپنے بھائی سے ملوں یا نہ ملوں۔ اور وہابی کس کو کہتے ہیں؟

(یہ سوال لے کر آستانہ عالیہ رضویہ پر جواب لینے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ فاضل جلیل حضرت مولٰنا مولوی سردار احمد صاحب گورداسپوری مدرس دوم دارالعلوم اہلسنت و جماعت منظر اسلام بریلی نے یہ جواب دیا):۔

الجواب

اشرفعلی تھانوی نے حضور اقدس سرورِ دو عالم نورِ مجسّم شفیعِ معظّم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی شان اقدس و رفیع میں صریح توہین اور کھُلی گستاخی کے کلمات ملعونہ بکے ہیں علمائے عرب و عجم نے ایسے کلمات بکنے والے کو کافر خارج از اسلام فرمایا ہے۔ وہ کلمات یہ ہیں:۔

---

[1] خورد و نوش ایک ہے اور

"آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے" حفظ الایمان صے

اشرفعلی تھانوی وہابی بلکہ وہابیوں کا پیشوا ہے، وہابی اُس کو کہتے ہیں جو محمد بن عبدالوہاب نجدی (جو رسولِ کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں طرح طرح کی گستاخیاں کرتا تھا) کا متبع ہو یعنی جو شخص رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رفیع میں گستاخی کرتا ہے وہابی کا لفظ اس کے لیے مشہور ہو گیا ہے صورت مذکورہ میں اگر وہ شخص اشرفعلی کی عبارت مذکورہ پر مطلع نہیں ہے تو اُسے مطلع کر دیا جائے اطلاع پانے کے بعد اگر وہ باز نہ آئے تو اُس سے قطعاً علیحدگی اختیار کی جائے، اُس سے میل جول سلام و کلام کھانا پینا سب حرام ہے۔ قال تعالیٰ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد سردار احمد غفرلہ الاحد گورداسپوری

وہاں سے جواب حاصل کرنے کے بعد کوئی صاحب بنام مولوی رفاقت حسین (جو رسالہ الفرقان کے مددگار بھی معلوم ہوتے ہیں) اُنہوں نے اس فتوے پر طویل عبارت آرائی فرمائی۔ قدیم باتوں کا اعادہ کرتے ہوئے علامہ فاضل بریلوی قدس سرہٗ کو غاصب و خائن وغیرہ گردان کر فاضل مجیب کو بہت کچھ سخت سُست کہا (جو انسانی اخلاق کے خلاف ہے) آخر میں حکم دیا کہ برادر مذکور ٹھیک راستے پر ہے تھانوی صاحب وہ مقدس ہستی ہیں جن کے دیدار سے اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے جو اُنہیں کافر بتاتا ہے وہ خود گمراہ ہے مسلمانوں کو شخص مذکور سے مقاطعہ کرنا لازم نہیں۔ جو ایسا کرے یا ترغیب دے وہ بھی گمراہ ہے۔ رہا تھانوی

کی عبارت وہ بالکل بے غبار ہے خود تھانوی صاحب بسط البنان تغیر العنوان وغیرہ میں اس کی صفائی کر چکے۔ مفسدوں کی لاطائل باتوں پر عمل نہ کیا جائے۔ جب محمد شبیر نے وہاں سے بھی جواب حاصل کر لیا، تو شیخ لعل محمد صاحب نے دریافت کیا کہ اب تمہارا کیا خیال ہے؟ محمد شبیر نے کہا میں تو حیران ہوں تمہارے علماء کہتے ہیں مقاطعہ کرو اور یہ کہتے ہیں اگر مقاطعہ کروگے تو گمراہ ہو جاؤگے۔ اب کس کا کہنا مانوں، شیخ لعل محمد صاحب نے کہا ہر مسلمان کے نزدیک خدا و رسول جل وعلاو صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی محبّت و عظمت عین ایمان ہے لہٰذا تم اس محبّت کو اپنے سینہ میں تازہ کر کے حفظ الایمان کی عبارت کا خود مطالعہ کرو حق آشکارا ہو جائے گا۔ جواب میں کہا میں مولوی تو نہیں جو اس کو سمجھ سکوں اس عبارت کا پڑھے لکھوں میں اختلاف ہے۔ تمہارے علماء کہتے ہیں اس عبارت میں توہین ہے، ہماری جماعت کے مولوی کہتے ہیں کہ نہیں ہے تو میری سمجھ ان کے مقابلہ میں کیا فیصلہ کر سکتی ہے۔ بہتر تو یہ ہو گا کہ دونوں جگہ کے مولوی آپس میں بیٹھ کر سمجھیں اور سمجھاویں میں سمجھ لوں گا۔ اُس وقت جناب عثمان خاں صاحب کلاتھ مرچینٹ بھی پہنچ چکے تھے اُنھوں نے کہا کہ ہم نے بارہا یہ کوشش کی مگر جماعت وہابیہ سے تو کوئی آتا ہی نہیں۔ اس کے بعد اس کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے دونوں صاحب بزرگ محترم جناب حکیم ابرار احمد صاحب کی دکان پر پہنچے وہاں پر عم مکرم جناب حامد یار خاں صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ محمد شبیر نے جناب حامد یار خاں صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ صبح ہم اور آپ جو تحریری معاہدہ لکھیں وہ اس طریقہ پر ہو کہ مولوی منظور صاحب سے اِس میں درخواست کی جائے چنانچہ اُن کے دلخواہ یہ مضمون بعینہٖ لکھا گیا:۔

"ہم کہ محمد شبیر ولد معین الدین قوم شیخ ساکن سہسوانی ٹولہ اور حامد یار خاں ولد محمد یار خاں ساکن بذریعہ عنایت گنج ہیں ہمارے دونوں فریقوں

میں یہ معاہدہ ہُوا ہے کہ سُنی اور وہابی کا جھگڑا علماء کے درمیان ہے جس کی وجہ سے ہم لوگ پریشان رہتے ہیں مولوی اشرفعلی صاحب کو کافر مولوی منظور احمد صاحب کو وہابی مولوی سردار احمد صاحب گورداسپوری مدرس مدرسہ منظر اسلام بتاتے ہیں اور ہم اسی کے بارے میں مناظرہ کرانا چاہتے ہیں اگر آپ ان سے یعنی مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ نہیں کریں گے تو دراصل ہم لوگ آپ کو وہابی نہیں بلکہ اس سے بھی بُرا سمجھیں گے۔" فقط

محمد شبیر بقلم خود　　　　حامد یار خاں بقلم ابرار احمد

جناب محمد شبیر صاحب یہ تحریر معاہدہ لے کر مولوی منظور صاحب کے پاس گئے اور واپس آکر کہا۔ مولوی منظور صاحب کا مطمح نظر یہ تھا کہ مولوی سردار احمد صاحب دارالعلوم منظرِ اسلام کے مدرس ہیں لہٰذا اُن کے مقابل ہمارے مدرسہ کا مدرس مناظرہ کرے گا میری کیا ضرورت ہے ف (یہ فاضل تالیفی کا پہلا فرار ہے) اور یہی کسی قدر لکھا بھی جا چکا تھا۔ مَیں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ ہی سے مناظرہ ہو۔ آپ نہیں کریں تو مجھے صاف صاف جواب دیجئے اس لیے کہ میں تو آپ ہی کی نسبت طے کر چکا ہوں مدرس وغیرہ کا عذر میری نظر میں کمزور ثابت ہو گا۔ اس پر مولوی صاحب نے کچھ غور فرما کر فرمایا کہ مولوی سردار احمد صاحب کی تو ابھی سال گذشتہ دستار بندی ہوئی ہے، وہ میرے سوالات کا جواب نہ دے سکیں گے اُن کے مقابل تو یقیناً[ع] فتح ہے لیکن مخالفین کہیں گے یہ تو کچھ کمال نہ ہُوا ایک جدید مناظر شکست کھا گیا تو کیا جائے تعجّب ہے۔ اس نظریہ سے میں چاہتا ہوں کہ کسی اور مشّاق مناظر کو پیش کیا جائے

ف وہابیہ کا پہلا فرار　ع ملاحظہ ہو کہ اس وہابی کو آئندہ بات کا یقین کیسے حاصل ہُوا۔ یہ علم غیب کا دعوےٰ نہیں تو اور کیا ہے؟

تاکہ تاویل کی گنجائش نہ رہے مکرر میں نے کہا یہ سب حیلہ بازیاں ہیں اقرار کیجئے یا انکار، تو مجبور ہو کر یہ تحریر لکھی :-

(نقل مطابق اصل)

بسمہ تعالیٰ حمداً و سلاماً مندرجہ بالا تحریر میرے سامنے پیش کر کے مجھ سے تیاری و عدم تیاری کے متعلق سوال کیا گیا ہے میں متوکلاً علی اللہ تعالیٰ عرض کرتا ہوں کہ میں تمام نزاعی امور میں بترتیب الاہم فالاہم (جو خاں صاحب کا مسلمہ ہے) مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ کرنے کو طیار ہوں۔ جلسہ کی انتظامی صدارت مولوی حامد رضا^عہ^ خاں صاحب فرمائیں گے " و الحمد للہ اولاً و آخراً "

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ

محمد شبیر صاحب سے کہا گیا کہ ہم حضرت بڑے مولانا صاحب قبلہ کو اس میں شریک کرنا نہیں چاہتے وقت پر جس کو مناسب سمجھا جائے گا صدر بنالیں گے اور آپ بھی بنا سکتے ہیں محمد شبیر صاحب نے منظور کر لیا :

یہ اعلان تیاری مناظرہ جناب حامد یار خاں صاحب کی طرف سے جناب حکیم ابرار احمد صاحب لے کر ۱۴ محرم کو حضرت مولانا مولوی سردار احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا موصوف نے نہایت جرأت و دلیری سے اُسی وقت یہ جواب تحریر فرمایا :-

---

عہ مولوی منظور صاحب نے یہ سمجھا کہ انتظامی معاملات میں حضرت مولٰنا مولوی شاہ حامد رضا خاں صاحب کا نام مبارک لکھ دو، وہ مجھ بے حیا کو منہ نہ لگائیں گے یوں مناظرہ سے جان بچ جائے گی۔ مگر شہر کہنہ کے سنیوں نے مولوی منظور کے فرار کی تمام گلیاں بند کردیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء :

(نقل مطابق اصل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ فقیر کے سامنے ایک تحریر پیش کی گئی جس میں مولوی منظور صاحب نے فقیر کے ساتھ مناظرہ کی تیاری کا اظہار کیا ہے فقیر کو ہرگز مناظرہ سے انکار نہیں مولوی منظور صاحب کا چیلنج مناظرہ فقیر کو بغیر نظر و فکر منظور ہے جن امور میں وہ مناظرہ کرنا چاہیں فقیر بھی بحمدہٖ تعالیٰ اُن امور میں مناظرہ کے لیے تیار ہے اور انتظامی امور سے فقیر کو کوئی تعلق نہیں"

فقیر سردار احمد عفرلہ الاحد گورداسپوری

۱۴۔ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ

جب فریقین نے مناظرہ کی یہ دونوں تحریریں حاصل کرلیں تو مناظرہ کے انتظامی معاملات کے متعلق باہم گفتگو شروع ہوئی اور یہ قرار پایا کہ جو کچھ صرف ہوگا وہ نصف نصف تقسیم ہو جائے گا۔ پھر محمد شبیر سے کہا گیا کہ آپ اپنی جماعت وہابیہ کی ذمہ داری کی تحریر لکھ دیں اور ہم اپنے مجمع اہلسنّت کی ذمہ داری کی تحریر لکھ دیتے ہیں اس پر محمد شبیر نے کہا کہ میں ذمہ داری کی تحریر ہرگز نہیں[ف] دے سکتا ہوں سو[ع] دو سو روپیہ صرف کرنے کو تیار ہوں آپ اگرچہ ایک پائی بھی صرف نہ کریں۔ لیکن جب ذمہ داری کی تحریر کا پُر زور مطالبہ کیا تو محمد شبیر نے کہا کہ مولوی منظور ہی ذمہ دار بنیں گے۔ چنانچہ وہ مولوی منظور کے پاس گئے اور آکر کہا کہ مولوی منظور صاحب نے ذمہ داری سے قطعاً انکار کر دیا ہے وہ کہتے ہیں

ف وہابیہ کا تیسرا فرار

ع دعوےٰ اتنا بڑا کیا اور مناظرہ کے انتظامی امور میں جو صرفہ ہوا اُس کا نصف بھی نہ دیا۔ وہابیو! شرم!!

ف وہابیہ کا چوتھا فرار

کہ مولوی لیسین (وہابی) سے میری رنجش اور سخت عداوت و مخالفت ہے اُن کے مدرسہ کے طلبہ سے فتنہ کا قوی احتمال ہے (مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری) پھر بیچارے محمد شبیر مولوی منظور صاحب کے کہنے سے میرٹھ کی جماعت وہابیہ کے گرو مولوی لیسین کے پاس اس غرض سے گئے کہ وہ ہی ذمہ دار بن جائیں مگر محمد شبیر نے آکر کہا کہ مولوی لیسین خام سرائی نے بھی ذمہ داری سے صاف انکار کر دیا۔ محمد شبیر صاحب سے کہا گیا کہ اب آپ کیا کریں گے تو صاف کہا کہ جانے دیجئے میں کیوں اپنی جان مصیبت میں ڈالوں۔ یہ ہے وہابیہ اور وہابیہ کے بانی مناظرہ کا مناظرہ سے کھلا فرار۔ محمد شبیر صاحب سے پھر کہا گیا کہ آپ اپنے عزیز حکیم عرفان علی صاحب (وہابی) یا ابو محمد ایوب صاحب (وہابی) وغیرہ میں سے کسی کو اپنی جماعت وہابیہ کا ذمہ دار بنالیں وہ تو کنٹرول کر سکتے ہیں محمد شبیر صاحب نے کہا کہ اچھا میں جاکر کہتا ہوں اور ابھی ایک گھنٹہ بعد واپس آؤنگا۔ تقریباً تین گھنٹے انتظار کے بعد محمد شبیر آئے اور کہا کہ وہ احمد یار خاں عرف بدا خاں کے ذریعہ پولیس کا انتظام کرادیں گے۔ ادھر سے نعرۂ "خوب" بلند ہوا مگر محمد شبیر نے اُسی وقت کہا کہ مجھے کوئی امید نہیں جس پر میں بھروسہ کر سکوں۔ محمد شبیر کو جب اپنی جماعت وہابیہ کی ذمہ داری کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو بدحواس ہو کر ہم سے کہا کہ بہتر یہ ہی ہے کہ آپ لوگ کوئی ایسی صورت نکالیں کہ مناظرہ بھی ہو جائے اور ذمہ داری بھی زیادہ نہ ہو ہم نے کہا کہ مناظرین کو ایک مکان میں بلا لیا جائے اور ہر دو فریق سے پچاس پچاس یا سو سو آدمی لے لیے جائیں لیکن

ف۱ وہابیہ کا اقرار کہ وہابیہ کے طلباء فتنہ انگیز ہیں۔

ف۲ وہابیہ کا پانچواں فرار ف۳ وہابیہ کا چھٹا فرار

ف۴ وہابیہ کے بانی مناظرہ کی عہد شکنی

ف۵ وہابیہ کے بانی مناظرہ کی بدحواسی

مناظرین اپنی اپنی تقریریں تحریر میں لاکر اُس پہ اپنے اپنے دستخط ثبت کریں گے تاکہ مخلوقات عامہ میں اشاعت کر دی جائے۔ یا یہ ہو کہ ایک محلہ میں الگ الگ مکان میں مناظرین کو مع اپنی اپنی جماعت کے بٹھایا جائے اور تحریری مناظرہ شروع کرا دیا جائے۔ آخرکار فریقین میں یہ قرار پایا کہ تحریری مناظرہ ہوگا۔ مگر محمد شبیر نے اس طے شدہ بات کو چھوڑ کر پھر گذشتہ باتوں کا بے سُود اعادہ کرنا شروع کیا جس سے اس کی کمزوری ف و عاجزی روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئی پھر محمد شبیر اور جناب حامد یار خاں صاحب میں ایک معاہدہ ؏ قرار پایا جس کو میں نے خود لکھا اُس کی نقل یہ ہے :-

ہم میں یہ قرار پایا کہ مناظرہ مابین مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی اور مولوی سردار احمد صاحب بریلوی ہوگا۔ جس کی تاریخ آئندہ کسی روز مقرر کر دی جائے گی۔ موضوع و شرائط مناظرین خود مناظرہ گاہ میں طے کر لیں گے جلسہ کی انتظامی کارروائی فریقین فریقین ہو گی یعنی دیوبندی جماعت کی تمام ذمہ داری عمائد دیوبند پر ہو گی اور اسی طرح عمائد بریلی بھی ذمہ دار ہوں گے جس کی دستخطی تحریر ایک فریق دوسرے فریق کو دے دیویں گے۔ فقط

لعل محمد بقلم خود — حکیم ابرار احمد بقلم خود

پھر محمد شبیر صاحب نے اپنے قابلانہ قلم سے یہ تحریر ؏ لکھی اور اُس پر دستخط کر کے ہمارے حوالہ کی اُس کی نقل بلفظہ درج ذیل ہے :-

٧٨٦

آج بتاریخ ١٦ محرم الحرام ١٣٥٤ھ مطابق ٢١ - اپریل ٣٥ء یوم یکشنبہ

ف وہابیہ کے بانی مناظرہ کی بدعہدی اور عاجزی

؏ یہ تحریر ہمارے پاس بعینہٖ محفوظ ہے اگر کوئی وہابی اپنے بانی مناظرہ کی اس جہالت کی دستاویز کو دیکھنا چاہے تو بلا تکلف دیکھ سکتا ہے ١٢

بوقت گیارہ بجے شب ہم میں یہ قرار پایا کہ منظارہ مابین مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی اور مولوی سردار احمد صاحب بریلوی سے ہوگا جس کی تاریخ لیندہ کسی روز مقرر کر لی جاوے گی موضع و شرائط مناظرین خود مناظر گاہ میں طے کر لیں گیں جلسہ کی انتظامی کارروائی فریق عین فریق عین ہوگی یعنی دیوبندی جماعت کی تمام ذمبہ داری عمایدِ دیوبند پر ہوگی اور ایسی طرح عمائد بریلی بھی دفعہ دار ہوں گے جن کی دسخطی تحریر ایک فریق دوسرے فریق کو دیویں گے فقط

محمد شبیر بقلم خود

نوٹ (۱) ناظرین ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ جو شخص

محرم الطرام ۲- کو محرم الحرام اج ۱- کو آج

منظارہ ۴- کو مناظرہ ۱۳۵۴ء ۳- کو ۱۳۵۴ھ

لیندہ ۶- کو آئندہ مامین سے ہوگا ۵- کو مابین ہوگا

مناظر گاہ ۸- کو مناظرہ گاہ موضع ۷- کو موضوع

فریق عین فریق عین ۱۰- کو فریقین فریقین لیں گیں ۹- کو لیں گے

ایسی طرح ۱۲- کو اسی طرح ذمبہ داری ۱۱- کو ذمہ داری

دسخطی ۱۴- کو دستخطی دفعہ دار ۱۳- کو ذمہ دار

محمد شبیر ۱۶- کو محمد شبیر دے دیویں گیں ۱۵- کو دے دیوینگے

لکھے کیا وہ مناظرہ ملتوی ہوگیا کے عنوان کا اشتہار لکھ سکتا ہے؟

نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ کارروائی شبیر صاحب کے پردے ف میں مولوی منظور صاحب کی

ف محمد شبیر کے پردے میں مولوی منظور صاحب کی مکاری

مکاری و کیاری و دغابازی فریب دہی اور خوش فہمی کا نتیجہ ہے ؎

کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری میں ۔۔۔ کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

نوٹ (۲) شبیر صاحب یہ تو آپ کی قابلیت تھی جو تحریر اردو میں اپنی سولہ جہالتوں کا ثبوت دیا اور پھر مسلم لیڈری کا دعویٰ برین عقل و دانش بباید گریست ۔ کیا مولوی منظور صاحب اور اس کی تمام جماعت وہابیہ کو اس مسلم لیڈر کی اسی لیاقت پر ناز ہے ۔ شرم ! شرم !! شرم !!!

پھر ۱۸ ۔ محرم الحرام کی صبح کو فریقین میں باہم گفتگو ہوئی تو زبانی معاہدہ یہ ہوا کہ ۲۰ ۔ محرم کو مناظرہ ہونا چاہیے اور کہا گیا کہ فرصت کے وقت فریقین قواعد مناظرہ قلمبند کر لیں گے ۔ اُسی دن تین بجے والد صاحب قبلہ کا تار آیا جو حرمین شریفین سے واپس تشریف لا رہے ہیں) کہ ۱۹ محرم کو بریلی آجائیں گے میں نے محمد شبیر کو تار دکھایا اور دو تین دن کی توسیع چاہی ۔ اُس وقت تو اُنھوں نے نہایت فراخ دلی کے ساتھ کہا کہ یہ ایک اتفاقی امر ہے اور مجبوری کا نام شکر ہے کچھ حرج نہیں اور دو دن سہی ۔ میں کچھ ضروریات کی وجہ سے شہر چلا گیا ۔ بعد کو محمد شبیر صاحب اپنی اس بات فا پر قائم نہ رہے ، جناب حکیم ابرار احمد صاحب سے کہنے لگے کہ اگر مناظرہ کرنا ہے تو ۲۰ ۔ محرم جمعرات ہی کو کرائیں ورنہ میں چلا فا جاؤنگا مجھے مناظرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے جناب حکیم ابرار احمد صاحب نے فرمایا کہ یہ کیسی انسانیت ہے پہلے آپ نے کچھ کہا اور اب کچھ کہہ رہے ہیں آپ اپنی بات پر قائم نہیں رہتے ہیں ۔ عم مکرم جناب حامد یار خاں صاحب وہاں تشریف لائے اور حکیم صاحب سے فرمایا کہ اگر محمد شبیر پنجشنبہ ہی کو کہیں تو تم چہار فا شنبہ ہی کو تیار ہو جاؤ ۔ اس کے بعد

فا وہابیہ کے بانی مناظرہ کی بدعہدی

فا وہابیہ کا ساتواں فرار

فا اہلِ سنت کے بانی مناظرہ کی آمادگی اور بلند حوصلگی ۔

فریقین نے مناظرہ کی تاریخ اور مناظرہ کی جگہ معین کی اور مناظرہ کے چند شرائط و قواعد مرتب کر کے اس کے متعلق ایک تحریر لکھی اور اُس پر فریقین نے دستخط ثبت کر دیئے اُس تحریر کی بلفظہ نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم - بروز جمعرات ۲۵- اپریل ۳۵ء مطابق ۲۰ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ بمقام مرزائی مسجد شہر کہنہ بریلی میں بوقت دس بجے صبح سے مناظرہ مولانا سردار احمد صاحب گورداسپوری و مولانا منظور احمد صاحب نعمانی سنبھلی کے درمیان ہوگا. صدر دونوں فریق اپنی اپنی خوشی سے منتخب کریں گے مناظرہ تقریری ہوگا۔ لیکن ہر دو مولوی صاحبان اپنی اپنی تقریر تحریر میں لاکر دستخط ثبت کریں گے دوران مناظرہ میں علاوہ ان دونوں مولوی صاحبان کے کسی دوسرے عالم یا پبلک کو کسی قسم کے بولنے یا اعتراض کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا علماء مناظرہ کو حق حاصل ہے کہ اپنی طرف کے عالموں سے مشورہ لے سکتے ہیں ہر دو مولوی صاحبان کو ۵ منٹ کا وقفہ بولنے کے لیے دیا جاوے گا زیادہ وقت نہ دیا جائے گا۔ ہر دو فریق اپنی اپنی جماعت کے ذمہ دار ہوں گے ہر دو مولوی صاحبان اپنی اپنی جماعت کے جلسہ مجمع کے اندر ۵۰ یا سو اشخاص کے دستخط کرائیں گے تاکہ کسی قسم کا فساد نہ ہونے پائے اگر دستخط نہ ہوئے تو مناظرہ ختم کر دیا جائے گا۔ اگر ہر دو جماعت میں سے دو ایک شخص دورانِ مناظرہ میں دخل دیں گے تو ذمہ دار اشخاص اپنی جماعت میں سے اُن کو علیحدہ کر دیں گے اور اگر ۵ سے زائد اشخاص دوران مناظرہ میں دخل انداز ہوئے تو صدر صاحب کو لازم ہوگا کہ وہ اپنی جماعت میں سے اُن کو علیحدہ کر دیں اگر صدر صاحبان اپنی جماعت میں سے ایسے اشخاص

کو علیحدہ نہ کریں گے تو اُسی جماعت کی ہار مان لی جائے گی۔ ہر دو جماعتیں مناظر کی تقریر کو نہایت خاموشی سے سُنیں گی۔ کسی قسم کا ایسا شور و غل نہ ہوگا کہ کسی عالم کی تقریر میں خلل آئے۔ کوئی لاٹھی یا آلہ دھار دار اشیاء کوئی شخص اپنے ہمراہ نہ لاوے گا اور اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشیاء سے کوئی شے اپنے ہمراہ لاویں گے تو اُن کی شے صدر دروازہ پر لے کر جمع کر لی جائے گی اور مناظرہ ختم ہونے کے بعد واپس کر دی جائے گی۔

نوٹ:۔ ہر دو فریق کے عالموں میں سے کسی عالم صاحب کی کسی قسم کی دل آزاری نہیں کی جائے گی فقط۔

محمد شبیر بقلم خود محلہ سہسوانی ٹولہ عباس حسین بقلم خود عزیز الرحمٰن بقلم خود
لعل محمد بقلم خود عبد الاحد بقلم خود نجات حسین خاں بقلم خود حامد یار خاں بقلم خود
۱۷۔ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ ۱۰ بجے شب

اس شرائط نامہ کے بموجب میں نے اپنے ذاتی ضروری کام ترک کر کے پہلے مناظرہ کے انتظام کئے اور انہیں انتظامات کی وجہ سے اپنے والد صاحب قبلہ سے اسٹیشن پر نہ مل سکا۔ اب چہار شنبہ آگیا اور محمد شبیر نے کہا تھا کہ میں چہار شنبہ کے دن صبح حاضر ہو کر اعلانِ مناظرہ کے اشتہار کا نصف صرفہ دونگا بلکہ خود چھاپہ خانہ جاؤں گا لیکن صبح سے انتظار کرتے کرتے دو بج گئے مگر محمد شبیر نہ آئے اُن کے گھر پر تلاش کیا گیا نہیں ملے اُن کے عزیزوں کے گھر جا کر معلوم کیا کچھ پتہ نہ چل [ف۱] سکا یہاں تک کہ چار بج گئے۔ یہ ہے وہابیہ کے بانی [ف۲] مناظرہ کی عہد شکنی اور مکاری اور کذب بیانی۔ وہابیو! شرم!! ادھر علمائے

ف۱ وہابیہ کا آٹھواں فرار

ف۲ وہابیہ کے بانی مناظرہ کی عہد شکنی اور مکاری

اہلسنّت اپنے ضروری کام ترک کر کے تشریف لا چکے تھے۔ ان حضرات کے کارہائے ضروری اور وقت کی قلت کو ملحوظ رکھتے ہوئے سیّد محفوظ علی صاحب نائب صدر محافظ اسلام و نوجوانانِ اہلسنت سے کہا گیا کہ وہابیہ کے بانیٔ مناظرہ نے صریح سفید جھوٹ بولا ہے اور ہمارے ساتھ بدعہدی کی ہے۔ کل ہی صبح دس بجے مناظرہ کا وقت ہے اور ابھی تک مناظرہ کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا ہے لہٰذا محض اطلاع کے طور پر آپ اعلانِ مناظرہ کا مختصر سا اشتہار فریقین کے معاہدہ کے مطابق شائع کر دیجئے۔ حضرت موصوف نے نہایت عجلت کے ساتھ اس کام کو انجام دیا اور چھ بجے دن کے کچھ اشتہار اعلانِ مناظرہ تقسیم بھی ہو چکے تھے ساڑھے چھ بجے اطلاع موصول ہوئی کہ تھانہ بارہ دری کے سب انسپکٹر صاحب نے بلُایا ہے اسی وقت یہ محرر اور عم مکرم جناب عثمان خاں صاحب اور جناب حکیم ابرار احمد صاحب سیکرٹری انجمن محافظ اسلام اور جناب حامد یار خاں صاحب تھانہ گئے۔ سب انسپکٹر صاحب نے اس انجمن کے عہدہ داروں کے نام دریافت کئے اور چند ضروری سوالات کئے جن کا جواب دیا گیا سب انسپکٹر صاحب نے صبح پھر مع نائب صدر صاحب آنے کو کہا، صبح ہوتے ہی پہلے تھانہ گئے نائب صدر صاحب سے سب انسپکٹر صاحب نے کچھ اور سوالات کئے جن کے جوابات شافی دیئے گئے۔ سب انسپکٹر جناب سیّد انتظار حسین صاحب نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ فساد نہ ہو چنانچہ ہر طرح سے اطمینان دلایا اس وقت وہابیہ کی طرف سے بابو عقیل احمد صاحب پسر اور لیس احمد صاحب بھی تھانہ پہنچ چکے تھے یہ تمام باتیں اُن کے سامنے ہوئی تھیں۔ صبح ہوتے ہی مناظرہ کے دن محمد شبیر کے نام سے ایک اشتہار بعنوان مناظرہ[ف۱] ملتوی ہو گیا دیکھا گیا۔ اس اشتہار کا مقصود یہ تھا کہ مناظرہ نہیں ہو گا لیکن اہلسُنّت

ف۱ وہابیہ کا نواں فرار

کو مناظرہ کرانا مقصود تھا لہٰذا منجانب انجمن محافظ اسلام اُسی وقت تانگوں پر گشتی اعلان کرا دیا گیا کہ یہ مرحلہ شرائط میں فریقین کے اتفاق سے قرار پا چکا ہے کہ اکبری مسجد میں پنجشنبہ کے روز دس بجے صبح مناظرہ ہوگا ایک فریق کے ملتوی کرنے سے ہرگز ملتوی نہیں ہو سکتا لہٰذا آج دس بجے مناظرہ ضرور ہوگا۔ اس اعلان کو سُن کر بدحواسی ف۱ کے عالم میں غرق ہو کر محمد شبیر آئے اور کہا کہ مولوی منظور صاحب چاہتے ہیں کہ مسجد کے متولی صاحب کا اجازت نامہ میرے پاس آنا چاہیئے۔ چنانچہ فوراً متولی صاحب سے تحریری اجازت نامہ حاصل کیا اور اُس کی ایک نقل اُن کو بھیج دی گئی جس پر متولی صاحب کے دستخط کی نقل بھی تھی۔ اس کے بعد محمد شبیر نے بدحواسی ف۲ کی حالت میں آکر کہا۔ کہ مولوی منظور صاحب کہتے ہیں کہ اس نقل پر متولی صاحب کے خود اصل قلم سے دستخط ہونا چاہیئے۔ وہابیہ ف۳ نے مناظرہ سے بھاگنے کے لئے یہ ایک حیلہ سازی کی تھی مگر اہلسنّت نے وہابیہ کی حیلہ سازی پر پانی پھیر دیا۔ اور اُسی وقت نقل مذکور پر متولی مسجد جناب منشی محمد محمود علی خاں صاحب کے قلم سے دستخط کرا دیئے۔ پھر محمد شبیر نے متولی صاحب سے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ آپ متولی ہیں میں نے یہ سمجھا تھا کہ اس مسجد کے متولی خان بہادر صاحب ہیں۔ دس بج چکے تھے مجمع کافی تھا مجمع سے تصدیق کرا دی کہ جناب منشی صاحب موصوف ہی متولی ہیں۔ محمد شبیر کو جب کوئی اور حیلہ بہانہ نہ سوجھا تو پریشان ہو کر کہا کہ متولی صاحب کے یہ دستخط میرے پڑھنے میں نہیں آتے ہیں۔ مجمع نے محمد شبیر کی بدحواسی دیکھ کر اور یہ بات سُن کر وہابیہ اور وہابیہ ف۴ کے بانیٔ مناظرہ کی کمزوری و عاجزی کا احساس کیا اور سمجھ

ف۱ وہابیہ کے بانیٔ مناظرہ کی بدحواسی

ف۲ محمد شبیر کی بدحواسی

ف۳ وہابیہ کا دسواں فرار

ف۴ وہابیہ کے بانیٔ مناظرہ کی عاجزی و کمزوری

لیا کہ وہابیہ اب مناظرہ سے بھاگنے کے لیے حیلے حوالے تلاش کر رہے ہیں۔ جناب متولی صاحب ممدوح نے محمد شبیر سے فرمایا کہ میں نے تمہارے اور مجمع کے سامنے دستخط کئے ہیں جب بھی تم کو اطمینان نہیں ہوا۔ تو میں پھر دستخط کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ متولی صاحب موصوف نے سب کے سامنے دستخط دوبارہ کئے۔ اُدھر بے چارہ محمد شبیر بدحواسی[ف۱] کے عالم میں اجازت نامہ لے کر جاتے ہیں کہ اُدھر وہابیہ کی طرف سے بابو عقیل احمد آئے اور کہا کہ آپ کے نائب صدر صاحب نے سب انسپکٹر صاحب کے سامنے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم مجمع کے سامنے حفظِ امن کی ذمہ داری کی ایک تحریر مولوی سردار احمد صاحب سے دلوادیں گے میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں مولوی منظور صاحب سے دلوا دونگا۔ نائب صدر صاحب کو بُلایا تو اُنہوں نے بابو صاحب کے سامنے صاف انکار کر دیا۔ بابو صاحب[ف۲] کا جب جھوٹ ثابت ہوگیا تو بابو صاحب نے کہا کہ مجھے یاد نہیں رہا ہوگا حامد یار خاں صاحب نے کہا ہوگا۔ چنانچہ فوراً جناب حامد یار خاں صاحب کو بُلا کر سامنے کر دیا۔ تو بابو صاحب نے چونکہ یہ بھی جھوٹ[ف۳] کہا تھا اس لیے بابو صاحب نے فوراً کہا۔ ٹھیک مجھے یاد آیا داروغہ جی صاحب نے فرمایا تھا۔ جناب حامد یار خاں صاحب اور نائب صدر صاحب نے فرمایا کہ دارو غہ جی صاحب نے اس کے متعلق کچھ بھی نہیں فرمایا تھا۔ بابو صاحب نے کہا کہ "آپ کو یاد نہیں رہا دار وغہ جی نے کہا تھا" میں نے کہا کہ آپ کو تکلیف تو ہوگی ذرا تھانہ ہی تشریف لے چلئے ابھی معلوم ہو جائیگا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔ بابو صاحب نے جواب دیا کہ آپ مولوی سردار احمد صاحب

ف۱ وہابیہ کے بانی مناظر کی بدحواسی

ف۲ وہابیہ کے بابو عقیل احمد صاحب کے دو جھوٹ

ف۳ وہابیہ کے بابو عقیل احمد صاحب کا تیسرا جھوٹ

سے مجھے ذمہ داری کی تحریر دلواتے ہیں تو دلوا دیجئے ورنہ میں جا کر مولوی منظور سے کہدونگا۔
اب اُن کا فعل آئیں یا نہ آئیں بابو صاحب کو خوشامدانہ طریقہ پر تھانہ تک لے گئے۔ یہ وقت ساڑھے گیارہ بجے کا تھا۔ داروغہ جی سے دریافت کیا گیا۔ کہ آپ نے کس تحریر کی بابت فرمایا تھا۔ داروغہ جی نے جواب دیا کہ میں نے کسی تحریر وغیرہ کے متعلق نہیں کہا۔ اس سے وہابیہ کے بابو عقیل احمد صاحب کی دروغ[ف۱] بیانی و مکاری اچھی طرح ظاہر ہو گئی۔ درحقیقت وہابیہ[ف۲] نے مل کر مناظرہ سے بھاگنے کا یہ ایک بڑا حیلہ بہانہ نکالا تھا۔ مگر اہلسنت نے اس حیلہ کو بھی خاک میں ملا دیا۔ جب ہم سب لوگ تھانہ سے واپس آئے تو راستے میں بابو عقیل احمد نے اپنی مکاری اور جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لیے کہا کہ داروغہ جی نے ضرور فرمایا مگر انہیں یاد نہیں رہا۔ ایک آفیسر کو جھوٹا ثابت کرنا ظلم ہے۔ ورنہ میں تو سرہو جاتا۔ لیکن اب میری لاج[ف۳] آپ لوگوں کے ہاتھ ہے۔ یہ باتیں میری پوزیشن کو خراب کرنے والی نہیں ہیں۔ مَیں آئندہ ان معاملات میں ذلیل ہونے کو ہرگز نہیں پڑونگا۔ اور مولوی منظور صاحب سے بیزاری ظاہر کی۔ یہ ہے وہابیہ[ف۴] کی کمزوری اور بزدلی۔ مولوی منظور صاحب مدرسہ اشتفاقیہ میں موجود تھے اُن سے کہا گیا کہ مجمع دس بجے سے انتظار کر رہا ہے اب بارہ بجے کا وقت ہے مناظرہ کے لیے چلئے آپ کے سارے مطالبے پورے کر دئے ہیں اور آپ کی ذمہ داری بھی لے لی ہے۔ مگر مولوی منظور صاحب مناظرہ گاہ میں جانے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ جب

ف۱ بابو عقیل احمد صاحب کا چوتھا جھوٹ

ف۲ وہابیہ کا گیارھواں فرار

ف۳ وہابیہ کی لاج سنیوں کے ہاتھ

ف۴ وہابیہ کی بزدلی اور مناظرہ سے فراری

سُنّیوں نے بار بار مطالبہ کیا تو مولوی منظور صاحب کو مناظرہ گاہ میں جانے کے سوا کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا، سنبھلتے سنبھلاتے مولوی منظور صاحب ساڑھے بارہ بجے اکبری مسجد میں پہنچے محمد شبیر سے کہا گیا کہ انتظامی معاملات میں صرفہ اس وقت تک پندرہ روپے تک ہُوا ہے حساب سمجھ لیجئے اور معاہدہ کے بموجب ساڑھے سات روپے دیجئے۔ کہا کہ کل حاضر کرونگا۔ جب دوسرا دن آیا تو کہا کہ آئندہ روز تین دن کا حساب سمجھ کر حاضر کردونگا۔ جب تیسرا دن آیا تو کہا جلسہ ف۱ برخاست ہونے پر حاضر کردونگا۔ تیسرے روز کیا چوتھے روز بھی تلاش کرنے کے بعد بہت مشکل سے ملے۔ تقاضا کرنے پر چھ روپے آٹھ آنے دیئے اور کہا کہ بقیہ میں مکان پر جاکر لاتا ہوں۔ چنانچہ اب تک وہ وقت نہیں آیا کہ وہ مکان سے روپیہ لے کر لوٹیں۔ یہ ہے وہابیہ کے بانیٔ مناظرہ کی عہد شکنیاں اور سو دو سو خرچ کرنے کے دعوے کی حقیقت ؎

بہت شور سُنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرۂ خُوں نکلا

ناظرین کی خدمت میں یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جناب سب انسپکٹر منشی انتظار حسن صاحب انچارج تھانہ بارہ دری بریلی نے اس مناظرہ کے نظم کے متعلق کمال توجہ فرمائی کہ مناظرہ کے چاروں دن تک متواتر پولیس کو پبلک کی ہمدردی میں مسلّط رکھا اور خود بھی ایک دفعہ تشریف لائے اور پولیس کو تاکید کردی کہ جو شور کرے فوراً اُس کو مجمع سے نکال دو۔ چنانچہ پولیس نے بھی حفظ ف۲ امن میں بہت زیادہ حصہ لیا جو شخص ذرا بھی شور کرتا تو ایک دو مرتبہ تاکید کرتے اور اُس سے زیادہ ہوتا تو مجمع سے نکال دیتے

مرزا تاجبیگ بریلوی صدر انجمن نوجوانان اہلسنّت و معاون انجمن محافظ اسلام شہر کہنہ بریلی

ف۱ وہابیہ کے بانیٔ مناظرہ کی پیہم عہد شکنیاں

ف۲ مناظرہ میں پولیس کا حُسنِ انتظام

وہابیہ کا کھُلا فرار

اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ وہابیہ نے مناظرہ سے اپنی جان بچانے کے لیے رات دن بھر کمیٹیاں کیں اور اپنی گلو خلاصی کا ذریعہ ایک پوسٹر کو بنایا۔ جس میں اُن کے سارے اصاغر و اکابر نے نہایت ہی مکر و فریب، عیاری و کیادی سے واقعات کو غلط جامہ پہنا کر اپنی صداقت و راستبازی کا نمونہ پیش کیا اور انتہائی جھوٹ اور دروغ بیانی سے کام لیا۔ وہ اشتہار بلفظہٖ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

مناظرہ ملتوی ہوگیا

منظور ہے گذارشِ احوال واقعی

حضرات! میں شہر کہنہ بریلی کا باشندہ ہوں، اور ایک عرصہ سے تجارت کے سلسلہ میں لکھنؤ رہتا ہوں، خدا کا شکر ہے کہ ”مسلمان ہوں اور دیوبندی بریلوی قسم کے مناقشات سے مجھے کبھی کوئی دلچسپی نہیں ہوئی“ کچھ دن ہوئے کہ میں اپنے وطن بریلی آیا، میرے اہلِ محلہ سید اعجاز نبی صاحب، مولوی لیاقت حسین صاحب ثناء اللہ صاحب، سید حبیب الحسن صاحب، ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور اُن کے کرایہ دار صاحب جن کا نام اس وقت یاد نہیں ان حضرات نے جو مولوی حامد رضا خاں صاحب کے جاننے والے ہیں مجھ سے کہا کہ تمہارے بڑے بھائی وہابی ہوگئے ہیں وہ مولوی اشرفعلی صاحب کو مانتے ہیں لہٰذا اُن سے سلام و کلام وغیرہ سب چھوڑ دو اور اس کے متعلق بڑے مولوی صاحب (مولانا حامد رضا خاں صاحب) سے فتوے دریافت کر لو جناب نے اس کے متعلق سوال لکھا اور مؤخر الذکر صاحب جو بڑے مولوی صاحب کے غالباً مرید

بھی ہیں مجھ کو ہمراہ لے کر مولوی حامد رضا خاں صاحب کے پاس پہنچے، مولوی صاحب نے سوال دیکھا اور زبانی جواب دیا کہ "مولوی اشرفعلی صاحب کافر ہیں اُن کے ماننے والے بھی کافر ہیں"۔ اُن سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھا جائے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اس کو لکھ دیجئے میں دوسرے علماء صاحبان سے بھی جواب لکھاؤں گا۔ تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہمارے مدرسہ کے بڑے مدرس صاحب سے لکھا لو میں اُن کے پاس حاضر ہوا اُنہوں نے مجھ کو مولوی سردار احمد صاحب کے پاس بھیج دیا اور اُنہوں نے وہی جواب لکھا۔ جو مولوی حامد رضا خاں صاحب نے فرمایا تھا۔ پھر میں نے وہ فتویٰ مولانا رفاقت حسین صاحب عمردی کے سامنے پیش کیا، اُنہوں نے اس کا رد لکھا اور کفر کے فتوے کو غلط، باطل ثابت کر کے اُس کے اخیر میں لکھا کہ :۔

دو سائل کا بڑا بھائی جو حضرت مولانا تھانوی کی کتابیں دیکھتا ہے اُس سے تعلقات کا منقطع کرنا حرام اور بدترین گناہ ہے اور اس قطع تعلق کی رائے دینے والا اُس خائب و خاسر جماعت میں سے ہے جس کے متعلق قرآن عزیز کا بیان ہے ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل و یفسدون فی الارض اولٰئک ھم الخٰسرون ۝"

اس کے بعد میرے محلے والوں نے مجھ سے کہا کہ ان جھگڑوں کا ٹھیک فیصلہ صرف مناظرہ سے ہو سکتا ہے لہٰذا تم مولوی محمد منظور صاحب مدیر الفرقان اور مولوی سردار احمد صاحب کے درمیان مناظرہ کرا دو۔ دونوں جماعتوں اور دونوں عالموں کی ہر قسم کی ذمہ داری ہم لیں گے۔ چنانچہ اُن لوگوں کی طرف سے حامد یار خاں صاحب، لعل محمد صاحب اس کام کے انجام دینے کے لیے منتخب ہوئے اور میں بھی تیار ہو گیا۔ اور ہم لوگوں نے ایک تحریر لکھی جس میں مولانا محمد منظور صاحب سے یہ درخواست کی گئی کہ وہ ہم لوگ مولوی سردار احمد صاحب اور آپ کے درمیان مناظرہ کرانا چاہتے

ہیں کیا آپ اس کے لیے تیار ہیں؟" یہ تحریر لے کر میں خود مولانا محمد منظور صاحب کے پاس حاضر ہوا۔ "انہوں نے جواب دیا کہ میرا اور مولوی حامد رضا خاں صاحب کا مناظرہ جاری ہے" اُس سے فائدہ اٹھایئے۔ مولوی حامد رضا خاں صاحب سے میرے مناظرانہ مضامین کا جواب اصالتاً یا وکالتاً دلوایئے۔ اور اگر مولوی سردار احمد صاحب ہی سے مناظرہ کرانا ہے تو میری تخصیص بلاوجہ ہے۔ یہاں کے اسلامی مدارس کے طلباء اس کے لیے موجود ہیں۔ اور تقریباً یہی جواب مولانا نے اپنے قلم سے لکھ بھی دیا۔ لیکن جب میں نے اس پر اصرار کیا کہ آپ خود ہی اس کو منظور فرمالیجئے تو آپ نے "از راہ عنایت میری درخواست کو منظور فرمالیا" اور پہلے جو چند سطریں آپ نے لکھی تھیں اُن کو قلمزد فرما کر مندرجہ ذیل تحریر لکھ دی:۔

"باسمہ تعالیٰ حمداً وسلاماً مندرجہ بالا تحریر میرے سامنے پیش کر کے مجھسے تیاری وعدم تیاری کے متعلق سوال کیا گیا ہے میں متوکلاً علی اللہ تعالیٰ عرض کرتا ہوں کہ تمام نزاعی امور میں بترتیب الاہم فالاہم (جو خاں صاحب کا مسلّمہ ہے) مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ کرنے کو تیار ہوں جلسہ کی انتظامی صدارت مولوی حامد رضا خاں صاحب فرمائیں گے۔ والحمد للہ اولاً وآخراً۔ محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

۱۳ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ

مولانا کی یہ تحریر مولوی حامد رضا خاں صاحب کے مریدین ومعتقدین نے مجھ سے لے لی اور مولوی سردار احمد صاحب کے پاس لے گئے انہوں نے تحریر فرمایا کہ:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم۔ فقیر کے سامنے ایک تحریر پیش کی گئی۔ جس میں مولوی منظور صاحب نے فقیر کے ساتھ مناظرہ کی تیاری کا اظہار کیا ہے فقیر کو ہرگز مناظرہ سے انکار نہیں مولوی

منظور صاحب کا چیلنج مناظرہ فقیر کو بغیر نظر و فکر منظور ہے جن امور میں وہ مناظرہ کرنا چاہیں فقیر بھی بحمدہٖ تعالیٰ اُن امور میں مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہے اور انتظامی امور سے فقیر کو کوئی تعلق نہیں۔

(دستخط فقیر سردار احمد غفرلہ الاحد ۱۴ محرم الحرام ۵۴ھ گورداسپوری)

اس کے بعد شرائط و انتظاماتِ مناظرہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ اور افسوس ہے کہ سب بے نتیجہ رہیں۔ مَیں صفائی کے ساتھ یہ لکھ دینا چاہتا ہوں کہ اس دوران میں مَیں نے مولانا منظور صاحب کو احقاقِ حق کے لیے ہر طرح تیار پایا اور اُن کی طرف سے کوئی شرط ایسی پیش نہیں ہوئی جو ناممکن یا دشوار بھی ہوتی۔ لیکن مجھے سخت افسوس ہے کہ مولوی حامد رضا خاں صاحب کے ماننے والے حکیم ابرار حسین صاحب اور حامد یار خاں صاحب، محمد عثمان خاں صاحب اور ریاض الدین صاحب وغیرہ وغیرہ جو بڑی بلند آہنگی کے ساتھ مناظرہ کی خواہش ظاہر کرتے تھے اور ہر قسم کی ذمہ داری لینے کے لیے تیار تھے بعد میں وہ اپنی کسی بات پر قائم نہیں رہے اور ہر معاملہ کو اُلجھانا اور ٹالنا شروع کر دیا۔ اور افسوس ہے کہ ہماری ساری کوشش بیکار ہو گئی۔

اب میں صرف اس لیے کہ لوگ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں بذریعہ اشتہار ہذا مندرجہ ذیل امور مشتہر کر دینا چاہتا ہوں:۔

(۱) مناظرہ چونکہ عام پبلک میں ہوگا اور عوام کی بے ضابطگی کا حال معلوم ہے اس لیے اس کی ضرورت ہے کہ فریقین کے کم از کم پانچ پانچ ذی اثر و ذی اقتدار حضرات اپنی اپنی جماعتوں کی پوری پوری ذمہ داری لیں۔ میں دیوبندی جماعت کے ایسے لوگوں سے مل چکا ہوں اور وہ تیار ہیں۔ چنانچہ انجمن اشاعت اسلام کے ذمہ دار اراکین ذمہ دارانہ تحریر دینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن دوسرا فریق

افسوس ہے کہ اس کا وعدہ نہیں کرتا کہ وہ جماعت رضائے مصطفیٰ کے اراکین سے بھی اس کی ذمہ دارانہ تحریر دلوا دے''۔ وہ کسی طرح اس پر آمادہ نہیں ہوئے ایسی حالت میں ان کی نیت میں فساد اور فتنہ ظاہری طور پر معلوم ہوتا ہے حالانکہ یہ بات بھی نہایت صاف اور مبنی بر انصاف ہے اور مناظرہ جیسی اہم چیز کے لیے نہایت ضروری ہے۔

(۲) چونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اکثر جگہ صرف شرائط کی گفتگو میں مناظرہ ختم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ لاہور وغیرہ میں ہو چکا ہے'' اس لیے میں انعقاد مناظرہ سے پہلے شرائط مناظرہ کا طے ہو جانا ضروری سمجھتا ہوں''۔

(۳) مولوی حامد رضا خاں صاحب کے فریق نے اس مناظرہ کے لیے مرزائی مسجد کا انتخاب کیا تھا جس سے مجھ کو انکار نہیں البتہ چونکہ ضابطہ کے طور پر مسجد کے متولی صاحب سے اس کی اجازت لینی ضروری ہے اس لیے میں نے اُن لوگوں سے کہا کہ ہم اور آپ مشترکہ طور پر دونوں اجازت حاصل کریں وہ اس کے لیے بھی تیار نہیں ہوئے حالانکہ قانونی طور پر یہ چیز نہایت ضروری ہے۔ لیکن اگر وہ اس کے لیے بھی تیار نہ ہوں تو مقام مناظرہ بجائے مرزائی مسجد کے باغ احمد علی خاں جو وسط شہر میں ہے اور وہ کسی خاص فریق کی جگہ بھی نہیں ہے وہاں مناظرہ ہو جائے۔ میں خود اس کی اجازت حاصل کر لوں گا۔ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

(۴) ''مذکورہ بالا امور کے طے ہو جانے کے بعد تاریخ مناظرہ مقرر ہوگی''۔ اور اس کا اعلان فریقین کے ذمہ دار حضرات کی طرف سے ہوگا۔ پس اگر مولانا حامد رضا خاں صاحب کے وہ مریدین و معتقدین جو اس تحریک مناظرہ کے سب سے بڑے بانی ہیں اگر ان امور کے لیے تیار ہوں تو میں ہر وقت اور ہر

طرح حاضر ہوں۔ اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر الفرقان بھی میری درخواست پر ہر طرح آمادہ ہیں۔ بلکہ وہ بلا شرط بھی آمادہ ہیں لیکن میں اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے مندرجہ بالا امور کے طے ہوئے بغیر مجلس مناظرہ کا انعقاد بے سود ہی نہیں بلکہ خطرناک سمجھتا ہوں۔

اگر مولانا حامد رضا خاں صاحب کا فریق ان چیزوں کے طے کرنے کے لیے تیار نہ ہو تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ مناظرہ کے لیے تیار نہیں بلکہ اُن کا مقصد صرف مناظرہ کے نام پر فساد کرنا ہے اور میں یہ سمجھوں گا کہ مولانا محمد منظور صاحب کا فریق حق بجانب ہے۔

نوٹ (۱) "انجمن محافظ اسلام شہر کہنہ بریلی کی طرف سے جو ایک چھوٹا سا اشتہار مناظرہ کے متعلق شائع ہوا ہے وہ محض غلط اور بغیر میرے مشورہ اور علم کے شائع ہؤا ہے۔" بلکہ مجھ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ انجمن محافظ اسلام کہاں اور کن لوگوں کی ہے اور اُس کے اراکین کون لوگ ہیں۔

نوٹ (۲) "جو واقعات اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں وہ بحمد اللہ سب حرف بحرف صحیح ہیں اور میں بحلف شرعی ان بیانات کی تصدیق کرتا ہوں۔

المعلن

محمد شبیر سیکرٹری تجارتی کمیٹی لکھنؤ بقلم خود ۲۴-اپریل ۳۵ء چہار شنبہ

وہابیہ دیوبندیہ کی مکّاریوں اور کیادیوں اور بدعہدیوں کا مختصر نمونہ[ف۱]

پہلا مکر:۔ وہابیہ کے اس اشتہار کا عنوان ہے "مناظرہ ملتوی ہوگیا"۔ جب فریقین کی رضامندی سے مناظرہ کا دن معیّن ہُوا۔ اور یہ بات تحریر میں بھی آگئی۔ اور فریقین نے اُس تحریر پر اپنے اپنے دستخط بھی ثبت کر دیئے۔ پھر اس کے بعد ایک فریق اپنے گھر بیٹھا مناظرہ کے وقت معین سے کچھ پہلے اس عنوان سے کہ "مناظرہ ملتوی ہوگیا" اشتہار شائع کر دے۔ اور فریقِ ثانی کو اس کی خبر تک بھی نہ دے۔ اس میں کتنے درجہ کی کیّادی و مکّاری ہے۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ جس مناظرہ کو فریقین طے کریں، اُسے فریقین ہی ملتوی کر سکتے ہیں۔ ایک فریق کو ملتوی کرنے کا کوئی حق نہیں۔ فریقِ وہابیہ نے اس عنوان کا اشتہار لکھ کر اپنی مکّاری و فریب دہی اور اپنے بارھویں[ف۲] فرار کا روشن ثبوت دیا۔

دوسرا مکر و افتراء:۔ اشتہار کا دوسرا عنوان یہ لکھا "منظور ہے گذارشِ احوالِ واقعی"۔ اس اشتہار میں کئی باتیں جھوٹی اور خلافِ واقعہ ہیں۔ اس اشتہار کو مکر و فریب کی دستاویز کہیں تو بجا ہے جھوٹ اور کذب بیانی کی پوٹ کہیں تو صحیح ہے پھر اس کے عنوان میں "احوالِ واقعی" لکھنا دجل و فریب نہیں تو اور کیا ہے؟ لعنة اللّٰه علے الکٰذبین۔

تیسرا مکر:۔ "میں مسلمان ہوں اور دیوبندی بریلوی قسم کے مناقشات سے مجھے کبھی

ف۱ وہابیہ کی اُنیس مکاریوں کا مختصر نمونہ

ف۲ وہابیہ کا بارہواں فرار

کوئی دلچسپی نہیں ہوتی"۔ دیوبندی کی دورنگی چال عالم میں آشکارا ہوگئی، تقیہ کرنے میں یہ رافضیوں کے بھی استاد ہیں۔ عبارت مذکورہ میں یہ شخص اپنے کو مناقشات سے بری بتاتا ہے حالانکہ یہ شخص مناظرہ سے قبل متعدد بار دیوبندیہ کے عقائد کفریہ میں سُنّیوں سے گفتگو کر چکا ہے اور خود دیوبندی ہے۔ یہ مکر وفریب اس لیے کیا کہ لوگ اسے غیرجانبدار سمجھ کر اس کی بات پر اعتبار کریں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وہابیو! شرم !!

چوتھا مکر و افتراء:۔ اشتہار میں فتوے کی عبارت یہ ظاہر کی ہے "مولوی اشرفعلی صاحب کافر ہیں اور اُن کے ماننے والے بھی کافر ہیں"۔ حالانکہ جواب کا اصل مضمون یہ تھا کہ "مولوی اشرفعلی کافر ہے اور اس کی عبارت کفریہ پر جو مطلع ہو اور پھر مولوی اشرفعلی صاحب کو مسلمان جانے اور پیشوا مانے وہ بھی کافر ہے"۔ وہابیہ نے اشتہار میں فتوے مذکورہ کی عبارت میں قطع برید کی ہے ولاحول ولا قوۃ اِلا باللہ العلی العظیم۔

پانچواں مکر اور خیانت:۔ اور ہم لوگوں نے تحریر لکھی جس میں مولانا منظور صاحب سے یہ درخواست کی گئی۔ کہ "ہم لوگ مولوی سردار احمد صاحب اور آپ کے درمیان مناظرہ کرانا چاہتے ہیں کیا آپ اس کے لیے تیار ہیں؟" دیوبندی خیانت کی کوئی حد نہیں۔ اصل تحریر کو ہم بلفظہٖ نقل کر چکے ہیں۔ اُس تحریر کے آخری الفاظ یہ ہیں "اور ہم لوگ اسی کے بارے میں مناظرہ کرانا چاہتے ہیں اگر آپ اُن سے یعنی مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ نہیں کرینگے تو دراصل ہم لوگ آپ کو وہابی ہی نہیں بلکہ اس سے بھی بُرا سمجھیں گے"۔

ناظرین ملاحظہ کریں اس تحریر میں اور اُس مضمون میں جس کو اشتہار میں لکھا گیا کتنا فرق ہے۔ اس تحریر کے نقل کرنے میں مولوی منظور صاحب کی قلعی کھلتی تھی اور رسوائی

ہوتی تھی۔ اس لیے وہابیہ کذابیہ نے اشتہار میں دوسری تحریر لکھ دی اور اصل کو اُڑا دیا۔
ولاحول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

چھٹا مکر و افتراء: "انہوں نے جواب دیا کہ میرا اور مولوی حامد رضا خاں صاحب کا مناظرہ جاری ہے۔" لعنۃ اللہ علی الکٰذبین۔ دیوبندی مناظر کی اس جرأت اور دریدہ دہنی کو دیکھ کر مجھے رہ رہ کر حیرت ہوتی ہے۔ جن کے ادنے غلام کے سامنے مولوی منظور صاحب کے ہوش اڑ جائیں، بدحواس ہو جائیں اور طفلِ مکتب کی طرح نظر آئیں کیا اُن کے ساتھ مناظرہ کا جھوٹا اعلان کرتے اور اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتے شرم نہیں آتی

ع شرم بادت از خدا[1] و از رسول[2] ۔ [1] جلّ جلالہٗ [2] صلی اللہ علیہ وسلم

ناظرین غور فرمائیں کہ جو شخص (مولوی منظور) جملہ شرطیہ کو نہ جانتا ہو، منع اور دلیل میں امتیاز نہ رکھتا ہو، دلیل کے مقدمات صغری و کبریٰ سے جاہل ہو۔ بایں ہمہ وہ مناظرہ کی رٹ لگائے جائے، اُس سے زیادہ بے حیا و بے شرم و بے غیرت کون ہوگا۔

ع بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

ساتواں مکر: "از راہ عنایت میری درخواست کو منظور فرما لیا۔" مولوی منظور صاحب کو سوائے منظوری کے کوئی چارہ ہی نہیں تھا۔ اگر منظور نہ کرتے تو فریقین کے وعدۂ مذکورہ کے موافق مولوی منظور صاحب فریقین کے نزدیک وہابی ہی نہیں بلکہ وہابی سے بھی بدتر سمجھے جاتے۔ دیکھو فریقین کے معاہدہ کے آخری الفاظ "و اگر آپ اُن سے یعنی مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ نہیں کریں گے تو در اصل ہم لوگ آپ کو وہابی ہی نہیں بلکہ اس سے بھی بُرا سمجھیں گے۔

آٹھواں مکر و خیانت: "اس کے بعد شرائط و انتظامات مناظرہ کے متعلق گفتگو شروع ہوئی اور افسوس ہے کہ سب بے نتیجہ رہیں۔" ملاحظہ ہو ۱۶۔ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ کی تحریر اُس میں ہے "موضوع و شرائط مناظرین خود مناظرہ گاہ میں طے کر لیں گے۔"

باایں ہمہ فریقین نے اس تحریر کے بعد ۱۷ محرم الحرام کو ایک اور تحریر لکھی جس میں مناظرہ کا دن بھی معیّن کر دیا اور کچھ شرائط مناظرہ بھی لکھیں اور فریقین نے اُس تحریر پر دستخط بھی کر دیئے۔ مگر وہابیہ دیوبندیہ خود اُس تحریر پر قطعاً قائم نہ رہے۔ اور اس اشتہار میں سُنّیوں پر اُلٹا الزام رکھا ہے۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکٰذبین۔

نواں مکر:۔ "بعد میں وہ اپنی کسی بات پر قائم نہیں رہے" سُنّیوں کی بلند آہنگی اور مضبوطی کو دیکھ کر دیوبندی فریق کے ہوش اُڑ گئے اور خود دیوبندی شرائط پر قائم نہ رہے۔ جیسا کہ اسباب، انعقاد مناظرہ کی تحریر منہ کور سے صاف روشن ہے۔ یہ وہابیہ کا سفید جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکٰذبین۔

دسواں مکر و فریب:۔ "مناظرہ چونکہ عام پبلک میں ہو گا اور عوام کی بے ضابطگی کا حال معلوم ہے" مناظرہ کی تاریخ اور شرائط کی تحریر پر فریقین نے اپنی اپنی رضامندی سے دستخط کر دیئے کیا فریق وہابیہ کو اُس وقت معلوم نہ تھا کہ مناظرہ عام پبلک میں ہو گا عین مناظرہ کا وقت آیا اور وہابیہ کی جان پر بنی تو یاد آیا۔ مسلمانو! دیکھو یہ وہابیہ دیوبندیہ کی کیسی کھُلی شکست اور مناظرہ سے کھُلا فرار[ف۱] ہے۔

گیارھواں مکر:۔ "لیکن دوسرا فریق افسوس ہے کہ اس کا وعدہ نہیں کرتا کہ وہ جماعت رضائے مصطفٰے کے اراکین سے بھی اس کی ذمہ دارانہ تحریر دلوا دے" فریقین کے مشورہ سے مناظرہ کے شرائط اور تاریخ اور جگہ طے ہونے کے بعد اور مولوی منظور کی ذمہ داری لینے کے بعد وہابیہ کا یہ وعدہ لینا کیسا مکر اور مناظرہ سے چودھواں کھُلا فرار[ف۲] ہے۔

بارھواں مکر و افتراء:۔ "اس لیے میں انعقاد مناظرہ سے پہلے شرائط مناظرہ کا طے

ف۱ وہابیہ کا تیرھواں فرار

ف۲ وہابیہ کا چودھواں فرار

ہو جانا ضروری سمجھتا ہوں"۔ کچھ شرائط مناظرہ فریقین کی رائے سے مناظرہ سے پہلے طے ہو گئے تھے (ملاحظہ ہو ۱۷۔ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ کی تحریر) اور اس عبارت میں مناظرہ سے پہلے شرائط کے طے ہونے سے مطلقاً صریح انکار ہے۔ یہ وہابیہ دیوبندیہ کا سراسر جھوٹ اور مناظرہ سے پندرھواں کُھلا فرار[ف۱] ہے۔ وہابیو! شرم! شرم!!

تیرھواں مکر:۔ "مولوی حامد رضا خاں صاحب کے فریق"

"مولوی سردار احمد صاحب کے فریق"، لکھنا چاہیئے اس لیے کہ مناظرہ مولوی سردار احمد صاحب سے تھا اور اگر "مولانا حامد رضا خاں صاحب کے فریق"، ہی لکھنا منظور تھا تو ادھر مولوی اشرفعلی صاحب کا فریق لکھنے۔ مولوی منظور صاحب کا فریق لکھنے کے کیا معنٰے!۔

چودھواں مکر و افتراء:۔ "مولوی حامد رضا خاں صاحب کے فریق نے اس مناظرہ کے لیے مرزائی مسجد کا انتخاب کیا تھا"، صرف یہ کہنا کہ فریق اہلسنّت نے ہی مرزائی مسجد کا انتخاب کیا تھا صریح جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللہ علے الکٰذبین۔ فریقین نے مناظرہ کے لیے مرزائی مسجد کو طے کیا تھا (ملاحظہ ہو ۱۷۔ محرم الحرام کی تحریر)

پندرھواں مکر و فریب:۔ "مذکورہ بالا امور کے طے ہو جانے کے بعد تاریخ مناظرہ مقرر ہو گی"۔ مناظرہ کی تاریخ فریقین کی طرف سے معیّن ہو چکی (ملاحظہ ہو ۱۷۔ محرم الحرام کی تحریر) پھر وہابیہ کا یہ کہنا کہ "تاریخ مناظرہ مقرر ہو گی"، کیسا سفید جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللہ علے الکٰذبین۔

سولھواں مکر و فریب:۔ "بلکہ وہ بلا شرط بھی آمادہ ہیں"۔ جی ہاں شرائط مناظرہ طے ہونے کے باوجود تو میدان مناظرہ میں ڈر کے مارے آتے ہی نہیں تھے اور اگر

ف۱ وہابیہ کا پندرھواں فرار

قہراً جبراً میدان مناظرہ میں آتے بھی ہیں۔ تو بے کار شرائط پر گفتگو کر کے وقت ضائع کرنے کے عادی ہیں۔ اہلِ بریلی نے اس مناظرہ میں اس کا مشاہدہ کر لیا کہ پہلا دن مولوی منظور صاحب نے محض اِدھر اُدھر کی بیکار باتوں میں ضائع کر دیا۔ شرائط کے ساتھ جب اُن کی یہ حالت ہے تو بدون شرائط ضرور آمادہ ہوں گے۔

سترھواں مکر و افتراء :۔" انجمن محافظ اسلام شہر کہنہ بریلی کی طرف سے جو ایک چھوٹا سا اشتہار مناظرہ کے متعلق شائع ہُوا ہے وہ محض غلط اور بغیر میرے مشورہ اور علم کے شائع ہُوا ہے۔" پہلے ہم اُس اشتہار کو بلفظہٖ نقل کرتے ہیں :۔

مناظرہ

حسب قرار داد مناظرہ مابین مولوی منظور احمد صاحب نعمانی (دیوبندی) و مولوی سردار احمد صاحب گورداسپوری وارد حال بریلی بمقام بریلی واقع اکبری جامع مسجد (یعنی مرزائی مسجد) شہر کہنہ بتاریخ ۲۵۔ اپریل ۱۹۳۵ء مطابق ۲۰ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ یوم پنجشنبہ بوقت دس بجے دن کے ہوگا۔

معاہدہ

مابین محمد شبیر صاحب و حامد یار خاں صاحب کی تحریرات مرتب ہو گیا ہے جس کی نقل محفوظ ہے شرائط مناظرہ کا اعلان جلسہ عام میں پیش کیا جائے گا۔ اُمید ہے کہ جملہ مسلمانان جوق در جوق شرکت فرما کر داخل حسنات ہوں گے۔

المشتہر

اراکین انجمن محافظ اسلام شہر کہنہ بریلی۔ ۲۴۔ اپریل ۳۵ء

دیکھئے جن تحریروں پر فریقین کے دستخط ہیں اُن کے مطابق اس اشتہار کا مضمون

ہے۔ پھر وہابیہ کا اس اشتہار کے متعلق یہ کہنا کہ "وہ محض غلط ہے" کتنا صریح جھوٹ ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکذبین۔

اٹھارھواں مکر و افتراء:۔ "نوٹ ۲۔ جو واقعات اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں وہ بحمد اللہ سب حرف بحرف صحیح ہیں"

یہ اشتہار جو کہ مکر و فریب اور جھوٹ کی دستاویز ہے وہابیہ کا فریق اس کو حرف بحرف صحیح بتا رہا ہے۔ وہابیو! اگر تم میں سچائی کا ذرا بھی شائبہ ہوتا تو تم ایسا کبھی نہ لکھتے۔

اُنیسواں مکر و افتراء:۔ "اور میں بحلف شرعی ان بیانات کی تصدیق کرتا ہوں"

خدا کی پناہ۔ خدا کی پناہ۔ وہابیہ کو ذرا بھی خوفِ خدا عزوجل نہیں۔ اس اشتہار میں وہابیہ نے سراسر سفید جھوٹ لکھے، کتنی مکاریاں کیں، مگر سب پر پردہ ڈالنے کے لیے حلف شرعی کی آڑ لی۔ آج دنیا میں نہیں تو کل قیامت نزدیک ہے جب اس واحد قہار جل جلالہٗ کے دربار میں پیشی ہوگی تو جھوٹ کو سچ کہنے اور اس پر حلفِ شرعی اٹھانے کا مزہ مل جائے گا۔ ع شرم بادت از خدا جل جلالہٗ و از رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نوٹ:۔ وہ تحریرات کہ جن پر فریقین کے دستخط موجود ہیں ہمارے پاس محفوظ ہیں اُن تحریرات کو دیکھنے سے ہر شخص آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ وہابیہ نے اس اشتہار میں اعلیٰ درجہ کی مکاریاں اور بدعہدیاں اور خیانتیں کی ہیں۔ ہے کسی وہابی میں دم۔ ہے کسی وہابی میں دیانت۔ ہے کسی وہابی میں جرأت کہ جو اس اشتہار (مناظرہ ملتوی ہوگیا) کو صحیح ثابت کر سکے؟ ھل منکم رجل رشید۔

مناظرہ کا پہلا دن

فریقین نے بیس محرم الحرام یوم پنجشنبہ ۱۰ بجے صبح مناظرہ کا وقت مقرر کیا۔ لہٰذا علمائے اہلسنّت وقت مقررہ سے ۲۰ منٹ پہلے مناظرہ گاہ میں نہایت شان وشوکت کے ساتھ پہنچے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں :-

مولانا مولوی حبیب الرحمٰن صدر المدرسین مدرسہ سبحانیہ الہ آباد۔ وجناب مولانا مولوی اجمل شاہ صاحب سنبھلی۔ ومناظر اہلسنّت جناب مولانا مولوی سردار احمد صاحب گورداسپوری۔

علمائے اہلسنّت اور سارا مجمع علمائے وہابیہ کے آنے کا نہایت بے چینی سے منتظر رہا۔ جب دس بج گئے اور مناظرہ گاہ میں وہابی فرقہ کا مناظر تو کیا کوئی فرد نہیں پہنچا، تو حامد یار خاں صاحب بانی مُناظرہ مع چند صاحبان وہابی علماء کو بلانے کے لیے گئے۔ یہ لوگ مولوی منظور صاحب سنبھلی کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا کہ جناب کا تمام مجمع انتظار کر رہا ہے جلد چلئے! مولوی منظور صاحب اُن کو دیکھ کر متحیّر ہو گئے چہرہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں، پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے، دفع وقتی کے لیے یہ تدبیر نکالی کہ آپ لوگ اگر اکبری جامع مسجد کے متولی صاحب سے دستخطی اجازت نامہ حاصل کر لیں، تو میں مناظرہ کر سکتا ہوں۔ اُن لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے متولی صاحب سے اجازت نامہ دستخطی حاصل کر لیا ہے آپ مطمئن رہئے۔ مولوی منظور صاحب کو چونکہ حیلے تلاش کرنے منظور تھے لہٰذا کہنے لگے کہ جب تک اُس تحریر کو میں اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لوں مجھے اطمینان نہیں ہو سکتا ان لوگوں نے اُس کی نقل پیش کی۔ مولوی صاحب کا جب مناظرہ ٹالنے کے لیے یہ حیلہ بھی کارگر نہ ہُوا، تو اصلی تحریر کا مطالبہ کیا۔ ان لوگوں نے جب

یہ دیکھا کہ مولوی منظور صاحب کسی صورت سے تیار نہیں ہوتے۔ لہٰذا مولوی منظور صاحب سے کہا کہ اگر ہم اس نقل پر متولی صاحب کے دستخط کرا دیں، پھر تو آپ کو مناظرہ میں جانے کے لیے کوئی عذر نہ ہوگا۔ مولوی منظور صاحب نے اس بات کو قبول کر کے وعدہ کر لیا۔ یہ لوگ واپس آئے اور محمد شبیر صاحب جو وہابیہ کی طرف سے بانیٔ مناظرہ ہے اُس کو اپنے ہمراہ لائے اور متولی صاحب کے دستخط اُس نقل پر محمد شبیر کی موجودگی میں کرا دیئے۔ مولوی منظور صاحب کے پاس یہ اجازت نامہ پہنچا اب ان کو چاہیئے تھا کہ بلا تاخیر اس کے دیکھنے کے بعد مناظرہ گاہ میں پہنچتے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اُن کو مناظرہ ہی کرنا منظور نہ تھا۔ اسی غرض سے یہ نئے نئے حیلے نکالے جاتے ہیں۔ اُن کو اپنی کمزوری کا جب خود ہی احساس تھا تو پھر مناظرہ کی ہمت و جرأت اُن سے کس طرح ممکن تھی ادھر علمائے اہلسنّت بانیانِ مناظرہ سے نہایت پُرزور الفاظ میں مطالبے کر رہے تھے کہ مناظرہ کے وقت مقررہ سے نصف گھنٹہ گذر چکا ہے مگر وہابیہ کی جانب سے کوئی مناظر نہیں آیا، اُن کو ایک عذر متولی صاحب کی اجازت کا تھا وہ بھی پورا ہوگیا۔ اب اتنی تاخیر کا کیا باعث ہے؟ مجمع سے چند شخص مولوی منظور صاحب کے پاس پھر روانہ کئے جاتے ہیں جن میں مرزا عبدالعزیز بیگ صاحب، حامد یار خاں صاحب اور محفوظ علی صاحب بھی تھے۔

ان لوگوں نے مولوی صاحب سے عرض کیا کہ اب آپ کا کوئی عذر باقی نہیں رہا ہے لہٰذا اتنی کیوں تاخیر کی جا رہی ہے۔ مجمع پریشان ہے عوام آپ کے متعلق طرح طرح کے فقرے کس رہے ہیں، علمائے اہلِ سُنّت نہایت بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں لہٰذا جلد از جلد مناظرہ گاہ میں پہنچیے اور مناظرہ شروع کیجیے، مگر مولوی منظور صاحب کو اپنی کمزوری و لاچاری کا تصوّر اجازت نہیں دیتا تھا کہ وہ اہلِ حق کے سامنے آسکیں، ارادہ کرتے کرتے پھر مچل جاتے اور مناظرہ میں نہ آنے کے لیے طرح

طرح کے حیلے کرتے ہیں، جب اُن کا کوئی حیلہ نہ چلا تو لامحالہ مناظرہ گاہ میں آنا منظور کیا اور ساڑھے گیارہ بجے مناظرہ گاہ میں پہنچے، علمائے اہلِ سُنّت کو انتظار کی ایک ایک ساعت نہایت شاق گذر رہی تھی، مجمع نے نہایت بے چینی کے ساتھ ڈیڑھ گھنٹہ گذارا تھا۔ اہلسُنّت نے اپنا صدر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر المدرسین مدرسہ سبحانیہ الہ آباد کو منتخب کیا اور وہابیہ نے اپنا صدر مولوی رونق علی صاحب کو بنایا۔

۷۸۶

خطبۂ صدارت صدر اہلسُنّت

(بعد خطبہ مسنونہ) معزّز حضرات! میں نہایت پُر زور الفاظ میں آپ حضرات کی اس ذرہ نوازی کا شکریہ ادا کرتا ہوں، لیکن میں تنہا اپنے فرضِ صدارت کو ادا کرنے سے قاصر ہوں ہاں اگر آپ حضرات کی اعانت شامل حال رہی اور آپ نے اس عہدۂ صدارت کا احترام ملحوظ رکھا اور میرے اختیاراتِ صدارت و احکام کی قدر فرمائی تو انشاءاللہ تعالیٰ اس منصب کے تمام امور کو انجام دینے کی کوشش کروں گا۔ اب چونکہ مبحث وہابیہ کی توہین حضرت سیّد عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے لہٰذا میں یہ کس طرح کہہ سکتا ہوں کہ آپ اُس کو بطیب خاطر سُنیں اس لیے کہ اس کو برضا و رغبت سُننا کفر ہے البتہ احقاقِ حق کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی قسم کی بدنظمی اور فساد نہ ہونا چاہیئے۔ اور نہایت اطمینان و سکون سے طرفین کی تقریریں سُننا چاہیئے۔

خطبۂ صدارت صدر وہابیہ

میں بھی آپ حضرات سے یہ عرض کروں گا کہ جلسہ میں کوئی بد امنی نہ ہو آپ نہایت خاموشی سے سنیں۔ اور ہمارے نزدیک حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین تو

کیا بلکہ آپ کی سواری کے قدم کے نیچے کی خاک کی توہین بھی کفر ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ نہایت خوش اسلوبی سے مناظرہ کی کارروائی سُنیں گے۔

صدر اہلسنّت | مولوی منظور صاحب میرے خیال میں اب مناظرہ شروع ہو جانا چاہیئے۔ آپ نے ڈیڑھ گھنٹہ وقت بیکار ضائع کر دیا۔ اور جو شرائط کہ بانیانِ مناظرہ نے باہم اتفاق کر کے طے کئے تھے آپ اور آپ کے فریق دہابیہ نے اُن سے انکار کر دیا ہے۔ اب اگر شرائط میں زیادہ وقت خرچ ہُوا تو اکثر وقت کا حصہ اسی میں گذر جائے گا۔

مولوی منظور صاحب دیوبندی | میرے خیال میں مناظرہ کے لیے تعیین ایام ہونا چاہیئے۔

صدر اہلسنّت | مناظرہ کے لیے دن نہیں معیّن کئے جا سکتے جب تک ایک مناظر عاجز نہ ہو جائے اُس وقت تک مناظرہ جاری رہے گا۔

مولوی منظور صاحب | مبحث عبارت حفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و فتوٰی گنگوہی صاحب ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ ہر ایک کے لیے ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ مقرر کر دیا جائے۔

صدر اہلسنّت | ہر بحث کے لیے ڈیڑھ گھنٹہ کا تقرر غلط ہے بلکہ جب تک کہ ایک مناظر عاجز نہ ہو جائے، اُس وقت تک اُسی مبحث میں مناظرہ ہوتا رہے گا۔ چاہے پندرہ منٹ میں ہو یا آدھ گھنٹہ میں، ایک گھنٹہ میں ہو یا دو گھنٹہ میں، ایک دن میں ہو یا تین دن میں، ایک ہفتہ میں ہو یا دو ہفتہ میں۔

مولوی منظور صاحب | اگر وقت کا تعین نہیں ہُوا اور ایک مناظر کا عاجز ہونا اس کا منتہی ہے۔ تو پھر مناظر کے عاجز ہونے کا معیار کیا ہے؟

صدر اہلسنّت معیار تو میں عرض کر چکا کہ نتیجہ بحث کا جب ہی مرتب ہو سکتا ہے کہ مناظر کا عجز حاضرین کو ظاہر ہو جائے۔

مولوی منظور صاحب کوئی مناظر اپنے عجز کو تسلیم نہیں کرے گا بارہا کا تجربہ شاہد ہے کہ یہ سلسلہ گفتگو کا ختم ہونا نہایت مشکل ہے۔ لہٰذا آپ کا معیار اصولِ مناظرہ کے خلاف ہے۔ اور اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔

صدر اہلسنّت مولوی منظور صاحب جس مناظر کی گفتگو بدیہیات و مسلمات عند الخصم پر ختم ہو گی، دوسرا مناظر عاجز ہو جائے گا۔ اختتام بحث کا صرف یہی وہ اصول ہے جس سے گفتگوئے مناظرہ کا نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ آپ "مناظرۂ رشیدیہ" ہی کو اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ اس میں ختم مناظرہ کی یہی حد بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا میری بات بالکل اصولِ مناظرہ کے موافق ہے۔

مولوی منظور صاحب مناظرۂ رشیدیہ کی عبارت[ف] مجھے یاد ہے۔ لیجئے میں زبانی پڑھتا ہوں ومقاطع ھی المقدمات التی ینتھی البحث الیہا من الضروریات والظنیات المسلمہ عند الخصم مگر میں پھر یہی عرض کروں گا کہ بلا تعیینِ وقت مناظرہ کا ختم ہونا نہایت ہی دشوار ہے۔

صدر اہلسنّت ؏ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔ جب آپ نے رشیدیہ کی عبارت پڑھ دی، تو اس کا ترجمہ بھی کر دیجئے، تاکہ سامعین کو معلوم ہو جائے کہ یہ عبارت کس کی مؤید ہے۔ الحمد للہ میرا دعوےٰ آپ ہی کی زبان سے ثابت ہو گیا[لے]۔ اب گفتگو ختم ہو گئی۔ بسم اللہ مناظرہ شروع کیجئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ تو آپ

ف دیوبندی کا مناظرۂ رشیدیہ کی عبارت سے غلط استدلال

لے مناظرۂ رشیدیہ میں کہیں بھی وقت کا تعین ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ نہیں لکھا ہے۔

نے تشریف لانے میں ضائع کر دیا۔ اب بیکار بحث میں وقت ضائع کرتے ہیں۔

مولوی منظور صاحب پھر میں وُہی عرض کرتا ہوں کہ ہر بحث کے لیے وقت کا تقرر اشد ضروری ہے۔ بلا اس کے مناظرہ کا ختم ہونا نہایت دشوار ہے۔ رشیدیہ میں اگرچہ مقاطع کا بیان ہے لیکن زبان کس کی بند ہو سکتی ہے۔ ہر مناظر باوجود عاجز ہونے کے کچھ نہ کچھ بولتا ہی رہے گا۔

صدر اہلسنّت تعجب ہے کہ میرا دعوٰے اصولِ مناظرہ کے بالکل موافق ہے۔ رشیدیہ کی عبارت سے میرے دعوے کا ثابت ہونا خود جناب کو تسلیم ہے۔ باقی رہا آپ کا یہ قول کہ مناظرہ کا ختم ہونا دشوار ہے یہ تجربہ کے بالکل خلاف ہے۔ مولوی صاحب! جب ایک مناظر عاجز آجائے گا تو پھر بحث کے متعلق ایک کلمہ بھی اُس کی زبان پر جاری نہ ہوگا۔ ہر شخص اُس کی کمزوری اور عجز کو محسوس کر لے گا۔ بس اب آپ اس بحث کو ختم کیجئے کہ نہ آپ کا دعوٰے کسی کتاب سے ثابت ہوا نہ اصولِ مناظرہ کے موافق ہے۔ علاوہ بریں میرے دعوٰے کا اصولِ مناظرہ کے موافق ہونا جناب کو بھی مسلم ہے تو اس بیکار بحث سے کیا حاصل؟ نہ فقط میں بلکہ سارا مجمع احساس کر رہا ہے کہ آپ کو مناظرہ کرنا منظور نہیں ہے۔ اسی لیے آپ التوائے مناظرہ کا اشتہار بھی شائع کر چکے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ آپ کا بلا مناظرہ کئے چھٹکارا نہیں ہوگا۔ دیکھئے دس بجے جب آپ کو لوگ بلانے کے لیے گئے تو آپ نے مناظرہ سے جان بچانے کے لیے کتنے حیلے حوالے کئے مگر ہم نے آپ کی ناز برداری کی اور آپ کی تمام ہٹوں کو پورا کیا۔ جس کی وجہ سے جناب کو جبراً قہراً مناظرہ گاہ میں آنا ہی پڑا۔ اب آپ یہ چاہتے ہیں کہ اِدھر اُدھر کی غیر متعلق بحثوں میں وقتِ مناظرہ ختم کر دیا جائے اور بحث کو ہاتھ نہ لگایا جائے۔ چنانچہ جناب کی حالت بھی اس امر کی شاہد ہے کہ آپ مناظرہ کے لیے آمادہ ہو کر نہیں تشریف لائے ہیں اس لیے کہ نہ جناب کے پاس کوئی کتاب

ہے، نہ دوات و قلم ہے، نہ کاغذ ہے، نہ مناظرہ کا خاص عبا ہے، نہ چشمہ ہے۔ جن لوگوں نے جناب کو کسی مناظرہ کی مجلس میں بحیثیت ایک مناظر کے دیکھا ہے وہ آپ کی ان خصوصیات سے خوب واقف ہیں۔ الحاصل اس بیکار گفتگو کو ختم کیجئے اور مناظرہ شروع کیجئے (دیوبندی مناظر اس تقریر کے جواب سے ساکت و بدحواس[ف] ہو گئے۔

مولوی منظور صاحب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب (صدر اہلسنّت) مولوی سردار احمد صاحب کون شخص ہیں؟

مولانا سردار احمد صاحب مولوی منظور صاحب میرا نام سردار احمد ہے میں پنجاب کا رہنے والا ہوں۔ اور حضرت صدر الشریعت بدر الطریقت مولانا مولوی حکیم امجد علی صاحب اعظمی صدر المدرسین و مصنف بہار شریعت کے ادنیٰ تلامذہ سے ہوں۔ مولوی منظور صاحب! آپ یہ تو بتائیے کہ آپ کے نزدیک تو وقت کا معین کرنا بدعت و ناجائز ہے۔ پھر آپ مناظرہ کے لیے ڈیڑھ گھنٹہ معین کرنے پر کیوں زور دیتے ہیں؟

مولوی منظور صاحب جب فریقین نے مناظرہ کی جگہ معین کی ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ وقت بھی معیّن ہو جائے۔ آپ کے فریق نے مناظرہ کی جگہ معین کیوں کی ہے؟

مولانا سردار احمد صاحب یک نشد دو شد۔ آپ کے نزدیک جب وقت معین کرنا بدعت و ناجائز ہے تو جگہ معین کرنا بھی بدعت و ناجائز ہونا چاہیئے۔ آپ نے میرے پہلے سوال کا جواب نہیں دیا بلکہ آپنے اپنے ذمہ ایک اعتراض اور لے لیا۔ مولوی صاحب ہمارے نزدیک تو وقت

ف دیوبندی مناظر کی بدحواسی

کا معین کرنا اور مکان کا معیّن کرنا بھی جائز ہے۔ ہمارے یہاں سے اکثر اشتہار شائع ہوتے رہتے ہیں جن میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ فلاں وقت فلاں جگہ پر محفلِ میلاد منعقد ہوگی۔ آپ بتایئے کہ آپ کے فریق وہابیہ نے مناظرہ کی جگہ معیّن کرکے ناجائز کام کیوں کیا؟ اور آپ مناظرہ کا وقت معین کرکے بدعت کا ارتکاب کیوں کرتے ہیں؟ کیا یہ بدعت و ناجائز سُنّیوں کے لیے ہے آپ کے لیے نہیں ہے؟ یہ قاعدہ وہابیوں کو مبارک ہو کہ اوروں کے لیے ناجائز اور وہابیہ کے لیے جائز ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(دیوبندی مناظرف نے اس کا جواب نہ دیا اور مبہوت ہوکر خاموش ہوگیا) اس کے بعد مولوی سردار احمد صاحب نے مجمع سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ حضراتِ سامعین! میں یہ بات آپ لوگوں پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مناظرہ کے انعقاد کا باعث کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھ سے "حفظ الایمان" مصنفہ مولوی اشرفعلی تھانوی کی اس عبارت کے متعلق ایک سوال کیا گیا تھا عبارت یہ ہے:۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان صفحہ ۶)

میں نے اس کا جواب لکھا کہ اس عبارت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور صریح گالی ہے۔ اس کا مصنف مولوی اشرفعلی تھانوی کافر و مرتد

ف دیوبندی مناظر کی بدحواسی

ہے۔ اسی فتوے کے سبب سے محمد شبیر صاحب بانیٔ مناظرہ منجانب فرقہ وہابیہ اور حامد یار خاں صاحب بانی مناظرہ منجانب اہلسنّت۔ ان دونوں میں یہ معاہدہ ہُوا کہ مولوی منظور صاحب سنبھلی و مولوی سردار احمد صاحب گورداسپوری کے مابین مناظرہ ہونا چاہیئے۔ تاکہ اس فتوے کے صحیح یا غلط ہونے کا حال ہم کو معلوم ہو جائے۔ پہلے یہ تحریر معاہدہ مولوی منظور صاحب کے پاس پہنچی۔ انہوں نے اپنی تیاری کی تحریر دی۔ پھر مجھ سے دریافت کیا گیا۔ میں نے بھی ان کے چیلنج مناظرہ کو قبول کر لیا (یہ سب تحریریں اول میں نقل کی گئی ہیں) لہٰذا اس واقعہ سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ مبحث مناظرہ مولوی اشرفعلی صاحب کی کتاب حفظ الایمان کی یہی کفری عبارت ہے، یہی بناءِ اختلاف ہے، اسی پر مناظرہ کی حاجت پیش آئی۔ تو غالباً مبحث کی تعیین میں مولوی منظور صاحب کو بھی کلام نہ ہوگا۔ اب اس کے علاوہ مولوی صاحب اور کوئی شرط پیش کریں۔

مولوی منظور صاحب مولوی صاحب میں نے اپنی تحریر میں یہ لکھا ہے کہ میں تمام نزاعی امور میں بترتیب الاہم فالاہم مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ کرنے کو تیار ہوں لہٰذا مناظرہ عبارت حفظ الایمان و عبارت براہین قاطعہ و عبارت تحذیر الناس و فتویٰ گنگوہی صاحب ان چاروں پر کیا جائیگا آپ اس کا اقرار کریں کہ ان چاروں کی عبارات پر مناظرہ ہوگا۔

مولانا سردار احمد صاحب مولوی منظور صاحب! اگر آپ کو میرا خط یاد ہوتا تو آپ کو اس بات کے اظہار کی حاجت ہی پیش نہ آتی۔ میں نے اپنے خط میں یہ صاف لکھ دیا ہے کہ:۔

”جن امور میں وہ مناظرہ کرنا چاہیں فقیر بھی بحمدہٖ تعالیٰ اُن امور میں مناظرہ کے لیے تیار ہے“

لہٰذا میں نہ فقط ان چار عبارات پر بلکہ ان کے بعد اور مختلف فیہا مسائل علم غیب،

میلاد شریف اور فاتحہ عرس وغیرہ پر بھی مناظرہ کے لیے تیار ہوں لیکن پہلی گفتگو عبارت حفظ الایمان پر ہوگی۔

مولوی منظور صاحب مولوی صاحب! یہ بات تو آپ کے اور میرے مابین گویا طے ہو چکی کہ ان چاروں عبارتوں پر مناظرہ ہوگا لیکن گفتگو صرف اتنی بات پر باقی رہی کہ پہلے کونسی عبارت پر مناظرہ ہوگا؟ لہٰذا میں کہتا ہوں کہ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حسام الحرمین میں جس ترتیب سے ان عبارات کو بیان کیا ہے اُسی ترتیب کی بناء پر مناظرہ شروع ہونا چاہیئے اور اُس میں سب سے پہلے مولوی قاسم نانوتوی کی عبارت ہے لہٰذا پہلے اسی عبارت پر گفتگو کیجئے۔

مولانا سردار احمد صاحب مولوی صاحب نہایت افسوس ہے کہ میں نے ساری بناء مناظرہ بھی بتفصیل عرض کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ مناظرہ کا باعث میرا فتویٰ ہے جس میں عبارت حفظ الایمان پر میں نے کفر کا حکم دیا ہے آپ اگر اس حکم کو صحیح جانتے ہیں تو اقرار کیجئے ورنہ اس پر کوئی اعتراض کیجئے، باقی رہا حسام الحرمین کی ترتیب۔ یہ ایک اتفاقی ترتیب ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان عبارات پر حکم کفر اسی ترتیب پر دیا جاتا ہے اور اگر یہ ترتیب نہ ہو تو ہر ایک مستقل کفر نہیں اور حفظ الایمان کی عبارت پر مناظرہ مقدم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مولوی اشرفعلی صاحب ابھی زندہ ہیں اور تحذیر الناس اور براہین قاطعہ کے مصنّف انتقال کر گئے ہیں۔ مولوی اشرفعلی صاحب کی عبارت پر بحث کرنے سے زیادہ فائدہ کی توقع ہے۔ اگر مولوی اشرفعلی صاحب کے کفر کو آپ نے تسلیم کر لیا اور مولوی اشرفعلی صاحب نے مان بھی لیا تو آپ بھی اس کفری عبارت سے توبہ کر لیں گے۔ اور مولوی اشرفعلی صاحب خود بھی اس کفری قول سے توبہ کر لیں گے۔

مولوی منظور صاحب مولانا مناظرہ حسام الحرمین ہی کی ترتیب پر ہوگا۔ فاضل

بریلوی نے یہ ترتیب بالآخر کسی نہ کسی مصلحت کی بنا پر رکھی ہے، آپ حفظ الایمان کی عبارت پر بے جا اصرار کرتے ہیں میرے نزدیک مناظرہ حسام الحرمین کے حکم پر ہے نہ آپ کے فتوے پر، لہٰذا آپ کو جو کچھ مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی عبارت پر کہنا ہے فرمایئے!

مولانا سردار احمد صاحب

مولوی منظور صاحب! تعجب ہے کہ میں آپ سے بار بار عرض کرتا ہوں کہ یہ مناظرہ حسام الحرمین پر نہیں ہے بلکہ اس کا باعث میرا فتویٰ ہے۔ اور اُس میں صرف حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق حکم کفر ہے جو خود بانیانِ مناظرہ بھی صرف اسی عبارت پر مناظرہ کرانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ جناب کے پاس جو فریقین کے معاہدہ کی تحریر ہے اُس میں صاف لکھا ہوا موجود ہے۔ "ہمارے دونوں فریقوں میں یہ معاہدہ ہوا ہے کہ سُنّی و وہابی کا جھگڑا علماء کے درمیان ہے جس کی وجہ سے ہم لوگ پریشان رہتے ہیں مولوی اشرف علی صاحب کو کافر، مولوی منظور احمد صاحب کو وہابی، مولوی سردار احمد صاحب گورداسپوری مدرس مدرسہ منظر الاسلام بتاتے ہیں ہم اسی کے بارہ میں مناظرہ کرانا چاہتے"۔ اسی تحریر پر جناب مناظرہ کرنے کو تیار ہوئے ہیں۔ اسی خط پر جناب نے منظوری مناظرہ کی تحریر لکھی ہے۔ جناب کی دستخطی تحریر ہمارے پاس موجود ہے لہٰذا اب عقل و فہم سے ذرا سا کام لیجئے، اُن چاروں عبارات میں حفظ الایمان کی عبارت پر بلحاظ بانیانِ مناظرہ سب سے پہلے گفتگو ضروری ہوئی، اب رہا آپ کا حسام الحرمین پیش کرنا تو مولوی صاحب! یہ دونوں بانیانِ مناظرہ حسام الحرمین کو جانتے بھی نہیں۔ دونوں میں جو کچھ اختلاف ہوا وہ میرے فتوے سے ہوا لہٰذا میرا فتویٰ ہی مناظرہ کا باعث ہے۔ میں بلا وجہ اصرار نہیں کرتا ہوں۔ اہلِ فہم میری اس وجہ کی معقولیت کو ضرور باعثِ ترجیح سمجھیں گے، تو اب آپ وقت ضائع نہ کریں اور مناظرہ شروع کریں۔

مولوی منظور صاحب

مولوی سردار احمد صاحب! میں حسام الحرمین ہی پر مناظرہ ف۱ کروں گا آپ جیسے ایرے غیرے کے فتوے پر گفتگو کرنے کے لیے ہرگز ہرگز تیار نہیں علاوہ بریں فاضل بریلوی نہایت زبردست عالم تھے انہوں نے کچھ نہ کچھ سمجھ ہی کے تو ان عبارات میں یہ ترتیب رکھی ہے۔ میں اُن کی ترتیب ہی کو صحیح و درست جانتا ہوں اسی بناء پر میں نے اپنی تحریر میں لکھا تھا "دو میں تمام امور نزاعیہ میں بترتیب الاہم فالاہم جو خاں صاحب کا مسلمہ ہے مولوی سردار احمد صاحب سے مناظرہ کرنے کو تیار ہوں" لہٰذا میرے نزدیک الاہم فالاہم کی وہی ترتیب ہے جو فاضل بریلوی نے حسام الحرمین میں تحریر کی ہے۔

مولانا سردار احمد صاحب

مولوی منظور صاحب! نہایت سخت افسوس ہوتا ہے کہ میں نے وجہ ترجیح بھی عرض کر دی۔ اس مناظرہ کی بناء بھی ظاہر کی گئی، بانیان مناظرہ کا معاہدہ بھی سُنا دیا لیکن آپ اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں اور آپ کا یہ کہنا کہ آپ جیسے ایرے غیرے کے فتوے پر گفتگو کیلئے ہرگز تیار نہیں یہ آپکا مناظرہ سے کھُلا فرار ہے۔ میرا فتویٰ ہی مناظرہ کی بناء ہے اور آپ اسی پر گفتگو کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ خیر اس کا فیصلہ مجمع پر چھوڑ بیئے وہ سچ سچ کہدیں کہ وہ کونسی عبارت پر مناظرہ چاہتے ہیں۔

مجمع سے سوال

آپ حضرات سب سے پہلے کس عبارت پر مناظرہ چاہتے ہیں؟

مجمع کا جواب

ہم لوگ سب سے پہلے مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت پر گفتگو سُننا چاہتے ہیں۔ مولوی منظور صاحب! ملاحظہ ہو مجمع بھی سب سے پہلے مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت پر مناظرہ کا مطالبہ کرتا ہے۔ اب آپ اپنی بات پر حد سے زائد ضد اور ہٹ نہ کریں تاکہ جلد مناظرہ شروع ہو ف۲ (اس وقت

ف۱ دیوبندی مناظر کا موضوع مناظرہ پر بحث کرنے سے صاف انکار اور کھُلا فرار

ف۲ دیوبندی مناظر اور وہابیہ کی حالت زار

مولوی منظور صاحب اور اُن کے ہمراہی مبہوت تھے اُن کی حالتِ زار قابلِ دید تھی)

مولوی منظور صاحب میں پھر وُہی عرض کروں گا کہ حسام الحرمین کی ترتیب پر مناظرہ ہونا چاہیئے۔ میں بلا اس ترتیب کے مناظرہ کے لیے تیار نہیں آپ کتنے ہی وجوہ بیان کریں مگر میرے نزدیک سب سے بڑی وجہ حسام الحرمین کی ترتیب ہے۔ اُس میں اہم کو سب سے پہلے بیان کیا ہے۔ لہٰذا اسی پر مناظرہ ہونا چاہیئے۔

مولانا سردار احمد صاحب مسلمانو! فتحِ[ف] مبارک ہو کہ مولوی منظور صاحب نے مولوی اشرفعلی صاحب کی عبارت پر مناظرہ کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس سے زیادہ بین فتح اور کیا ہو گی۔ لیکن میں پنجابی آدمی ہوں صرف ان کے انکار پر اُن کا پیچھا نہ چھوڑوں گا۔ میں پُرزور الفاظ سے اعلان کرتا ہوں کہ میں نے مولوی اشرفعلی صاحب کو توہین کی بنا پر کافر و مرتد لکھا۔ اگر مولوی منظور صاحب میں کچھ بھی ہمت و جرأت ہے، اگر اُن کے پاس ضعیف سے ضعیف تاویل ممکن ہے تو پیش کریں اور میرے حکمِ کفر کو جو میں نے شریعت کے مطابق دیا ہے غلط ثابت کریں۔ مگر اُن کی مجبوری و لاچاری آپ حضرات پر آشکارا ہو گئی۔ کہ مولوی صاحب ایک لفظ اس عبارت کی صفائی میں پیش نہیں کر سکتے۔ اب باقی رہی اُن کی یہ بات کہ جو سب سے پہلے بیان کیا جاتا ہے وہی اہم ہوتا ہے۔ تو یہ کوئی کلیہ نہیں ہے، بسا اوقات اہم چیز بعد میں بیان کی جاتی ہے۔ دیکھئے میبذی شرح ہدایۃ الحکمۃ میں طبعیات کے مسائل پہلے بیان کئے ہیں اور الٰہیات کے مسائل سب سے اخیر میں بیان کیے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک الٰہیات کے مسائل طبعیات کے مسائل سے اہم ہیں۔ آپ کو

ف سُنّیوں کی بیّن فتح

معلوم نہ ہو تو اپنے مولویوں سے پوچھ لیجئے۔ تمام سامعین اور بانیانِ مناظرہ کے مقاصد کے خلاف آپ اپنی بات کی خواہ مخواہ پچ کئے جاتے ہیں۔

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

صدر اہلسنّت

مولوی منظور صاحب و صدر صاحب! مجھے تعجب ہے کہ اس بیکار بحث میں آپ کیوں اپنا اور سامعین کا وقت ضائع کرتے ہیں۔ مولوی سردار احمد صاحب نے مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت پر گفتگو کے تقدم کے وجوہ کثیرہ قائم کئے، بانیانِ مناظرہ کے معاہدہ کا بھی اظہار کر دیا۔ مجمع کے خیالات کو بھی ظاہر کر دیا۔ مگر جناب بلا وجہ اپنی بات پر اڑے ہوئے ہیں۔ یہ ساری باتیں آپ کے مناظرہ نہ کرنے کے حیلے ہیں۔ کہاں تو اشتہار میں وہ آپ کا اعلان کہ آپ بلا شرط بھی مناظرہ کے لیے آمادہ ہیں، کہاں یہ حال؟ تقریباً تین گھنٹے ہوئے ایک شرط کو بھی طے نہ کر سکے اور بلا کسی وجہ معقول کے تمام کی ذہنیت کے خلاف محض اپنی بات کی پاسداری کئے جاتے ہیں۔ افسوس اسی پر آپ کے مناظرہ کے دعاوی ہوا کرتے ہیں بس اب آپ گفتگو ختم کریں اور جلد از جلد مناظرہ شروع کریں۔

صدر دیوبندی

میرے نزدیک شرائط پر گفتگو دونوں مناظر تنہائی میں بیٹھ کر طے کر لیں کہ اس میں ان حضرات کا وقت بھی ضائع نہ ہوگا اور گفتگو بھی جلد طے ہو جائے گی اور اگر اسی طرح شرائط کو عام مجمع میں طے کرنے کی کوشش کی جائے تو اس کے لیے بہت وقت درکار ہے، دیکھئے ابھی تک اتنے بڑے وقت میں ایک شرط بھی طے نہیں ہوئی ہے۔

صدر اہلسنّت

صدر صاحب! جس مناظر کی ایسی ناگفتہ بہ حالت ہو کہ وہ اپنی رائے کے سامنے کسی دوسرے کا لحاظ نہ کرتا ہو انتہا درجہ کا ہٹ دھرم اور ضدی طبیعت رکھتا ہو وہ تنہائی میں ایک بات بھی طے نہیں کر

سکتا، ہاں مجمع کا لحاظ لوگوں کی موجودگی کی شرم ہی شاید اُسے کچھ تسلیم کرا سکتی ہے ہم یہ بات تو خوب اچھی طرح احساس کر رہے ہیں کہ شرائط میں وقت کا بیکار گنذارنا مناظرہ نہ کرنے کی بیّن دلیل ہے۔ آپ اور آپ کے اس مناظر کا اس وقت یہی نصب العین ہے۔

صدر دیوبندی (خاموش ہیں بدحواس ہیں۔ مرتب)

ایک قابلِ دید نمونہ

صدر اہلسُنّت کی اس تقریر سے مجمع متاثر ہُوا اور صدر دیوبندی بھی اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ صدر اہلسُنّت نے مولوی سردار احمد صاحب سے ارشاد فرمایا کہ اب بلا شرط مناظرہ ہوگا۔ اور جو شرائط پہلے طے ہو چکے اُن کی آپ دونوں مناظر پابندی کریں گے لہٰذا آپ دعویٰ پیش کیجئے۔

مولوی سردار احمد صاحب نے تقریر شروع کی اور عبارت حفظ الایمان پڑھ کر اُس کی گستاخی کا اظہار کرنا چاہتے تھے کہ اسی اثنا میں مولوی منظور صاحب نے اپنی تقریر شروع کی، چند منٹ یہی بے ضابطگی رہی۔ اور دونوں تقریریں جاری رہیں۔ آخر مولوی سردار احمد صاحب کی پُرجوش تقریر اور بلند آوازی نے مولوی منظور صاحب کو خاموش کر دیا اور بے چارے مولوی منظور صاحب ف اپنا سر پکڑ کر رہ گئے فبھت الذی کفر۔ اور وہ اپنی اس بے قاعدہ حرکت سے باز آئے اور مولوی سردار احمد صاحب سے کہنے لگے کہ آپ تو مولانا حشمت علی خاں صاحب سے بھی بڑھ گئے۔ مرتب۔

مولوی منظور صاحب | خیر آپ سب سے پہلے عبارت حفظ الایمان ہی پر گفتگو کیجئے گا لیکن مجھے ایک اس مضمون کی تحریر دے

ف دیوبندی مناظر کی بدحواسی

دیجئے کہ عبارت حفظ الایمان کے بعد براہین قاطعہ و تحذیر الناس و فتوی گنگوہی صاحب پر بھی گفتگو ہوگی۔

مولانا سردار احمد صاحب الحمد للہ آپ نے اتنا بڑا عزیز وقت ضائع کر کے اس بات کو تو تسلیم کر لیا کہ پہلے عبارت حفظ الایمان پر مناظرہ ہوگا۔ حضرات سامعین! آپ نے دیکھ لیا کہ مولوی منظور صاحب نے جس پہلو کو اختیار کیا تھا وہ بہت کمزور تھا، خواہ مخواہ ضد اور ہٹ کر کے اتنا وقت اُنہوں نے ضائع کیا، مگر میں نے اُن کی ہٹ کو آپ کے سامنے توڑ دیا۔ آپ کے سامنے مولوی منظور صاحب کو عاجز ہو کر اپنے پہلے قول[ف] سے رجوع کرنا پڑا۔ دیکھا جو میں نے پہلے کہا تھا وُہی ہُوا۔ اب رہا مولوی منظور صاحب کا تحریر کا مطالبہ۔ مَیں اس کے لیے تیار ہوں۔ لیکن ایک تحریر اس مضمون کی مولوی منظور صاحب کو بھی دینی پڑیگی۔ کہ جب سردار احمد اس عبارت حفظ الایمان سے توہین ثابت کر دے تو میں (یعنی منظور) مولوی اشرفعلی صاحب کے کافر ہونے کا اقرار کر کے بالاعلان توبہ کروں گا اور مجمع میں اعتراف کرونگا کہ یہ میری غلطی تھی کہ میں اس کفر کو ایمان سمجھتا رہا اور اس کے بعد باقی تین ۳ عبارتوں پر مناظرہ کروں گا۔ مولوی صاحب آپ تحریر دے دیجئے اور جلد دیجئے۔

مولوی منظور صاحب مولانا جب میں اس عبارت کو کفر ہی نہیں سمجھتا تو مجھ سے توبہ کا مطالبہ ہی بے جا ہے، میرے نزدیک وہ عبارت بے غبار ہے۔ اِس میں توہین کا شائبہ بھی نہیں تو مجھ سے اپنی غلطی کا اعتراف کیسا۔ بس آپ مجھے وہ تحریر دے دیں کہ عبارت حفظ الایمان کے بعد باقی تین عبارات

ف دیوبندی مناظر کی شکست فاش

پر بھی مناظرہ کیا جائے گا۔

مولانا سردار احمد صاحب مولوی منظور صاحب! جب میں نہایت زبردست دلائل سے عبارت حفظ الایمان کا کفر آفتاب کی طرح روشن کر کے سمجھا دوں اور ہر کم فہم اور ادنیٰ عقل والے کو بھی اس عبارت میں توہین ثابت کر دکھاؤں تو پھر آپ کو توبہ کرنے سے کیا چیز مانع ہو گی؟ اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنے سے کیوں عار ہو گا؟ اب باقی رہا آپ کا مطالبہ، سُنیئے میں آپ ہی کے الفاظ کی تحریر دیتا ہوں (نقل تحریر) "میں آپ سے حفظ الایمان کے بعد براہین قاطعہ و تحذیر الناس و فتوائے گنگوہی پر مناظرہ کے لیے تیار ہوں۔ فقیر محمد سردار احمد غفر اللہ الاحد گورداسپوری۔ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ" لیکن یہ آپ کو اُس وقت دوں گا کہ جب آپ اسی طرح میری طلب کردہ تحریر مجھے عنایت کریں۔

مولوی منظور صاحب مولانا! آپ کا کیا خیال ہے میں اور عبارت حفظ الایمان کو کفر کہوں بلکہ چاہے ساری دُنیا اس کو کفر کہنے لگے میں جب بھی اس کو کفر نہ کہوں گا[ف] اور اس سے توبہ نہ کروں گا اور ہرگز ہرگز اس مضمون کی کوئی تحریر نہ دوں گا ہاں آپ اپنی تحریر دے دیجئے۔ مجمع نے دیوبندی مناظر کی اس تقریر سے سمجھ لیا کہ درحقیقت وہابیہ نہایت بے ادب و گستاخ ہیں۔ جس ناپاک عبارت کو ساری دُنیا کفر کہے وہابیہ کا مایۂ ناز مناظر اُسے عین ایمان بتائے اہلسنّت بے شک حق پر ہیں اور وہابیہ کذابیہ باطل پر۔ حاضرین سُنّیوں کی فتح کا اعلان کر کے منتشر ہُوا ہی چاہتے تھے کہ منتظمین دبانیان مناظرہ نے مجمع کو اپنی اپنی جگہ پر بٹھا دیا۔ صدر

ف دیوبندی مناظر کی بے حیائی کہ چاہے ساری دنیا حفظ الایمان کی عبارت کو کفر کہے میں اس کو کفر نہیں کہوں گا۔

اہلسنّت نے دیوبندی مناظر سے فرمایا ؎

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند
در جہل مرکب ابد الدہر بماند (مرتب)

مولانا سردار احمد صاحب اللہ اکبر مولوی صاحب! اس قدر ہٹ دھرمی، اتنی ضد ایسی پاسداری کہ ساری دُنیا اس کو کفر کہے اور آپ باوجود علم وفضل کے دعویدار ہوتے ہوئے اپنی بات کی پیچ کئے جائیں، شاباش دیوبند کے فاضل شاباش! حقانیت اسی کا نام ہے۔ کیا راستباز ایسے ہی لوگ کہلاتے ہیں، کیا انصاف کا یہی تقاضا ہے؟ مجمع میں ایسی کمزور بات آپ کی زبان سے نکلے۔ افسوس صد افسوس۔ آپ کو ایسی تحریر دینی پڑے گی اور ضرور دینی پڑے گی۔

(اس وقت ۲ سے زائد بج گئے تھے مؤذن نے ظہر کی اذان کہی، مجمع میں انتشار پیدا ہوا۔ مرتب)

صدر اہلسنّت مولوی منظور صاحب! اب نماز پڑھ لیجئے۔ اگر آپ ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تو علیحدہ ہی پڑھئے، لیکن مناظرہ گاہ سے تشریف نہ لے جائیے کہ اس میں مجمع بھی منتشر نہ ہوگا اور بعد نماز فوراً مناظرہ شروع ہو جائے گا۔

مولوی منظور صاحب میں نماز دوسری جگہ پڑھ کر جلد حاضر ہوں گا۔ مجمع کو منتشر نہ ہونا چاہئیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۵ امنٹ کے بعد حاضر ہو جاؤں گا۔

مولوی منظور صاحب یہ کہتے ہوئے مناظرہ گاہ سے چلے گئے۔ یہاں نہایت انبوہ کثیر کے ساتھ نماز ظہر ادا کی گئی۔ بعد نماز مجمع کو منتشر نہ ہونے دیا۔

مولوی منظور صاحب کی عہد شکنی[ف] اور مناظرہ سے فرار کی ترکیب! علمائے اہلسنّت

ف دیوبندی مناظر کی مناظرہ سے فرار کی ترکیب اور دیوبندی مناظر کی عہد شکنی

اور سارا مجمع مولوی منظور صاحب کی آمد کا منتظر ہے۔ سب کی آنکھیں دروازہ کی طرف لگی ہیں۔ ہر آنے والے پر مولوی منظور صاحب کا وہم ہوتا ہے۔ جتنی جتنی ساعات زیادہ ہوتی جاتی ہیں اتنی ہی بے چینی اور بڑھتی جاتی ہے۔ جب بجائے ۱۵ منٹ کے ۳۰ منٹ ہو گئے، تو مجمع کا مطالبہ ہوتا ہے کہ مولوی منظور صاحب کو بُلایئے اُن کے کیسے پندرہ منٹ ہیں جو ابھی تک پورے نہیں ہوئے! منتظمین مناظرہ کو مولوی صاحب کے پاس روانہ کیا جاتا ہے۔ مولوی صاحب جواب دیتے ہیں کہ میں ابھی آتا ہوں۔ آپ تشریف لے جائیں۔ یہ لوگ واپس ہو کر یہ جواب دیتے ہیں کہ مولوی صاحب ابھی آتے ہیں۔ پھر جب نصف گھنٹہ گذر جاتا ہے تو مجمع کا مطالبہ ہوتا ہے۔ کہ اُن کی ابھی، ابھی تک ختم نہیں ہوئی اُن کو پھر بُلانا چاہیئے وہ حضرات دوبارہ جاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب! علمائے اہلسُنّت اور مجمع نہایت بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہا ہے۔ اب تاخیر نہ کیجئے، بہت جلد ہمارے ساتھ چلیئے۔ مگر مولوی منظور صاحب کو ایسی ناز برداریاں ایک مدّت کے بعد نصیب ہوئی تھیں، یہ سُن کر اور مچل گئے اور سمجھا کہ یہ لوگ تو تمہاری ساری ہٹوں کو پورا کریں گے۔ لہٰذا ان لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر آپ یہ ذمہ داری لیں کہ مولوی سردار احمد صاحب مجھ سے تحریر نہ لیں اور اپنا خط تحریر کردہ مجھے دیں تو میں چلنے کے لیے تیار ہوں۔ یہ لوگ مناظرہ گاہ میں مولوی سردار احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مولوی منظور صاحب کا مطالبہ عرض کیا۔ مولانا سردار احمد صاحب نے فرمایا کہ اُن سے یہ کہو کہ گھر میں بیٹھ کر وہ کیوں مطالبے کرتے ہیں۔ اُنہیں جو کچھ کہنا ہے مجمع میں آکر بالاعلان کہیں اور یہ کوئی انصاف ہے کہ وہ ہم سے جن الفاظ کی تحریر طلب کرتے ہیں۔ ہم بلا عذر تحریر دینے کو تیار ہیں۔ اور اُن سے جو تحریر طلب کی جاتی ہے وہ دینے سے صاف انکار کرتے ہیں۔ اور اُن کو اب یہ بھی واضح رہے کہ وہ ایسی باتوں سے مناظرہ سے جان بچا نہیں سکتے، بس اب اُن کو مناظرہ گاہ میں جلد پہنچنا چاہیئے۔ مجمع

ایک گھنٹہ سے اِنتظار کر رہا ہے۔ یہ لوگ پھر مولوی منظور صاحب کے پاس واپس گئے اور یہ ساری گفتگو اُن کو سُنا کر زبردست طریقہ پر کہا کہ اب آپ تاخیر کیوں کرتے ہیں؟ علمائے اہلسُنّت بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں، مجمع پریشان ہو رہا ہے۔ مولوی منظور صاحب نے اُن سے وعدہ کیا آپ حضرات تشریف لے چلیں میں جلد حاضر ہوں گا یہ لوگ واپس چلے آتے ہیں۔ لیکن مولوی صاحب نے پھر سنبھلتے سنبھلاتے نصف گھنٹہ کھینچ لیا یعنی بجائے ساڑھے تین کے پانچ بجے تشریف لائے۔ اس کے بعد مناظرہ شروع ہوتا ہے۔

مولانا سردار احمد صاحب

مولوی منظور صاحب! آپ نے میرا اور ان حضرات کا بہت وقت انتظار میں ضائع کیا۔ مگر جناب نے اس وقت نہ فقط اپنے آپ بلکہ شوریٰ سے میرے مطالبہ تحریر کی معقولیت کو طے کر لیا ہوگا۔ اور آپ تو ذی علم کہلاتے ہیں۔ لہٰذا نہ فقط آپ بلکہ ہر ادنےٰ فہم والا یہ بات کہنے کے لیے مجبور ہے کہ جب ایک شے کا کفر آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہو تو پھر اُس سے توبہ کرنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے؟ بالآخر مجھے تحریر دے دیجئے اور جلدی دیجئے۔

مولوی منظور صاحب

آپ مجھے میرے مطالبہ کی تحریر دے دیجئے۔ میں آپ کو اس مضمون کی تحریر دوں گا کہ میں بحث حفظ الایمان کے بعد براہین قاطعہ و تحذیر الناس و فتویٰ گنگوہی صاحب کی عبارات پر بحث کروں گا۔ اور یہ اور فرما دیجئے کہ ان باقی تینوں عبارات کی کیا ترتیب ہوگی تاکہ پھر اس میں گفتگو کی نوبت پیش نہ آئے۔

مولانا سردار احمد صاحب

میں آپ کا مطالبہ پورا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ آپ اپنے ہی الفاظ میں مجھ سے تحریر لیجئے۔ میں تو وہ مکتوب شروع سے پیش کر رہا ہوں۔ آپ جب مجھ سے پہلے طلب کرتے ہیں تو لیجئے یہ دستخطی مکتوب حاضر ہے۔ لیکن آپ میرا مطالبہ بھی بلا کسی عذر کے پورا کریں۔ اب

باقی رہی آپ کی یہ بات کہ میں آپ کو اس مضمون کی تحریر دونگا۔ کہ "میں (یعنی مولوی منظور) حفظ الایمان کی بحث کے بعد تین باقی عبارات پر بحث کر دوں گا" تو مولوی منظور صاحب! ذرا انصاف سے کہنا کیا میرا یہی مطالبہ ہے۔ کیا میری آپ کی بحث اسی مضمون پر تھی؟ دیکھئے میں نے تو بار بار اپنے مطالبہ کو دوہرایا ہے اور نہایت صریح الفاظ میں یہ تحریر طلب کی ہے "کہ جب سردار احمد اس عبارت حفظ الایمان سے توہین ثابت کر دے تو میں (یعنی منظور) مولوی اشرف علی صاحب کے کافر ہونے کا اقرار کر کے بالاعلان توبہ کروں گا اور مجمع میں اعتراف کروں گا کہ یہ میری غلطی تھی کہ میں اس کفر کو ایمان سمجھتا رہا اور اس کے بعد باقی تین عبارتوں پر مناظرہ کروں گا" تو مولوی صاحب میرے مطالبہ کے نہ صرف الفاظ ہی بدلنا بلکہ سارے مضمون کو بدل دینا اور پھر یہ کہنا یہ تمہارا مطالبہ پورا کیا جاتا ہے، کیسا صریح فریب^ف اور انتہائی کید ہے۔ آپ غالباً کئی گھنٹے کی فرصت میں یہ بات طے کر کے آئے ہیں لہٰذا آپ میرے مطالبہ کی تحریر ان الفاظ میں دیجئے۔ اب رہی باقی تینوں عبارات میں ترتیب، تو سن لیجئے کہ حفظ الایمان کی عبارت کی گفتگو کے بعد براہین قاطعہ کی عبارت پر بحث ہوگی، پھر تحذیر الناس کی عبارت پر، پھر فتوئ گنگوہی پر۔ مگر شرط وہی ہے۔ کہ ہر عبارت کے کفر کو ثابت کر کے آپ سے توبہ کراؤنگا۔ پھر اس کے بعد کی بحث کو شروع کیا جائے گا پھر آخر میں وہی عرض ہے کہ میں آپ کا مطالبہ پورا کر چکا۔ آپ بھی میرا مطالبہ جلد پورا کریں اور اپنی تحریر دیں کہ اس میں وقت بیکار ضائع ہو رہا ہے۔ تحریر جلدی دیجئے۔ میں تحریر لیے بغیر ہرگز آپ کا پیچھا نہ چھوڑوں گا۔

مولوی منظور صاحب | لیجئے میں اپنی تحریر دیتا ہوں۔

ف دیوبندی مناظر کی انتہائی مکاری

مولانا سردار احمد صاحب | مجھے دینے سے پہلے آپ یہ تحریر پڑھ کر مجمع کو سُنا دیجئے۔

مولوی منظور نے اپنی اس تحریر کو پڑھ کر سُنایا، اور مولانا سردار احمد صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ کے مطالبہ میں تعلیق بالمحال ہے۔ اور وہ ناجائز ہے میں نے دلیل سے ثابت کیا ہے۔ جیسا کہ میری تحریر سے ظاہر ہے۔ مرتب۔

مولانا سردار احمد صاحب | آپ نے اس تحریر میں اپنی منطق دانی کا بھی اظہار کیا ہے۔ آپ نے تعلیق بالمحال کو ناجائز بتایا ہے۔ تو بتایئے کہ:۔

(۱) کس کتاب میں لکھا ہے کہ یہ ناجائز ہے؟

(۲) اس محال سے آپ کی مراد محال بالذات ہے یا محال بالغیر؟

(۳) محال بالذات ہے تو ثبوت دیجئے۔ اور محال بالغیر ہے تو وہ غیر کیوں ہے؟

(۴) تعلیق بالمحال کی صورت میں قضیہ شرطیہ منعقد ہوتا ہے۔ قضیہ شرطیہ کے اطراف قضایا ہوتے ہیں یا نہیں؟ اگر قضایا ہوتے ہیں تو بیان کیجئے کہ یہاں کون کون سے ہیں؟

(۵) آپ نے تعلیق بالمحال کے ناجائز ہونے پر جو دلیل بیان کی ہے وہ اشکال اربعہ میں سے کون سی شکل پر ہے۔ اس کا صغریٰ وکبریٰ بیان کیجئے۔ ان سوالات کا جواب دیجئے۔ دیکھئے ابھی آپ کے منطق دانی کے دعاوے خاک میں ملائے دیتا ہوں۔ آپ بھی کیا کہیں گے کہ کسی کرّے سے پالا پڑا تھا۔ نیز آپ نے بیان کیا ہے کہ "یہ کار جہالت ہے کیونکہ تعلیق بالمحال ہے"

تو مولوی صاحب قرآن پاک میں تعلیق بالمحال موجود ہے:۔

پہلی آیت کریمہ:۔ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ | ترجمہ:۔ اگر آسمان وزمین میں اللہ عزوجل

إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا — کے سوا اور خدا ہوتے تو البتہ آسمان و زمین تباہ ہو جاتے۔

دوسری آیت کریمہ:۔ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ ○

ترجمہ:۔ فرما دیجئے کہ اگر رحمٰن کے لیے ولد ہو تو میں سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوں۔

تیسری آیت کریمہ:۔ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

ترجمہ:۔ اگر آپ شرک کریں گے تو آپ کے عمل البتہ حبط ہو جائیں گے۔

حدیث شریف میں تعلیق بالمحال ہے:۔

لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ

ترجمہ:۔ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو البتہ عمر ہوتے (مگر میرے بعد نبوت کا سلسلہ منقطع ہے)

کیا آپ کے نزدیک اللہ تبارک تعالیٰ نے تعلیق بالمحال بیان فرما کر کارِ جہالت کیا ہے؟ والعیاذ باللّٰہ من ذالک۔

کیا آپ کے نزدیک مدنی تاجدار احمد مختار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیق بالمحال بیان فرما کر کارِ جہالت کیا ہے۔ کذالک یطبع اللّٰہ علیٰ کل قلب متکبر جبار۔

کیا دیوبند کے مدرسہ میں وہابیہ کو یہی تعلیم دی جاتی ہے کہ معاذ اللہ اللہ عزوجل اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب و نقص لگایا جائے۔ کہیں اللہ تعالیٰ کا جھوٹا ہونا ممکن بتاتے ہو۔ کہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں جیسا علم ثابت کرتے ہو۔ کہیں شیطان لعین کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم سے زیادہ بتاتے ہو۔ کہیں تعلیق بالمحال کو کارِ جہالت بنا کر تمام علماء بلکہ ائمہ مجتہدین

بلکہ تابعین بلکہ حضرات صحابۂ کرام غرضکہ تمام اُمت بلکہ شفیع اُمت نبی رحمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ اللہ عزوجل کو جاہل ٹھہراتے ہو!

ع۔ شرم بادت از خدا جل جلالہٗ و از رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ نے بیان کیا کہ "اس سے عوام کو بری عن الکفر کے کفر کا شبہ ہوگا جو معصیت ہے"۔ آپ کو کسی ذی عقل کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ مولوی منظور صاحب آپ کے اصول کی بناء پر آپ کا اللہ تعالیٰ پر یہ اعتراض ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں تعلیق بالمحال کو کیوں بیان فرمایا؟ اس لیے کہ پہلی آیت سے عوام کو بری عن الشرایک کے شریک کا شبہ ہوگا۔ اور دوسری آیت سے بری عن الوالد کے ولد کا شبہ ہوگا۔ اور تیسری آیت سے بری عن الشرک کے شرک کا شبہ ہوگا اور مولوی منظور صاحب آپ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض ہوگا کہ حدیث مذکور میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے تعلیق بالمحال کیوں بیان فرمایا ہے اس لیے کہ اس سے عوام کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد جدید نبی آنے کا شبہ ہوگا۔ والعیاذ باللہ من ذالک۔

آپ کے اس قاعدۂ جہالت سے آپ کے قادیانی بھائی تو بہت خوش ہونگے؟

مولوی منظور صاحب	قضیہ شرطیہ کے اطراف کسی طرح قضایا نہیں ہوتے۔

۵ۓ تھانوی صاحب نے تعلیق بالمحال کی آیتوں کا بھی اُردو میں ترجمہ کیا ہے اس کے وکیل مولوی منظور کے اصول کی بناء پر تھانوی صاحب نے عوام کو شبہ میں ڈال کر معصیت کی ہے اور بعید نہیں کہ مولوی منظور اپنے پیر مغاں تھانوی صاحب کو اپنے قاعدہ مذکورہ کی بنا پر جاہل کہیں اور لکھ کر شائع کریں کہ تھانوی صاحب جاہل اور گنہگار ہے وکالت کا حق اچھا ادا کیا کہ اپنے موکل ہی کو مولوی منظور نے جاہل اور گنہگار ٹھہرایا۔ کیوں مولوی منظور صاحب جبکہ آپ کے پیر مغاں آپ کے اقرار سے جاہل ہیں تو آپ کس گنتی اور شمار میں ہیں؟ ۱۲

مولانا سردار احمد صاحب | کیا نہ بالفعل ہوتے ہیں اور نہ بالقوۃ ؟ (دیوبندی مناظر مبہوت ہو کر ساکت ہو گیا - مرتب)

مولوی منظور صاحب[ف] کی منطق دانی اور اُن کی جہالت کا اقرار اُنہیں کی زبانی

مولوی منظور صاحب | آپ میری منطق دانی پر کیا اعتراض کرتے ہیں۔ منطق تو ہمارے گھر کی لونڈی ہے - آپ میں جس کو دعوئے منطق ہو وہ مجھ سے مسائل منطقیہ میں کلام کرے -

مولوی نظام طالب علم و شاگرد مولانا سردار احمد صاحب | مولوی منظور صاحب

آپ نے عام اجازت دی ہے - لہٰذا آپ کی اجازت عامہ کی بناء پر میں آپ سے منطق کی ابتدائی بات دریافت کرتا ہوں - بتائیے کہ منطق کا موضوع کیا ہے ؟ جلد جواب دیجئے ! ابھی سب پر آپ کی قلعی کھُل جاتی ہے اور آپ کا سارا دعوائے منطق خاک میں مل جائے گا -

مولوی منظور صاحب | (نہایت[ف] پریشان ہو کر اور گھبرا کر کہنے لگے) مولوی سردار احمد صاحب آپ مجھ سے کیوں کلام نہیں کرتے ، یہ صاحب کیوں کھڑے ہو گئے ؟ ان کو کوئی حق مجھ سے گفتگو کا نہیں ہے - میرے مخاطب آپ ہیں لہٰذا آپ ہی گفتگو کیجئے !

ف دیوبندی مناظر کی منطق دانی اور اُن کی حالت کا اقرار اُنہیں کی زبانی

ف۲ ایک سُنی طالب علم کے سامنے دیوبندی مناظر کی گھبراہٹ -

صدر اہلسنت مولوی منظور صاحب! آپ نے جب عام اجازت دی تو ہر شخص اب آپ سے گفتگو کر سکتا ہے آپ کو اب کوئی حق مولوی نظام کو روکنے کا نہیں ہے۔ پہلے آپ نے اتنا لمبا چوڑا دعویٰ کر کے ہر ایک کو اجازت عام کیوں دی؟ اب آپ کی اس اجازت عامہ کی بناء پر ایک طالب علم آپ سے سوال کرتا ہے تو اگر آپ منطق کو جانتے ہیں تو اس کا جواب دیجئے۔ ابھی ابھی آپ کی منطق دانی کا حال سب پر کھلا جاتا ہے اور ابھی ابھی آپ کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ منطق آپ کے گھر کی لونڈی ہے یا منطق آپ جیسے کو اپنی لونڈیوں میں شمار بھی نہیں کر سکتی۔ لہٰذا آپ اس طالب علم کے سوال کا جواب دیجئے۔ اور اگر آپ جواب سے عاجز ہیں اور یقیناً عاجز ہیں تو اپنے اس اجازت عامہ کے الفاظ واپس لیجئے۔

مولوی منظور صاحب مولوی سردار احمد صاحب! آپ ہی مجھ سے گفتگو فرمایئے اور یہ منطق کی باتیں چھوڑیئے کہ عوام اس کو نہیں سمجھ سکتے ان کو اس سے سخت کوفت ہو رہی ہے آپ نے مجھ سے تحریر کا مطالبہ کیا تھا لیجئے وہ تحریر حاضر ہے۔

مولانا سردار احمد صاحب آپ نے اپنی منطق دانی کا پہلے دعوے ہی کیوں کیا تھا۔ آپ بے چارے، منطق سے کیا مس رکھتے ہیں۔ دیوبندیوں میں ایک شخص بھی منطقی نہیں ہوا۔ دیکھئے ہندوستان کے مشہور منطقین جو ابھی کچھ زمانہ قبل موجود تھے جیسے حضرت مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی و مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی و علمائے فرنگی محل مولانا بحرالعلوم وغیرہ ان میں سے ایک بھی دیوبندی عقائد کے نہ تھے۔ لہٰذا دیوبندیوں کو منطق سے کیا واسطہ۔ اور جناب تو کس گنتی اور شمار میں ہیں۔ اگر جناب کو بھی کبھی منطق کا خواب نظر آ گیا ہے تو میرے چھ سوالات مذکورہ کا جواب دیجئے۔ مجھے صرف یہ دکھانا ہے کہ آپ خود اپنے کہے

ہوئے الفاظ کو بھی سمجھتے ہیں یا نہیں ؟ اب باقی رہی آپ کی یہ بات کہ لوگ منطقی باتوں کو نہیں سمجھتے۔ تو مولوی صاحب! آپ تعلیق بالمحال کے الفاظ اپنی زبان پر کیوں لائے؟ کیا آپ کو اس وقت عوام کا خیال نہ ہوا، محض اپنی اظہار منطقیت کی غرض سے اس کو ذہن شریف سے نکالا۔ اب جو آپ کی گرفت کی اور سوالات کئے تو عاجز آکر یہ کہنے لگے کہ عوام اس کو نہیں سمجھتے۔ خیر عوام اس کو کچھ سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ مگر عوام نے اتنی بات ضرور سمجھ لی کہ مولوی منظور صاحب علم سے بالکل کورے ہیں اور منطقی سوالات کے جوابات سے بالکل عاجز ہیں۔ حتیٰ کہ خود اپنے کہے ہوئے کو نہیں سمجھتے۔ جب آپ میرے ان منطقی سوالات کے جوابات ہرگز ہرگز نہیں دے سکتے تو آپ اس تحریر سے تعلیق بالمحال کے الفاظ کاٹ دیجئے اور کٹی ہوئی تحریر مجھے دیجئے آپ کو ان سوالات سے نجات مل جائے گی۔

مولوی منظور صاحب مولوی صاحب! آپ نے ان الفاظ کے کاٹ دینے کے متعلق پہلے ہی کیوں نہیں فرما دیا تھا اُسی وقت کاٹ [ف] دیتا۔ اب آپ فرماتے ہیں لیجئے میں کاٹے دیتا ہوں اور کٹی ہوئی تحریر کی نقل آپکو دیتا ہوں۔

مولانا سردار احمد صاحب میں کٹی ہوئی تحریر کی نقل ہرگز ہرگز نہیں لوں گا، میں تو آپ کے ہاتھ کی کٹی ہوئی اصلی تحریر لوں گا تاکہ آپ کی منطق دانی کی سند اور جہالت کی دستاویز میرے پاس ہمیشہ بطور سند رہے (بیچارے مولوی منظور صاحب نے عاجز ہو کر تعلیق بالمحال کے الفاظ کو کاٹ کر اپنی اصلی دستخطی کٹی ہوئی تحریر مولوی سردار احمد صاحب کو دی) چنانچہ مولوی منظور صاحب کی کٹی ہوئی تحریر کی نقل ذیل میں درج ہے۔ مرتب:۔

ف دیوبندی مناظر کا عاجز ہو کر اپنی کٹی ہوئی تحریر بر جہالت سُنی مناظر کے حوالہ کرنا

نقل تحریر مولوی منظور صاحب جو بجنسہ اصل کے مطابق ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - مولوی سردار احمد صاحب کا مطالبہ تھا کہ میں حفظ الایمان کی عبارت کے بعد دوسرے مباحث پر گفتگو کرنے کے لیے جب تیار ہوں کہ تم اس کی تحریر دو کہ حفظ الایمان کی عبارت میں توہین ثابت ہو گئی تو تم اس سے توبہ کر دو گے۔ لیکن چونکہ میرے نزدیک حفظ الایمان کی عبارت بالکل بے غبار ہے اور اس میں کفر کا شائبہ بھی نہیں - اس لیے ان کا یہ مطالبہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی سناتن دھرم مجھ سے مطالبہ کرے کہ جب میں اسلامی توحید کو باطل ثابت کر دوں تو تم کو اس سے توبہ کرنی ہوگی - اس کے بعد میں تم سے تناسخ پر گفتگو کروں گا۔ بہر حال چونکہ مولوی سردار احمد صاحب کا یہ مطالبہ ایسا ہی باطل ہے اس لیے میں اس کو پورا کرنا لغو اور بیکار سمجھتا ہوں اور نہ "اس قسم کا کوئی تحریر" دے سکتا ہوں - اور نہ تقریراً اس کا اقرار کر سکتا ہوں کہ یہ کار جہالف ہے۔ کیونکہ یہ "تالیق بالمحال" ہے اور تالیق بالمحال" اس صورت میں ماننا ہے۔ کیونکہ اس سے عوام کو ایک بری عن الکفر کے کفر کا شائبہ ہو گا جو معصیت ہے۔

محمد منظور نعمانی غفرلہٗ

نوٹ :- ناظرین! اس تحریر کو ملاحظہ فرما کر وہابیہ دیوبندیہ کے مایۂ ناز مناظر کی لیاقت کی داد دیں کہ تعلیق کو تالیق لکھ رہے ہیں اور اس قسم کی تحریر کے بجائے "اس قسم کا تحریر" لکھ رہے ہیں۔ آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ جس بے چارہ کو تعلیق اور تالیق میں فرق معلوم نہیں وہ مناظرہ مناظرہ کی رٹ لگائے اور وہابیہ کا رئیس المناظرین کہلائے اس

ف وہابیہ دیوبندیہ کے مایۂ ناز مناظر کی تعلیق اور تالیق میں فرق سے جہالت

میں کتنی بے حیائی اور بے شرمی ہے ؎

اذا کان الغراب دلیل قوم　　　سیهدیهم طریق الهالکینا

چونکہ اس وقت ساڑھے چھ بج گئے تھے۔ مغرب کا وقت قریب آگیا تھا۔ لہٰذا مناظرہ دوسرے دن پر ملتوی ہوگیا۔ اور کل یعنی ۲۱۔ محرم کو صبح ۷½ بجے سے ۱۱½ بجے تک مناظرہ کا اعلان کر دیا گیا۔

پہلے دن کے مناظرہ کی کیفیت

کئی سال تک مولوی منظور صاحب کی خاموشی، مولوی منظور صاحب کی بیہوشی و بدحواسی پر پردہ ڈالے ہوئے تھی بھرم بنا تھا مگر شہر کٹھہ کے سُنّیوں نے مولوی منظور صاحب کا دہن کھلوا ہی چھوڑا مولوی منظور صاحب نے مجمع کے سامنے اپنی لیاقت کا بھانڈا پھوڑا ؎

کھل گیا سب پر ترا بھید غضب تو نے کیا　　　کیوں ترے موُنہ کا کھلا بھید غضب تو نے کیا

جب مولانا سردار احمد صاحب کے منطقی سوالات اور علمی اعتراضات کا جواب مولوی منظور صاحب نہ دے سکے اور عاجز و لاچار ہو کر بیچارے مولوی منظور صاحب نے اپنی تحریر کاٹ کر مجمع کے سامنے مناظر اہلسنّت کے حوالہ کی، تو وہابیوں کے گھروں میں اندر باہر صفِ ماتم بچھ گئی، کہرام مچ گیا، چوٹی کا پسینہ ایڑی تک بہا، دانتوں پسینے آگئے، خصوصاً آج دوپہر کے مناظرہ کے بعد مدرسہ اشاعت العلوم میں وہابیہ اور دیوبندیہ کے مایہ ناز مناظر مولوی منظور کی حالتِ زار قابل دید تھی، مولوی واعظ الدین صاحب بیان کرتے ہیں۔ مَیں نے دیکھا کہ مولوی منظور کا چہرہ سیاہ پڑ گیا ہے اور بدحواس ہو کر بیٹھے ہیں وہابیہ بھی مولوی منظور صاحب کی اس حالتِ زار کو دیکھ کر بالکل خاموش ہیں۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آج وہابیہ کے ہاں کوئی مر گیا ہے، حقیقت میں جتنی ذلت اور رُسوائی اور کھلی شکست مولوی منظور صاحب کو آج نصیب ہوئی، اُس کی زندگی بھر

نظیر نہیں ملے گی، اور جتنا سوگ اور ماتم بریلی کے وہابیہ نے آج کیا کبھی نہ کیا ہوگا ؎

اب وہابی روتے ہیں مل مل گلے اور کہتے ہیں
کیا کریں منظور بھاگا آشکارا ہو گیا

موافقین اور مخالفین سب نے دیکھ لیا کہ مولوی منظور صاحب تو مولانا سردار احمد صاحب کے سامنے طفلِ مکتب نظر آتے ہیں۔ مولوی عبد القادر صاحب کا بیان ہے کہ آج کوتوالی کی مسجد میں نمازِ مغرب کے لیے چند سپاہی آئے انہوں نے مسجد میں علانیہ بیان کیا کہ فلاں صاحب وہابیہ کے طرفدار ہیں۔ اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ میں یہ سمجھتا تھا کہ مولوی منظور کے سامنے بریلی میں کوئی بولنے والا نہیں۔ آج مجھے معلوم ہو گیا کہ مولوی منظور صاحب مولوی سردار احمد صاحب کے سامنے بھی نہیں بول سکتے۔ مولوی سردار احمد صاحب نے تو مولوی منظور کی آج بولتی بند کر دی ہے۔ والفضل ما شہدت بہ الاعداء نیز آج مجمع پر اچھی طرح واضح ہو گیا کہ وہابیہ کا مناظر درحقیقت اُمّت مرحومہ کے علماء عظام حتیٰ کہ صحابہ کرام بلکہ حضرت رسول پاک بلکہ اللہ تعالیٰ عزوجل غرضیکہ سب کی شان میں نہایت بے ادب بدتہذیب اور گستاخ ہے کہ تعلیق بالمحال کو کارِ جہالت بنا کر پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ عزوجل کو جاہل بتاتا ہے اور صحابہ کرام و علماء عظام پر کارِ جہالت کا دھبّہ لگاتا ہے۔

ع تُف بریں قولِ جہالت و بریں گندہ خیال

۲
مناظرہ کا دوسرا دن

اس دن لوگ جوق در جوق مناظرہ گاہ میں وقت سے پہلے پہنچ رہے تھے، علمائے اہلسنّت نہایت شان و شوکت کے ساتھ وقت مقررہ سے ۱۵ منٹ قبل میدان مناظرہ میں تشریف لائے۔ مناظر دیوبند اور اُن کے ساتھیوں نے آتے آتے آٹھ بجا دیئے۔ مگر آج وہابیہ کی تشریف آوری نرالے سج دھج کی معلوم ہو رہی ہے اور اُن کے ہمراہیوں میں آج چند نئی شکلیں نمودار ہو رہی ہیں ہمارے علمائے اہلسنّت سے معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک صاحب مولوی اسماعیل سنبھلی ہیں جو غالباً صدارت کے لیے مراد آباد سے بُلائے گئے ہیں مگر ابھی تک وہابیہ کے منتخب شدہ صدر مولوی رونق علی صاحب کا کوئی پتہ نہیں۔ علماء اہلسنت نے ان کا کچھ اور انتظار کیا، تھوڑے عرصہ میں وہ بھی برآمد ہوئے لیکن اُن کے چہرہ سے پتہ چلتا ہے کہ آج کوئی نئی چال عمل میں آئے گی۔ چنانچہ وہ آتے ہیں اور نہایت خاموشی سے تخت پر بیٹھ جاتے ہیں۔

صدر اہلسنّت صدر صاحب! ایک تو آپ نے نصف گھنٹہ سے زائد وقت ضائع کر دیا باوجودیکہ کل آپ ہی نے مناظرہ کا وقت مقرر کیا تھا آپ کو اپنے وقت کی پابندی نہایت لازمی و ضروری تھی اب کیا تاخیر ہے؟ مناظرہ کی کارروائی شروع ہونی چاہیئے کہ مجمع بہت دیر سے پریشان ہو رہا ہے!

صدر وہابیہ حضرات میں آج اپنی صدارت سے مستعفی ہوتا ہوں اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سنبھلی کو اپنی جماعت کی جانب سے صدارت کے لیے

ف وہابیہ کے پہلے صدر کی لیاقت اور صدارت سے استعفیٰ!

انتخاب کرتا ہوں کہ میں اتنے وقت کی پابندی کا متحمل نہیں ہو سکتا اور صدارت کے کام کو انجام نہیں دے سکتا۔

صدرِ اہلسنّت حضرات مجھے تعجب ہے کہ جب مولوی رونق علی صاحب میں صدارت کی لیاقت نہیں تھی تو پھر ان کی جماعت نے اُن کو صدارت کے لیے کیوں انتخاب کیا تھا؟ اور اگر اُن میں لیاقت ہے تو اُن کی صدارت کے معزول ہونے اور نئے انتخاب کی کیا حاجت پیش آئی؟ علاوہ بریں مولوی اسماعیل صاحب کل موجود نہیں تھے مناظرہ کی ابتدائی گفتگو جو شرائط پر مشتمل تھی وہ ساری کی ساری ان کی غیبت میں ہوئی اُن کو ہر بات سے انکار کرنے اور مکرنے کا خوب موقع ہے کاش اگر یہ کل موجود ہوتے تو ہمیں ان کی صدارت کے تسلیم کرنے میں بھی کوئی کلام نہ ہوتا۔ اب ایسی حالت میں انتقالِ صدارت کتنی عیاریوں اور چالاکیوں کا پیش خیمہ ہے۔

مولوی اسماعیل صاحب حضرات میری صدارت میری جماعت کو منظور ہو گئی۔ اب کسی دوسرے کو میری صدارت میں گفتگو کرنے کا موقع نہیں۔ ہر جگہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہر جماعت اپنے صدر کا انتخاب کرتی ہے، وہ اپنے اس انتخاب میں دوسری جماعت کی محتاج نہیں۔ خواہ وہ پہلا انتخاب ہو یا دوسرا، بغیر ضرورت ہو یا ضرورت کے ساتھ۔ بہرحال دوسری جماعت کا انکار قابلِ سماعت نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ کو میری صدارت کے انکار کا کوئی حق حاصل نہیں۔

صدرِ اہلسنّت مولوی صاحب! آپ مغالطہ نہ دیجئے۔ مجھے آپ کی صدارت کے انکار کا حق حاصل ہے۔ اس لیے کہ ہر جماعت کو جو اپنے صدر کے انتخاب کا حق حاصل تھا وہ کل عمل میں آچکا۔ ہر ایک نے اُسی حق کی بناء پر اپنا اپنا صدر منتخب کر لیا۔ آپ کی جانب سے مولوی رونق علی صاحب اور اہلسنّت کی جانب سے فقیر صدارت کے لیے متعیّن ہو گئے۔ لہٰذا اب یہ انتخاب کیسا؟ بلکہ آپ کا اس

کو انتخاب کہنا ہی فریب دینا ہے کہ یہ انتخاب شدہ کی معزولیت ہے اور طے شدہ بات کی معزولیت کا ایک جماعت کو حق حاصل نہیں ہوتا۔ للذا مجھے طے شدہ کی معزولیت میں ضرور کلام کرنے کا حق حاصل ہے۔ میں بڑے زبردست الفاظ میں کہوں گا کہ میرے نزدیک نہ مولوی رونق علی صاحب صدارت سے معزول، نہ آپ کی خود ساختہ صدارت صدارت۔

مولوی اسماعیل صاحب میں نے اپنی صدارت کو دلیل عقلی ونقلی دونوں سے ثابت کر دیا۔ تو جناب کو اب اس پر کسی طرح کی گفتگو وکلام کی اجازت نہیں دیتا۔ میری جماعت مجھ کو اس خدمت کے لیے متعین کر چکی۔ للذا آپ کا انکار میری صدارت کو کوئی مضرت نہیں پہنچا سکتا۔

صدر اہلسنت مولوی صاحب ایسا جیتا جھوٹ، ایسی صریح دروغ بیانی، جناب نے اپنی صدارت پر کونسی دلیل عقلی بیان فرمائی، ذرا پھر دوبارہ فرما دیجئے اور آپ کہتے ہیں کہ دلیل نقلی سے بھی ثابت ہے۔ تو ذرا آپ اپنی صدارت پر ایک آیت یا ایک حدیث پڑھ دیجئے۔ مجمع کو معلوم ہو جائے گا کہ جناب کی صدارت کی قرآن وحدیث میں بھی تصریح موجود ہے۔ لیکن جب ابھی تک آپ نے اپنی صدارت کے ثبوت میں نہ کوئی دلیل عقلی قائم کی، نہ کوئی آیت یا حدیث پڑھی تو پھر آپ ہی بتلائیے کہ آپ کا یہ کہنا کہ "میری صدارت دلیل عقلی ونقلی سے ثابت ہے" یہ کتنی صداقت اور راستبازی پر مبنی ہے؟ شرم! شرم!! شرم!!!

مولوی اسماعیل صاحب ... ... (دو ڈھ کر بیٹھے ہیں اور بالکل بدحواسی کے عالم میں خاموش ہیں) مرتب۔

ف مولوی اسماعیل سنبھلی کی بدحواسی

صدر اہلسنّت

مولوی اسمٰعیل صاحب! آپ میری تقریر کی معقولیت تسلیم کر چکے۔ اسی لیے بالکل ساکت ہو گئے اور جواب سے قاصر رہے میں آپ کی شرمندگی و ذلّت و رسوائی کا احساس کرتے ہوئے اور بلا کسی وجہ معقول کے آپ کی صدارت کو تسلیم کیے لیتا ہوں تاکہ میری طرف سے اتمام حجت بھی ہو جائے۔ ہم نے آپ کی ہر شرط کو مانا۔ آپ کی ہر حال میں ناز برداری کی لیکن باوجود اس کے آپ کو شکست پر شکست کھانے اور عاجز ہو کر خاموش بیٹھنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔ بس اب مناظرہ شروع ہوتا ہے۔

سُنّی مناظر کے دعوے کی پہلی تقریر

بعد خطبہ مسنونہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۝ ترجمہ:۔ بے شک بھیجا ہم نے تم کو اے حبیب! گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور تعظیم و توقیر کرو اُس کے رسول کی اور پاکی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی صبح و شام۔

حضرات سامعین! ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ عزوجل اس آیۂ کریمہ میں کیسے زبردست الفاظ میں اپنے حبیب لبیب مدنی تاجدار احمدِ مختار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم فرماتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ جس قدر کسی کا مرتبہ عظیم ہوتا ہے اُسی کے مطابق اُس کی تعظیم کا حکم ہوتا ہے۔ مولیٰ عزوجل نے ہیژدہ ہزار عالم پیدا فرمایا مگر سب سے افضل و اعلیٰ اشرف و اولیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا ؎

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر[1] و کلام[2] و بقا[3] کی قسم

اسی لیے شب معراج مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کے امام بنے تمامی فرشتوں کے پیشوا ہوئے عرش عظیم اُس شاہِ دو جہان حبیب الرحمٰن صلے اللہ علیہ وسلم کا پایہ تخت ہے ؎

جسکو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ جل جلالہٗ کے دربار میں جو وجاہت و عزّت، شان و شوکت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے اُس کو کما حقہٗ ہم نہیں جان سکتے ؎

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

مگر اتنا ضرور جانتے ہیں کہ تمام مخلوق جنّ و بشر، شمس و قمر، شجر و حجر اُس شاہِ دوسرا

---

[1] آیت پاک میں ہے لا اقسم بھٰذا البلد و انت حل بھٰذا البلد: مجھے اس شہر کی قسم ہے اس لیے کہ اے محبوب تُو اس شہر میں تشریف فرما ہے۔[2] آیت پاک میں ہے وقیلہ یارب ان ھٰؤلاء قوم لا یؤمنون۔ مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم ہے کہ اے میرے رب رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ۱۲۔ [3] آیت پاک میں ہے لعمرك انہم لفی سکرتہم یعمھون۔ اے محبوب مجھے تیری جان عزیز کی قسم کہ یہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں ۱۲۔

(مرتب)

نوٹ:۔ صفحہ ہذا کے تین اشعار۔ یہ تینوں نعتیہ اشعار "حدائق بخشش" کے ہیں جو اعلےٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت و جماعت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ بریلوی کے قصائد نعتیہ کا بہترین و بے مثل مجموعہ ہے۔ المکتبۃ الحامدیہ نزد چوک بازار داتا صاحب سے مجوزہ قیمت پہ دستیاب ہو سکتا ہے۔

عالی جاہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظمت نشان پر قربان و جاں نثار ہے، ایسے عظیم الشان محبوب طالب و مطلوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ توہین و گستاخی اللہ عزوجل کو نہایت مبغوض و ناپسند ہے ۔۔۔۔۔۔

سُنیئے اللہ عزوجل کا قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

ترجمہ :- اے ایمان والو! نہ بلند کرو تم اپنی آوازیں آوازِ نبی پر اور چلّا کر بات نہ کرو تم اُن سے جیسا کہ چلّا کر بات کرتے ہیں بعض تمہارے بعض سے ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل اکارت ہو جائیں اور تمہیں معلوم بھی نہ ہو اللہ تبارک و تعالیٰ اس آیۂ کریمہ میں اپنے پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کا اظہار یوں فرماتا ہے کہ اگر کوئی اُن کی آواز پر اپنی آواز بلند کر دے تو اُس کے اعمال اس طرح حبط ہو جائیں گے۔ کہ اُسے شعور بھی نہ ہوگا۔ تفسیر درمنثور میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ ایک اُونٹنی زمانۂ اقدس میں گم ہو گئی تھی، حضور سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اُونٹنی فلاں جنگل میں ہے یہ سُن کر بعض منافقین نے بطریقِ استہزا کہا وَمَا یَدْرِیْهِ بِالْغَیْبِ یعنی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) غیب کیا جانیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ : ترجمہ :- اے حبیب ان منافقین سے فرما دیجئے کہ کیا اللہ اور اُس کی آیتوں سے اور اُس کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) سے ٹھٹھا کرتے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔ اور اُس کا عذر و بہانہ ہرگز قبول نہیں۔ الحاصل مولیٰ عزوجل اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ

وسلم کی شانِ عظمت نشان کو یوں بڑھائے اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب حفظ الایمان میں ان کی شانِ عظیم کو یوں گھٹائے۔ دیکھو یہ حفظ الایمان[1] ہے۔ اس کے صفحہ ۶ پر یہ لکھا ہے۔ "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔" خدا کی پناہ! خدا کی پناہ!! اس ناپاک عبارت کو دیکھ کر مسلمان کا کلیجہ مونھ کو آتا ہے۔ دیکھیے مولوی اشرف علی صاحب نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں یہ کیسی صریح توہین اور کھُلی گستاخی کی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم شریف کو بچّوں اور پاگلوں بلکہ جانوروں اور چار پایوں کے علم سے تشبیہ دی ہے والعیاذ باللہ من ذالک حفظ الایمان کی اس ناپاک عبارت پر علمائے عرب وعجم وہند وسندھ نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں توہین وگستاخی کفر ہے۔ میں نے بھی اپنے فتوے میں یہی لکھا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں صریح توہین کی ہے لہٰذا وہ کافر ہے۔ یہ میرا دعوے ہے اگر اس پر مولوی منظور صاحب کو کوئی اعتراض ہو تو وہ بے تکلّف اعتراض کرسکتے ہیں۔

مولوی منظور دیوبندی کی پہلی اعتراضی تقریر

بعد خطبہ۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ۔ آپ سب حضرات نے سُنا کہ مولوی سردار احمد

---

[1] مطبوعہ بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ

صاحب نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے فضائل بیان کئے ہیں۔ میں کہتا ہوں اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوسکتا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو فضائل عطا فرمائے ہیں اُن کو اُن فضائل سے وہ نسبت بھی نہیں جو کہ ذرّہ کو آفتاب سے ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب علوم اور فضائل جو مخلوق کے لیے ممکن ہیں اور کمال ہو سکتے ہیں وہ سب کے سب اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں اُس نے کسی اور کے لیے نہیں رکھ چھوڑے ہیں اس لیے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ساری مخلوق سے زیادہ علم[ف] حاصل ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام تمامی مخلوق حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام کے بھی سردار ہیں حدیث میں ارشاد فرمایا اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم سب مخلوق سے زیادہ کی جائے گی۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ جو شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کرے وہ کافر ہے یہ بھی بالکل درست ہے۔ بے شک جو شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ادنیٰ توہین وگستاخی کرے وہ کافر ہے، ملعون ہے، خارج از اسلام ہے، دُنیا میں

ف[1] "مولوی منظور صاحب کی دورنگی چال"۔ میں کہتا ہوں کہ ماکان ومایکون کا علم اور قیامت کے خاص وقت کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ممکن ہے یا نہیں اور کمال ہوسکتا ہے یا نہیں اگر کہو ہاں آپ کے اقرار سے ثابت ہوگیا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ماکان ومایکون اور قیامت کے وقتِ خاص کا علم ہے۔ پھر مولوی منظور صاحب نے تیسرے دن کیوں اس پر زور دیا کہ قیامت کے وقتِ خاص کا علم حضور کو نہیں ہے اور اگر کہو کہ ممکن نہیں اور کمال نہیں ہوسکتا تو اس پر کیا دلیل ہے؟ وہابیو! دیوبند سے لے کر نجد تک سب مل کر کوشش کرو امکان اور کمال کی نفی پر دلیل قائم نہیں کر سکتے ہو۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین۔ (مرتب)

ف دیوبندی مناظر کا اقرار کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کے وقت کا خاص علم ہے اور ماکان ومایکون کا بھی علم ہے۔

واجب القتل ہے۔ اُس کے ناپاک وجود سے زمین کو پاک کیا جائے۔ باللہ العظیم اگر گستاخی کسی میرے رشتہ دار عزیز دوست بلکہ میرے باپ سے صادر ہو تو سب سے پہلے میں اُن پر کفر کا فتوےٰ دوں گا اور سب سے پہلے میں ہوں گا، جو اُس کے ناپاک وجود سے زمین کو پاک کر دوں گا۔ ہمارے نزدیک تو جس چیز کو سرکار رسالت سے نسبت ادنیٰ نسبت حاصل ہے اُس کی تعظیم ہمارا عین ایمان ہے، اُس چیز کی توہین کرنے والا بھی کافر ہے مثلاً اگر کوئی شخص حضور علیہ السلام کی سواری کی خاکِ پا کی توہین کرے وہ شخص میرے نزدیک دائرۂ ایمان سے خارج ہے۔ مولانا تھانوی صاحب پر آپ خواہ مخواہ الزام رکھتے ہیں یہاں تو سائل نے محض علم الغیب کے اطلاق کو پوچھا ہے تو مولانا تھانوی صاحب نے اس عبارت میں فرمایا ہے کہ حضور کو صرف عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔ اور اس پر دو دلیلیں قائم کرتے ہیں۔ ایک دلیل اس عبارت سے پہلے ہے اور دوسری دلیل کی عبارت میں بحث ہے۔ اس عبارت کا تو صرف حاصل اتنا ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو کُل غیب کے علم کی وجہ سے عالم الغیب نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ کُل غیب کا علم حضور کے لیے عقلاً نقلاً باطل ہے اور بعض غیب کے علم کی وجہ سے بھی حضور کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ مطلق بعض غیب کا علم تو سب چیزوں کو ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ مولوی سردار احمد صاحب! آپ عقل کے دشمن ہیں اور انصاف سے کوسوں دُور ہیں۔ ذرا غور سے دیکھیئے تو آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ عبارت بالکل بے غبار ہے۔

مولانا سردار احمد صاحب آپ کے اور آپ کے پیشواؤں کے عقائد کتابوں میں چھپ چکے ہیں، کچھ چھُپے ہوئے نہیں ہیں۔ پھر آپ نے اتنے مجمع کے سامنے اُن عقائد کے خلاف کیوں بیان کیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساری مخلوق سے زیادہ علم حاصل ہے" بیشک

ہم مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے۔ مگر آپ کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم سے زیادہ ہے والعیاذ باللہ من ذالک۔ دیکھیے براہین[1] قاطعہ صفحہ ۵۱ پر آپ کے پیشوا لکھتے ہیں "الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

آپ نے بیان کیا ہے کہ "حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم سب مخلوق سے زیادہ کی جائے گی" بے شک ہم مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے۔ مگر آپ کی تمام جماعت وہابیہ کے پیشوا اسمٰعیل صاحب دہلوی کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کی جائے۔ تقویۃ[2] الایمان صفحہ ۶۸ پر ہے "انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اُس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیئے" اور اسی صفحہ پر ہے۔ "اولیاء و انبیاء و امام زادہ پیر و شہید۔ یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی" آپ نے حضور علیہ الصّلاۃ والسلام کے متعلق یہ بیان کیا کہ "دوسری مخلوقات کو آپ سے وہ نسبت بھی نہیں جو ذرّہ کو آفتاب سے ہے" بے شک ہم مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے۔ مگر آپ کے پیشوا کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر نبی کی سرداری اپنی اُمّت کے لحاظ سے ہر قوم کے چودھری اور گاؤں کے زمیندار کی سی ہے۔ دیکھیے تقویۃ الایمان صفحہ ۶۷ پر ہے۔ "پر جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی اُمّت کا سردار ہے" آپ نے بیان کیا کہ "جس چیز

---

[1] مطبوعہ بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ [2] مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی

کو سرکار رسالت سے نسبت اور ادنیٰ نسبت حاصل ہے اُس کا ادب و تعظیم عین
ایمان ہے ؛؛ بے شک وہ چیزیں جن کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے نسبت حاصل
ہے ۔ ہم مسلمان اُن متبرک چیزوں کا ادب واحترام کرتے ہیں مگر آپ کے پیشوا کا یہ عقیدہ
ہے کہ کسی ولی یا نبی کی قبر پر روشنی کرنا یا غلاف ڈالنا یا چادر چڑھانا وہاں کے گرد وپیش
کے جنگل کا ادب کرنا شرک ہے ۔ دیکھیئے آپ کے پیشوا تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱ پر لکھتے
ہیں ؛؛ ایسے مکانوں (قبر و چلّہ و تبرک کی جگہ) میں دُور دُور سے قصد کر کے جاوے
یا وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے وہاں کے گرد وپیش کے جنگل کا
ادب کرے اور ایسے قسم کی باتیں کرے سو اُس پر شرک ثابت ہوتا ہے ؛؛ دیکھا آپ
نے جسے آپ عین ایمان بتا رہے ہیں ۔ اُسی کو آپ کے پیشوا شرک بتا رہے ہیں ۔ آپ
سچّے ہیں یا آپ کے پیشوا ؟ یہ عبارتیں چونکہ ابھی زیر بحث نہیں ہیں ۔ للہٰذا ان کے متعلق
زیادہ گفتگو کرنا ابھی مناسب نہیں ہے ۔ اور یہ بھی محض اس لیے بیان کیں کہ کہیں حاضرین
سے آپ کے چھپے ہوئے عقیدے چھپے نہ رہیں اور وہ دھوکے میں نہ آجائیں ۔

حفظ الایمان کی جس عبارت میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے ۔ اس
عبارت میں آپ نے کیسی قطع برید کی ہے آپ پر لازم تھا کہ پہلے وہ عبارت بلفظہٖ پڑھتے
اور پھر حاضرین کے سامنے اُس کی بے جا تاویل کرتے تاکہ سامعین پر روزِ روشن کی
طرح واضح ہو جاتا کہ آپ نے حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کا مطلب نہیں بیان کیا ۔
بلکہ اُس کی ناپاک عبارت پر پردہ ڈالنے کے لیے اپنی طرف سے ایک اور عبارت
تصنیف کی ہے ۔ ؛؛ کہ مطلق بعض غیب کا علم سب چیزوں کو ہے ؛؛ خدا کی پناہ ! خدا
کی پناہ !! کہاں یہ عبارت اور کہاں حفظ الایمان کی ناپاک عبارت جو زیر بحث ہے ۔
سامعین کو دھوکے میں نہ ڈالیئے ، بلکہ انصاف سے گفتگو کیجیے ۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ
سائل نے محض اطلاق لفظ کو پوچھا ہے یہ آپ کا سفید جھوٹ ہے ۔ سوال میں صراحتہً

یہ الفاظ موجود ہیں "زید کا یہ عقیدہ کیسا ہے؟" اور آپ کا یہ کہنا کہ اس عبارت میں تھانوی صاحب نے محض اطلاق لفظ کو ناجائز بتایا ہے۔ تو یہ بھی صحیح نہیں۔ اس لیے کہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے" ذرا انصاف سے دیکھیے۔ تھانوی صاحب تو نفس حکم کو نہیں مانتے، نہ یہ کہ صرف اطلاق لفظ کو ناجائز بتا رہے ہیں۔ ہر شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل کا جلوہ سینہ میں دل اور دل میں حضور اقدس سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کا ادنےٰ پرتو ہے وہ صاف دیکھ رہا ہے کہ مولوی اشرفعلی صاحب نے حفظ الایمان میں علم غیب کی دو قسمیں کیں۔ ایک کُل علمِ غیب جس سے کوئی فرد بھی خارج نہ رہے۔ اور دوسری بعض علم غیب اگرچہ وہ کتنا ہی تھوڑا ہو۔ پھر حضور سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے کل علم غیب کا حاصل ہونا عقلاً نقلاً باطل بتایا۔ اب حضور سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے نہ رہا مگر بعض علم غیب اسی کو مونھ بھر کہہ کہہ دیا کہ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچّے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (بچھیا، اُلّو، گدھے وغیرہا) کے لیے بھی حاصل ہے" تو اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ جیسا علم غیب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ ایسا تو ہر بچّہ، ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں، چارپایوں کے لیے بھی حاصل ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اس ملعون عبارت میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے علمِ اقدس کو کیسی ناپاک گالی دی گئی ہے۔ اسی ناپاک عبارت میں گفتگو ہے، اسی پر بحث ہے، اسی میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی شان رفیع میں توہین ہے، اسی پر عرب و عجم کے علمائے اہلِ سُنّت و جماعت نے کفر کا فتوے دیا ہے۔ مولوی منظور صاحب تو کیا اُن کے پیشوا مولوی اشرفعلی صاحب جو اس عبارت کے خود قائل ہیں، اس عبارت کی صفائی میں آج تک کوئی صحیح تاویل نہ پیش کر سکے اور نہ قیامت تک پیش کر سکتے

ہیں۔ منافقین نے بھی پہلے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں توہین کی۔ اور پھر بہانے بنانا اور تاویلیں گڑھنا شروع کیں۔ مگر اللہ عزوجل نے اُن کے سب بہانوں اور تاویلوں کو رد فرمادیا۔ اور فرمایا۔ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ۔ منافقین کی پیروی کرتے ہوئے مولوی اشرفعلی صاحب نے بھی اس ناپاک عبارت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان رفیع میں صریح گستاخی کی ہے۔ منافقین نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم شریف کی بطریق استہزاء یوں یوں توہین کی۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) غیب کیا جانیں تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی کوئی تاویل قبول نہ فرمائی۔ اور مولوی تھانوی صاحب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم شریف کے بارے میں یہ لکھ رہے ہیں۔ کہ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔"

ناظرین! ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمائیں کہ منافقین کے ناپاک قول میں زیادہ توہین ہے یا مولوی اشرفعلی صاحب کی ناپاک عبارت میں زیادہ گستاخی ہے؟ منافقین نے تو کہا کہ "حضور غیب کیا جانیں"۔ یعنی جیسے اور انسان علم غیب نہیں جانتے، یہ بھی نہیں جانتے تو منافقین نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم کو اور انسانوں کی طرح سمجھا۔ مگر مولوی اشرفعلی صاحب نے تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کا سا علم بتایا والعیاذ باللہ من ذالک: انصاف سے کہنا کہ مولوی اشرف علی صاحب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین میں کفار منافقین سے بڑھ چڑھ کر ہے یا نہیں؟ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ جبکہ منافقین کے ناپاک قول میں عند اللہ تاویل نامقبول ٹھہری۔ اور عذر نامسموع ہوُا، تو مولوی اشرف علی صاحب کی اس ناپاک عبارت میں تاویلیں کیسے عند اللہ مقبول ہوسکتی ہیں؟

مولوی منظور صاحب | آپ بیان کرتے ہیں کہ حفظ الایمان کی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ جیسا علم غیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچہ، ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں چوپایوں کے لیے بھی حاصل ہے۔ حاشا وکلا۔ اگر یہ مطلب حفظ الایمان کی عبارت کا ہو تو میں بھی اس کو کفر تصور کرتا ہوں کہ اس میں صراحتہً حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں توہین ہے۔ مگر حفظ الایمان کی عبارت کا یہ مطلب نہیں ہے۔ اس لیے کہ حفظ الایمان میں لفظ جیسا[ف] نہیں ہے۔ یہ لفظ جیسا آپ اپنی طرف سے بڑھا لیتے ہیں۔ حفظ الایمان کی عبارت میں تو ایسا کا لفظ ہے۔ جیسا کا لفظ نہیں ہے۔ مولوی سردار احمد صاحب عقل و دیانت آپ کے پاس تک نہیں آئی۔ جب عقل اور دیانت تقسیم ہو رہی تھی، تو آپ میرے خیال سے سو رہے تھے۔ عقل کے دشمن! حفظ الایمان کی اس عبارت میں جیسا کا لفظ کہاں ہے؟ حفظ الایمان کی عبارت تو یہ ہے۔ "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔" اگر اس عبارت میں لفظ جیسا ہوتا اور عبارت یوں ہوتی کہ "جیسا علم غیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔" تو اس میں میرے نزدیک بلکہ مولانا اشرف علی صاحب کے نزدیک بھی ضرور توہین وتنقیص ہوتی۔ مولانا اشرف علی صاحب بھی اسے کفر بتا رہے ہیں اور ایسی عبارت کے کہنے والے کو اسلام سے خارج بتا رہے ہیں۔ مولانا نے اسی نزاع کے فیصلہ کے لیے بسط البنان لکھی ہے۔ اسی بسط البنان کی چند سطریں آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ درحقیقت مولانا اشرف علی صاحب یہ بسط البنان

ف فاضل تالیقی کے نزدیک اگر عبارت حفظ الایمان میں لفظ جیسا ہو تو کفر ہے۔

چند سوالات کے جواب میں تحریر فرمائی ہے۔ سوالات یہ ہیں :۔

(۱) مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حسام الحرمین میں آپ کی نسبت لکھتے ہیں کہ آپ نے حفظ الایمان میں اس کی تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچّہ ہر پاگل کو بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ کیا آپ نے حفظ الایمان میں یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے ؟

(۲) اگر تصریح نہیں تو بطریقِ لزوم بھی یہ مضمون آپ کی کسی عبارت سے نکل سکتا ہے ؟

(۳) یا ایسا مضمون آپ کی مراد ہے ؟

(۴) اگر آپ نے ایسے مضمون کی تصریح فرمائی نہ اشارۃً مفاد عبارت ہے تو ایسے شخص کو جو یہ اعتقاد رکھے یا صراحتہً یا اشارۃً کہے اُسے آپ مسلمان کہتے ہیں یا کافر ؟

مولانا نے ان سوالات کے جواب دیئے ہیں ذرا غور سے ملاحظہ ہوں :۔

(۱) میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ اور لکھنا تو در کنار میرے قلب میں بھی کبھی اس مضمون کا خطرہ نہیں گذرا۔

(۲) میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا۔

(۳) جب میں مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں کبھی کبھی اس مضمون کا خطرہ نہیں گذرا جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے۔

(۴) جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتہً یا اشارۃً یہ بات کہے۔ میں اُس شخص ف کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوصِ قطعیہ کی۔ اور تنقیص

ف تھانوی صاحب کا اپنے کفر پر خود اقرار

کرتا ہے حضور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کی (بسط البنان صفحہ ۲)
دیکھئے مولانا تھانوی صاحب اس مضمون کو بسط البنان میں خود خبیث بتا رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی جاہل، بے وقوف، عقل سے کورا ہی مولانا تھانوی صاحب پر کفر کا الزام رکھے گا۔

مولانا سردار احمد صاحب

الحمد للہ۔ کہ مولوی منظور صاحب نے بھی میری بات کی تائید کی۔ بلکہ خود تھانوی صاحب کو پیش کر کے میرے دعوے پہ اور رجسٹری کرادی۔ میرا یہی دعوے تھا کہ حفظ الایمان کی عبارت کا مضمون خبیث ہے۔ اِس کا قائل اسلام سے خارج اور شانِ رسالت میں تنقیص و توہین کرنے والا ہے۔ مولوی صاحب اور تھانوی صاحب نے بھی بالکل یہی کہا۔ اسی کو اقبالی ڈگری کہتے ہیں۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

حضرات سامعین غور سے ملاحظہ فرمائیے :۔

مولوی منظور صاحب کہتے ہیں کہ مولوی اشرفعلی صاحب کے نزدیک اس عبارت میں توہین ہے۔ اور یہ مضمون خبیث ہے :۔
"غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے "

مولوی اشرف علی صاحب کی حفظ الایمان کی ناپاک عبارت یہ ہے۔ جس میں بحث ہے :۔
"اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (بچھیا، اُلو، گدھے وغیرہ) کے لیے بھی حاصل ہے۔

اب اہلِ انصاف غور فرمائیں کہ حفظ الایمان کی عبارت کا وہی مضمون ہے کہ جس

کو مولوی اشرف علی صاحب بسط البنان میں خبیث بتا رہے ہیں۔ محض لفظی بحث میں اُلجھنا اہلِ علم کا کام نہیں ہے۔ لفظی بحث کو قطع نظر کرتے ہوئے ہر شخص یہ کہنے کے لیے مجبور ہے کہ ان دونوں عبارتوں کا مضمون بالکل ایک ہے ان میں کسی طرح کا معنوی اختلاف نہیں۔ ایک ہی مضمون کو دو پیرایہ میں ادا کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک شخص یہ کہتا ہے کہ جیسا چہرہ مولوی اشرف علی صاحب کا ہے ایسا چہرہ تو اُلّو۔ اور گدھے کا بھی ہے۔ دوسرا شخص یہ کہتا ہے کہ اس چہرہ میں مولوی اشرف علی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا چہرہ تو اُلّو اور گدھے کا بھی ہے۔ ہر ذی عقل و منصف مزاج بلکہ دیوبندی وہابی بھی کہے گا کہ ان دونوں عبارتوں کا ایک ہی مضمون ہے۔ اور دونوں میں مولوی اشرف علی صاحب کی توہین ہے۔ حالانکہ پہلی عبارت میں لفظ ایسا اور جیسا دونوں ہیں۔ اور دوسری عبارت میں صرف لفظ ایسا ہے جیسا نہیں ہے۔ اسی طرح ف حفظ الایمان کی ناپاک عبارت اور بسط البنان کی خبیث عبارت کا مضمون ایک ہی ہے۔ اگرچہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا ہے جیسا نہیں۔ اور بسط البنان کی عبارت میں ایسا جیسا دونوں ہیں۔ اتنی توضیح کے بعد بھی اگر کوئی حفظ الایمان کی عبارت میں توہین نہ سمجھے اور مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالنے کے لیے یہ کہے کہ عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا ہے جیسا نہیں لہٰذا اس میں توہین نہیں۔ تو وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا پکّا دشمن اور مولوی اشرف علی کا جانی دوست ہے۔ کہ اس کے نزدیک اشرف علی کے لیے تو ایسا بغیر جیسا توہین ہے وہاں یہ نہیں سوجھتا کہ اس میں لفظ ایسا ہے جیسا نہیں ہے۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسا جیسا دونوں ہوں توہین ہے۔ اور اگر جیسا نہ ہو محض ایسا ہو تو توہین نہیں ہے۔ جب اِس مثال سے واضح ہو گیا کہ حفظ الایمان اور بسط البنان دونوں

ف حفظ الایمان میں ایسا بغیر جیسا بھی توہین کے لیے ہے اس کی مثال

کی عبارتوں کا ایک ہی مضمون ہے۔ تو ایک عبارت کا حکم یقیناً دوسری عبارت کا حکم قرار پائے گا۔ تھانوی صاحب بسط البنان میں جب اسی مضمون کو خبیث بتا رہے ہیں اور اس کے قائل کو خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ تو حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کا بھی تو یہی مضمون ہے۔ یہ مضمون بھی تھانوی صاحب کے نزدیک ضرور خبیث اور اس کا قائل ضرور خارج از اسلام ہونا چاہیئے۔ اب تھانوی صاحب کی یہ صفائی بھی کام نہیں دیتی کہ "یہ خبیث مضمون میری مراد نہیں۔ میرے دل میں بھی کبھی اس خبیث مضمون کا خطرہ نہیں گزرا۔"

اس لیے کہ تھانوی صاحب خود ہی بسط البنان میں سوال نمبر ۴ کے جواب میں ایسے بہانوں کا رد کر گئے اور ایسے عذروں کی جڑ کاٹ گئے "کہ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اُس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔" دیکھئے تھانوی صاحب نے بسط البنان میں صاف صاف اپنے کفر کا اقرار کر لیا اور میرے فتوے کی تصدیق کر دی۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کو کفر بتانا، پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین بھی کئے جانا۔ اور مواخذہ کرنے پر انکار کرنا اور صاف مُکر بھی جانا یہ کافروں ہی کا طریقہ ہے۔

قادیانیوں کی جماعت بھی آپ کی جماعت وہابیہ ہی کی ایک شاخ ہے اُن کو دیکھئے کہ نبی کی توہین کو آپ کی طرح کفر بھی بتاتے ہیں۔ اس کے باوجود حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام خصوصاً حضرت عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں طرح طرح کی گستاخیاں اور توہین کرتے ہیں۔ اور لکھ کر آپ کی طرح شائع بھی کرتے ہیں۔ اور مواخذہ کرنے پر آپ کی طرح صاف انکار بھی کرتے ہیں اور مُکر بھی جاتے ہیں۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ع شرم بادت از خدا و از رسول

مولوی منظور صاحب! اب آپ کو معلوم ہؤا کہ مولوی اشرف علی صاحب نے بسط البنان میں اس عبارت کی کوئی صفائی پیش نہیں کی۔ بلکہ حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کے کفر کا اقرار کر لیا ہے تو اس بسط البنان نے در حقیقت میرے دعوے کو اور مستحکم کر دیا۔ اور میرے فتوے کی صاف صاف تصدیق کر دی۔ آپ ابھی سے اتنا گھبرا گئے۔ کہ آپ نے یہ نہ سوچا کہ بسط البنان آپ کے لیے اور زیادہ وبالِ جان ہے۔ اس کو تھانوی صاحب کی صفائی میں پیش کرنا تھانوی صاحب کے کفر کا کھلا اقرار کرنا ہے۔ کیوں مولوی منظور صاحب کیسی کہی؟ پھر بھی آپ مولوی اشرفعلی صاحب کی صفائی کے لیے بسط البنان کا نام لیں گے؟ ہرگز نہیں۔ کوئی تاویل ہو تو پیش کیجئے! اور میری باتوں کا جواب دیجئے!

مولوی منظور صاحب میں پہلے حفظ الایمان کی عبارت کا مطلب و مضمون ظاہر کر دوں کہ مولانا نے یہ عبارت اپنی کتاب حفظ الایمان میں کیوں لکھی۔ اس کا باعث کیا ہؤا؟ اصل یہ ہے کہ زید حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق جائز رکھتا ہے۔ مولانا تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ اے زید اگر بقول تیرے حضور کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق صحیح ہے تو اب تجھ سے دریافت طلب ہے۔ کہ اس عالم الغیب کا اطلاق اگر اس اعتبار سے ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے کُل غیوب کا علم ہے تو یہ عقلاً نقلاً باطل ہے اور اگر مطلق بعض غیب کے علم کے اعتبار سے ہے، تو تیرے اصول کی بناء پر لازم آتا ہے کہ ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو عالم الغیب کہا جائے"۔ تو اس عبارت میں دو باتوں کا بیان ہے۔ ایک یہ کہ کُل غیب سوائے خدا کے کسی اور کو حاصل

نہیں۔ یہ تو آپ کو بھی مسلم ہے۔ دیکھیئے آپ کے اعلیٰ حضرت خالص الاعتقاد میں صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں۔ "علم ذاتی اور علم بالا ستیعاب محیط تفصیلی یہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے" اب باقی رہی دوسری بات کہ مطلق بعض غیب کا علم ہر انسان بلکہ ہر جانور اور چارپائے بلکہ کائنات کی تمام چیزوں کو حاصل ہے۔ تو اس کا ثبوت بھی اپنے اعلیٰحضرت سے سُنیئے۔ ملفوظات حصّہ چہارم صفحہ ۷۷ پر فرماتے ہیں:۔

"ہر شے مکلف ہے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور خدا کی تسبیح کے ساتھ" پھر چند سطر کے بعد اُسی صفحہ پر فرماتے ہیں "ایک ایک روحانیت تو ہر ہر نبات ہر ہر جماد کے متعلق ہے اُسے خواہ اُس کی روح کہا جائے یا کچھ اور وہی مکلف ہے ایمان و تسبیح کے ساتھ، حدیث میں ہے ما من شئ الا یعلم انی رسول اللہ الا مردۃ الجن والانس کوئی شے ایسی نہیں جو مجھ کو خدا کا رسول نہ جانتی ہو سوائے سرکش جن اور انسانوں کے"۔

خاں صاحب کی ان دونوں عبارتوں میں تصریح ہے کہ کائنات کی ہر چیز خدا و رسول پر ایمان رکھتی ہے اور اللہ عزوجل اور اس کی صفات اور رسول غیب ہیں۔

بلکہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے ایک صاحبِ کشف کے گدھے کا قصّہ نقل کیا ہے "ایک گدھا ہے اور اُس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے۔ ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے۔ اُس گدھے سے پوچھا جاتا ہے۔ گدھا ساری مجلس میں دَورہ کرتا ہے۔ جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جا کر سر ٹیک دیتا ہے"۔

خاں صاحب نے اِس قصّہ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس گدھے کو کشف تھا۔ ملاحظہ ہو ملفوظات حصہ چہارم صفحہ ۱۱۔ آپ اپنی طرف سے عبارت حفظ الایمان میں لفظ جیسا نکال کر توہین کے معنے کیوں پیدا کرتے ہو۔ دیکھیئے یہ عبارت بالکل بے غبار ہے۔ آپ کو کسی طرح کے کلام کی اس میں گنجائش نہیں ہے جو مضمون حفظ الایمان کی عبارت کا ہے

وہ مضمون بعینہ آپ کے اعلیٰحضرت کی کتابوں میں ہے۔ مگر بے حیائی اور بے شرمی کا میرے پاس کیا علاج ہے۔

ع بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

مولانا سردار احمد صاحب آپ نے مولوی اشرف علی صاحب کی صفائی کے لیے بسط البنان کی عبارتیں پیش کی تھیں۔

جب مَیں نے اپنی تقریر میں نہایت وضاحت کے ساتھ یہ ثابت کر دیا کہ بسط البنان اُن کی صفائی کا کوئی کلمہ پیش نہ کر سکی۔ بلکہ بسط البنان نے تو مولوی اشرف علی صاحب کے کفر پر اقراری ڈگری کر دی ہے۔ تو آپ نے میری اس تقریر کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جس کا صاف یہ مطلب ہے کہ آپ نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ کہ درحقیقت بسط البنان میں مولوی اشرف علی صاحب نے اپنے کفر کا اقرار کیا ہے ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
خود آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

مولوی منظور صاحب! دیر نہ کیجئے۔ مجمع کے سامنے علانیہ تھانوی صاحب کے کفر کا اقرار کر کے توبہ کیجئے تاکہ دوسری بحث شروع ہو، اور آپ نے اس دفعہ پھر اپنی پہلی تقریر کا اعادہ کیا ہے اور میری تقریر کا جواب نہیں دیا ہے۔ مولوی صاحب! وقت قیمتی چیز ہے، اسے ضائع نہ کیجئے۔ جواب دیجئے یا صاف صاف تھانوی صاحب کے کفر کا اقرار کیجئے۔ جن باتوں کا ردّ کر دیا ہے۔ اُس کے اعادہ کا کوئی حاصل نہیں ہے۔ مجمع بخوبی آپ کی کمزوری کا احساس کر رہا ہے۔ مبحث تو یہ ہے کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو جیسا بچوں اور پاگلوں بلکہ جانوروں اور چارپایوں کا علم بتایا ہے۔ اور یہ توہین و کفر ہے۔ آپ اس کو تو چھوتے بھی نہیں بلکہ ایک غیر متعلق مبحث کر کے اپنا وقت گذارنا چاہتے ہیں۔ اور اس سے آپ کی

غرض محض یہ ہے کہ کسی صورت سے مبحث توہین بچ جائے اور مولوی اشرفعلی کے کفر پر پردہ پڑا رہے ۔ آپ تو تھانوی صاحب کے وکیل بننے کے مدعی ہیں ۔ خود آپ کا مؤکل اس کے جواب سے ہمیشہ عاجز رہا ۔ آپ بے چارے کیا کریں گے ۔ آپ عجز کا اقرار کریں یا نہ کریں مجمع ضرور آپ کے عجز کو اچھی طرح محسوس کر رہا ہے ۔ باقی رہا آپ کا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی خالص الاعتقاد[ع] کی عبارت پیش کرنا تو وہ اس مبحث سے بالکل غیر متعلق ہیں ۔ ہمارا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم غیب اللہ عزوجل کے علم غیب کے برابر ہے اس میں آپ کا گفتگو کرنا آپ کے عجز کی کھلی دلیل ہے اور آپ نے اعلیٰ حضرت قبلہ سے صاحب کشف کے گدھے کا واقعہ نقل کیا تو اُس سے حفظ الایمان کی عبارت کو کیا فائدہ پہنچا؟ ملفوظات میں یہ مضمون کہاں ہے؟ کہ "بعض علوم غیبیہ میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو گدھے کو بھی حاصل ہے"؛ جب اس میں یہ مضمون نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے ۔ تو پھر اعلحضرت قدس سرہٗ کا کلام آپ کو کیا مفید ہے ۔ مولوی صاحب آپ اتنا گھبرا جاتے ہیں کہ بالکل بے متعلق کلام کو اپنی دلیل سمجھنے لگتے ہیں اور آپ کو مجمع کے سامنے مسجد میں علانیہ سفید جھوٹ بولتے شرم نہیں آتی ۔ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز کی کس کتاب میں وہ مضمون ہے جو کہ حفظ الایمان میں ہے ۔ دیکھیے آپ کا جھوٹ مجمع کے سامنے ظاہر ہوا جاتا ہے آپ کہتے ہیں کہ حفظ الایمان میں لفظ جیسا نکال کر توہین کے معنے کیوں پیدا کرتے ہو؟

مولوی صاحب! میں نے اپنی تقریر میں نہایت وضاحت سے ثابت کیا تھا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا بغیر جیسا بھی توہین کے لیے ہے ۔ آپ نے میری اس تقریر

[ع] اس کتاب میں اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے مسئلہ علم غیب کے متعلق عجیب تحقیق فرمائی ہے دیکھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے ۔

کا جواب نہ دیا۔ بلکہ اپنی رٹی ہوئی بات کو دوبارہ بیان کیا۔ یہ آپ کے فرار کی روشن دلیل ہے۔ لیجئے میں اپنے مدعی کی وضاحت کے لیے ایک اور مثال پیش کرتا ہوں۔ کوئی شخص یہ کہے کہ مولوی اشرفعلی کی بعض علوم میں کیا تخصیص ہے ایسا علم تو پاگلوں اور جانوروں اور گدھوں کو بھی ہے، کوئی دیوبندی اس کے جواب میں کہے کہ اس عبارت میں مولوی اشرف علی کی توہین ہے۔ اس لیے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسا علم مولوی اشرفعلی کو ہے ایسا علم پاگلوں جانوروں گدھوں کو بھی ہے۔ وہ کہنے والا^ف یہ تاویل کرے کہ اس عبارت میں لفظ ایسا ہے لفظ جیسا نہیں ہے تم خواہ مخواہ لفظ جیسا کو اپنی طرف سے نکال کر توہین کے معنے پیدا کرتے ہو۔ تو کیا دیوبندی اُس کی یہ تاویل سُن لیں گے؟ اگر نہیں اور یقیناً "نہیں۔ تو اس ناپاک عبارت حفظ الایمان میں تم ایسی تاویل کیوں گڑھتے ہو؟ جو کہ تمہارے نزدیک بھی مقبول نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اے وہابیو! تمہارے دل میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم ہی نہیں کہ تمہیں توہین سوجھے۔

آپ نے جو اس وقت تقریر کی ہے اُس پر میرے یہ سوالات وارد ہوتے ہیں۔ ان سب کے جوابات دیجئے۔ ابھی آپ کی رہی سہی لیاقت کھُلی جاتی ہے:۔

(۱) حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہے یا نہیں؟

(۲) اگر تشبیہ کے لیے ہو تو اس میں توہین ہے یا نہیں؟

(۳) کیا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے کہیں یہ لکھا ہے کہ "حضور کے علم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ہر بچے اور ہر پاگل اور گدھے وغیرہ کو بھی حاصل ہے"! اگر آپ میں صداقت وراستبازی کا شائبہ بھی ہو تو بہت جلد اعلیٰحضرت قبلہ کی عبارت پڑھیے!

ف وہابیہ کی تاویل خود وہابیہ کو مقبول نہیں

(۴) حفظ الایمان میں زید کا یہ اصول کہاں لکھا ہے کہ جس کو مطلق غیب کا علم حاصل ہو اُس پر عالم الغیب کا اطلاق ہوگا۔ ذرا وہ عبارت پڑھ کر سنایئے!

(۵) حکم اور اطلاق میں کیا فرق ہے؟ جس عبارت میں توہین ہے اُس عبارت میں حکم کا ذکر ہے یا اطلاق لفظ عالم الغیب کا!

(۶) النبیؐ صلے اللہ علیہ وسلم یاتیہ علم الغیب۔[1] فعلم علم الاوّلین والآخرین وما کان وما یکون۔[2] فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض۔[3] گرچہ ہر غیبے خدا ما را نمود[4]

ان چاروں مثالوں میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم ہے یا نہیں؟ اگر حکم ہے اور یقیناً ہے، تو مولوی اشرف علی صاحب کی دلیل سے اس حکم کی نفی ہوتی ہے یا نہیں؟

(۷) سائل نے سوال میں عقیدہ دریافت کیا ہے یا محض اطلاق لفظ۔ ان سب سوالات کے جوابات اگر آپ دے دیں تو آسانی سے آپ کے اور ہمارے نزاع کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ مجمع عام میں علانیہ اقرار کریں گے کہ واقعی مولوی اشرف علی صاحب کی اس ناپاک عبارت میں کھُلی توہین ہے۔ مگر انصاف شرط ہے۔ آپ میری تقریر کا جواب نہیں دیتے ہیں بلکہ اِدھر اُدھر کی باتوں میں وقت گزارتے ہیں۔ اپنی اس عادت کو ترک کیجئے اور میرے سوالات

---

[1] جیسا کہ تفسیر خازن و تفسیر معالم میں ہے۔

[2] جیسا کہ امام علامہ ابن حجر مکی نے ام القریٰ کی شرح افضل القریٰ میں تحریر فرمایا۔

[3] صحیح ترمذی شریف و دیگر کتب احادیث میں یہ حدیث ہے۔

[4] مثنوی شریف میں ہے۔

کے جوابات دیجئے اور کوئی اور تاویل ہو تو پیش کیجئے!

مولوی منظور صاحب آپ اپنی تقریر میں یہ ضرور کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی تقریر کا جواب نہیں دیا ہے، حالانکہ میں نے جواب دیا آپ کی ہر بات کا۔ مولوی صاحب آپ کی عقل بڑی ہے یا بھینس۔ آپ میں ذرا بھی حیا و شرم نہیں۔ آپ کی مثال تو اُس عورت کی ہے جس کو اُس کے خاوند نے بہت مارا۔ اور پھر بھی اُس عورت نے کہا کہ میں ہاری نا۔ اس طرح تو آپ کو قیامت تک ہرانا مشکل ہے۔ آپ کسی طرح ہار نہیں سکتے۔ لیجئے میں آپ کے سوالات کے جوابات دیتا ہوں:۔

حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لیے نہیں ہے۔ اگر اس عبارت^ف میں ایسا کے معنے تشبیہ کے ہوتے، تو میں بھی اس کی تصدیق کرتا کہ اس میں واقعی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں توہین ہے اور کفر ہے بلکہ ایسا کے معنے اس عبارت میں اتنا اور اس قدر کے ہیں یعنی ایسا بیان مقدار کے لیے ہے۔ دیکھئے اُردو کے مشہور و معروف ادیب امیر مینائیؒ مرحوم اپنی مشہور کتاب "امیر اللغات جلد دوم کے صفحہ ۳۰۲ پر لفظ ایسا کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں ایسا (معنے) اتنا، اس قدر فقرہ۔ ایسا مارا کہ ادھ مُوا کر دیا ہے

اُس بادہ کش کا جسم ہے ایسا لطیف و صاف زنار پر گمان ہے موجِ شراب کا (برقؔ)

اس کے بعد اسی لفظ ایسا کے تین معنے اور لکھے ہیں جن کا پڑھ کر سنانے کی چنداں حاجت نہیں اس کے علاوہ اہلِ زبان برابر اپنے محاورات میں کہتے ہیں کہ اللہ

ف فاضل تالیقی کے نزدیک عبارت حفظ الایمان میں اگر ایسا تشبیہ کے لیے ہو تو توہین ہے اور کفر ہے۔

تعالیٰ ایسا قادر ہے۔ تو کیا نعوذ باللہ اُس کی قدرت کو کسی قدرت سے تشبیہ دینا مقصود ہوتا ہے۔ ایسے ہی اس جگہ ایسا کے معنی تشبیہ کے نہیں بلکہ اس عبارت میں ایسا کے معنے^ف اتنا اور اس قدر کے ہیں۔ ہاں ایسا تشبیہ کے لیے بھی آتا ہے۔ مگر اُس وقت اس کے ساتھ لفظ جیسا کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اور چونکہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا ہے اور جیسا نہیں ہے۔ لہٰذا اُس میں ایسا تشبیہ کے لیے نہیں ہے۔ لفظ جیسا نکال کر آپ نے اپنی مکاری کا ثبوت دیا ہے۔ اور خائب و خاسر ہونے کا سامان مہیّا کر لیا ہے۔

تھانوی صاحب کی یہ عبارت بالکل بے غبار ہے۔ اس عبارت کی توضیح میں پہلے کر چکا ہوں البتہ ایسا کے ساتھ جیسا بھی ان کی عبارت میں ہوتا تو ہم بھی خود اقرار کرتے کہ اس عبارت میں توہین ہے اور تھانوی صاحب پر آپ کا فتویٰ صحیح و درست ہے۔

یہ آپ کی خوش فہمی ہے کہ آپ مولانا پر خواہ مخواہ توہین کا الزام لگاتے ہیں۔

مولانا سردار احمد صاحب

یہ آپ کی تہذیب ہے کہ آپ نے لچھے دار گستاخی کے الفاظ اور توہین آمیز کلمات سے مجھے یاد کیا ہے۔ ایسی فحش کلامی آپ ہی کو مبارک۔ آپ مجھے جو چاہیں گالی دیں میں برداشت کرنے کو تیار ہوں، مگر آقائے دو عالم نورِ مجسم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گالیاں دینے سے باز رہیں آپ کے پیشواؤں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں جو مونھ بھر کر گالیاں دی ہیں اور طرح طرح کی توہینیں اور گستاخیاں لکھ کر دنیا میں شائع کی ہیں اُس سے آپ سچے دل سے توبہ کر لیں۔ بس میرا اصل مطالبہ یہی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ "میں نے آپ کی ہر بات کا جواب دیا ہے"۔ للہ انصاف!

ف فاضل تالیفی کے نزدیک عبارت حفظ الایمان میں ایسا کے معنی اتنا اور اس قدر ہیں۔

خدائے عزوجل کا خوف کیجئے، مسجد ہے جھوٹ نہ بولئے۔ دیکھئے آپ نے تھانوی صاحب کی صفائی کے لیے بسط البنان پیش کی تھی میں نے نہایت وضاحت کے ساتھ یہ ثابت کیا کہ بسط البنان نے تو مولوی اشرفعلی صاحب کے کفر پہ اقراری ڈگری کر دی۔ آپ نے اس کا قطعاً جواب نہ دیا اور مجمع نے بھی اسے بخوبی سمجھ لیا۔ اس کے بعد آپ نے حاضرین جلسہ کو دھوکے میں ڈالنے کے لیے اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز کے کلام کو صفائی میں پیش کیا۔ اس کا میں نے رد کیا اور ثابت کر دیا کہ اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز کے کلام کو حفظ الایمان کی ناپاک عبارت سے کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا اُسے پیش کرنا موضوع مناظرہ و مبحث سے آپ کا بھاگنا ہے۔
میری اس تقریر کا بھی آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور سُنیئے میں نے آپ سے سات سوالات کئے۔ جن میں سے آپ نے پہلے اور دوسرے سوال کے جواب کا نام لیا۔ اور باقی پانچ سوالات کے جوابات ہضم۔ پھر آپ کس مونھ سے کہتے ہیں "کہ میں نے آپ کی ہر بات کا جواب دیا"۔ کیا آپ کی اصطلاح میں جواب نہ دینے کے معنے جواب دینے کے ہیں شرم! شرم!! شرم!!!

آپ نے لفظ ایسا کے چند معنے بیان کرنے میں اپنا وقت بیکار گزارا۔ اس کی کیا حاجت تھی۔ یہ کون کہتا تھا کہ لفظ ایسا کے فقط ایک ہی معنیٰ تشبیہ کے آتے ہیں۔ ہر اُردو خواں جانتا ہے۔ کہ ایسا کہیں تشبیہ کے لیے آتا ہے، کہیں بیانِ مقدار کے لیے، کہیں توصیف کے لیے، لیکن یہاں بحث صرف اتنی بات پر ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کس معنے کے لیے ہے میں کہتا ہوں کہ اس عبارت میں ایسا تشبیہ کے لیے ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ ایسا یہاں بیان مقدار کے لیے ہے۔ یعنی ایسا[ف] کے

ف عبارت حفظ الایمان میں اگر ایسا کے معنی اتنا اور اس قدر ہوں تب بھی توہین باقی رہتی ہے۔

معنے اتنا اور اس قدر کے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس صورت میں توہین پھر بھی باقی رہی بلکہ اور زیادہ واضح اور روشن ہو گئی۔ سُنیئے میں حفظ الایمان کی عبارت پڑھتا ہوں۔ "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا یعنی اتنا اور اس قدر علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چھپا، اُلّو، گدھے وغیرہا) کے لیے بھی حاصل ہے۔" تو اب ہر ایک اُردو خواں اپنے ایمان والے دل سے فتوے لے کہ اس میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں کیسی صریح توہین ہو گئی۔ اس عبارت کا اب صاف یہ مطلب ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم شریف اتنا ہے جتنا بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کا۔ والعیاذ باللّٰہ من ذالک۔

یہ فرقہ وہابیہ ہی کی خصوصیت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں ایسی صریح توہین کرتے ہیں اور مونھ بھر کر کھُلی گالی دیتے ہیں۔ آپ نے تاویل کی تھی کفر سے بچنے اور بچانے کے لیے۔ مگر آپ کی تاویل سے توہین اور دوبالا ہو گئی۔ یہ سب آپ کی بے حیا وہابیت کے جلوے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہابیت پر کفر عاشق ہے۔ اب باقی رہا آپ کا یہ فقرہ کہ "اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے" اس میں واقعی لفظ ایسا تشبیہ کے لیے نہیں ہے۔ لیکن اس فقرہ کو حفظ الایمان کی عبارت سے کیا نسبت۔ یہ اس کی نظیر نہیں بلکہ عبارت حفظ الایمان کی نظیر اسی فقرہ کی اس طرح ہے کہ آپ کے تھانوی صاحب جیسا گستاخ و بے ادب شخص کہے کہ "اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ پہ قدرت کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس قدرت سے مراد کُل قدرتیں ذاتی اور عطائی ہیں یا بعض۔ اگر بعض قدرتیں مراد ہیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے ایسی قدرت تو زید و عمرو بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے اور اگر کُل قدرتیں مراد ہیں تو یہ عقلاً و نقلاً باطل ہیں۔

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے قدرت ذاتی ہے قدرت عطائی نہیں۔" اس عبارت میں بتائیے کہ ایسا تشبیہ کے لیے ہے یا نہیں؟ جناب نے ایک نیا قاعدہ یہ بیان کیا ہے کہ لفظ ایسا کے ساتھ جب تک لفظ جیسا نہ ہوگا تو ایسا تشبیہ کے لیے نہیں ہوگا اور توہین نہیں ہوگی۔ آپ اردو[ف۱] کے محاورہ سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں اولاً یہ بتائیے کہ یہ قاعدہ کس نے لکھا ہے؟ ثانیاً اگر آپ کی بات مان بھی لی جائے تو ایسا کے تشبیہ ہونے کے لیے جیسا ایک لفظی قرینہ ہے جبکہ حرفِ تشبیہ کے محذوف ہونے سے تشبیہ کے معنے باقی رہتے ہیں مثلاً کوئی کہے زید شیر ہے یعنی شیر جیسا بہادر ہے تو ایک لفظی قرینہ کے حذف ہونے سے کیسے تشبیہ کے معنے جاتے رہیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ جیسا کے علاوہ کوئی اور قرینہ تشبیہ کا موجود ہو جیسا کہ یہاں پر ہے۔ یعنی تخصیص کی نفی اور شرکت کا اثبات۔ ثالثاً آپ کے مدرسہ دیوبند کے صدر مولوی حسین احمد نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب میں صفحہ ۱۱۱ پر اسی ناپاک عبارت کی بحث میں لکھا ہے۔ "لفظ ایسا تو تشبیہ کا کلمہ ہے۔" آپ نے بیان کیا کہ ایسا بغیر جیسا تشبیہ کے لیے نہیں آتا۔ اور آپ کے دیوبند کے صدر[ف۲] بتا رہے ہیں کہ اس عبارت میں ایسا تشبیہ کا ہے، حالانکہ یہاں لفظ جیسا نہیں ہے۔ تو بتائیے کہ آپ دونوں میں سے کون جھوٹا ہے اور کون سچا؟ رابعاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مولوی اشرفعلی صاحب کا علم جانوروں، چارپایوں کے علم ایسا ہے کہئے کہ اس میں ایسا تشبیہ کے لیے ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس پر کیا قرینہ ہے اور اس میں مولوی اشرفعلی کی توہین ہے کہ نہیں؟ اگر کہو ہے تو اس میں لفظ ایسا کے ساتھ لفظ جیسا نہیں ہے۔ اور اگر کہو نہیں تو کیا آپ بطیب

ف۱ فاضل تالیفی کی اُردو کے محاورہ سے جہالت۔

ف۲ صدر دیوبند کے نزدیک عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لیے ہے۔

خاطر اجازت دیتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب کو اسی طرح لکھ کر چھاپا کریں آپ کو اور آپ کے کسی دیوبندی کو ناگوار تو نہیں ہوگا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ "اگر اس عبارت میں ایسا تشبیہ کے لیے ہو تو اس میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں توہین ہے اور کفر ہے۔" آپ کے دیوبند کے صدر بیان کرتے ہیں کہ ایسا تشبیہ کے لیے ہے جیساکہ گزرا۔ اور سنیئے الشہاب الثاقب کے صفحہ ۱۱۳ پر ہے "غرض سیاق عبارت اور سباق کلام ہر دونوں بوضاحت دلالت کرتے ہیں کہ نفس بعضیت میں تشبیہ دی جارہی ہے۔" انصاف کیجئے آپ بیان^ف کرتے ہیں کہ ایسا تشبیہ کا ہو تو توہین ہے اور کفر ہے۔ آپ کے دیوبند کے صدر مولوی حسین احمد بتارہے ہیں کہ ایسا تشبیہ کے لیے ہے تو جو معنے دیوبند کے صدر بتارہے ہیں اُس کی بناء پر آپ نے مولوی اشرفعلی کے کافر ہونے کا اقرار کرلیا۔ کہیئے مولوی منظور صاحب کیا رائے ہے؟

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

آپ پر حجت تمام ہوگئی۔ مجمع میں علانیہ تھانوی صاحب کے کفر کا اقرار کیجئے اور توبہ کیجئے۔ تاکہ دوسری بحث شروع ہو۔ دیکھئے میرے سات سوالات پہلے تھے اور سات یہ ہیں :-

(۱) حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا اگر اتنا اور اس قدر کے معنے میں ہے تو اس سے توہین ہوئی یا نہیں؟

(۲) عبارت حفظ الایمان میں ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر کے متعین ہونے پر کیا دلیل ہے؟ بیان کیجئے۔

ف مولوی منظور کا اقرار کہ جو معنی ایسا کہ صدر دیوبند نے بیان کئے ہیں اس معنی کی بنا پر اشرف علی کافر ہے۔

(۳) اس عبارت میں ان الفاظ سے کہ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے" صراحۃً تخصیص کی نفی اور شرکت ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا ایسا کے معنے تشبیہ متعین ہونے پر یہ صریح قرینہ ہے یا نہیں ؟

(۴) "اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے" یہ عبارت حفظ الایمان کی نظیر ہے یا نہیں ؟

(۵) تھانوی صاحب جیسے گستاخ کا فوٹو عبارت حفظ الایمان کی نظیر ہے یا نہیں ؟

(۶) اور اس فوٹو میں اللہ تعالیٰ کی توہین ہے یا نہیں ؟

(۷) اس فوٹو پر دستخط کیجئے۔ اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں مولوی اشرف علی کی کیا تخصیص ہے ؟

ایسا (اتنا) اور (اس قدر) علم تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ اور چار سوال میری تقریر میں صراحۃً ہیں اور چار ضمناً ہیں۔ یہ پندرہ سوالات ہوئے۔ ان سوالات کے اور پہلے سوالات کے جوابات دیجئے !

مولوی منظور صاحب

میں نے بہت مناظرین کو دیکھا مگر آپ جیسا بے حیا و بے شرم کسی کو نہ دیکھا۔ میں آپ کی تقریر کا جواب دیتا ہوں مگر آپ نہایت بے حیائی و بے شرمی سے اپنی ہر تقریر میں یہ ضرور کہتے ہیں

ع۵ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ پر قدرت کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس قدرت سے مراد کل قدرتیں ہیں ذاتی اور عطائی یا بعض اگر بعض قدرتیں مراد ہیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے ایسی قدرت تو زید و عمر و بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے اگر کل قدرتیں مراد ہیں تو یہ عقلاً نقلاً باطل ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے قدرت ذاتی ہے قدرت عطائی نہیں۔

کہ میں نے آپ کی تقریر کا جواب نہیں دیا۔ میرا ایمان ہے کہ میرے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا یقیناً کافر ہے۔ آپ نے اس دفعہ مولوی اشرفعلی صاحب کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے کہ "مولوی اشرف علی صاحب کا علم جانوروں چارپایوں کے علم ایسا ہے"۔ جو شخص ایسے الفاظ مولوی اشرفعلی صاحب کی شان میں بکے وہ بے ادب ہے، گستاخ ہے اُس کو اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیئے۔ اور میں نے عرض کیا تھا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں ایسا بمعنے اتنا اور اس قدر ہے۔ آپ اس پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس صورت میں بھی توہین باقی رہتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں اب توہین نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ حفظ الایمان کی اس عبارت میں یہ بحث ہی نہیں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کس قدر علوم غیبیہ عطا فرمائے گئے تھے اور کوئی دوسرا ان میں آپ کا شریک ہے یا نہیں۔ بلکہ تھانوی صاحب کا مدعا صرف یہاں پر یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا درست نہیں۔ اور اس پر دو دلیلیں قائم کی ہیں۔ دوسری دلیل میں اس جگہ گفتگو ہے۔ اس کی میں توضیح پہلے کر چکا ہوں۔ آپ نے جو مولوی اشرف علی صاحب کی مثال دستخط کرنے کے لیے پیش کی ہے اس میں مولوی اشرف علی صاحب کی سخت توہین ہے۔ بے وقوف و جاہل ہے وہ شخص جو کہ مولانا تھانوی صاحب کی اس طرح توہین کرے۔ دیکھیئے عبارت حفظ الایمان کی نظیر میں بیان کرتا ہوں۔ فرض کیجئے کہ کسی ملک کا بادشاہ بہت بڑا فیاض ہے، ہزاروں محتاجوں اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ اب کوئی احمق کہے کہ میں اس بادشاہ کو رازق کہوں گا۔ اس پر کوئی دوسرا شخص مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ہی کو فرض کر لیجیے یہ کہے کہ تم جو اس شخص کو رازق کہتے ہو تو اس اعتبار سے کہتے ہو کہ ساری مخلوق کو رزق دیتا ہے یا اس اعتبار سے کہ وہ بعض مخلوق کو رزق دیتا ہے۔ اگر کہو کہ کل مخلوق کو رزق دینے کی وجہ سے ہے تو یہ یقیناً باطل ہے۔ اور اگر کہو کہ بعض مخلوق کو رزق

دینے کے اعتبار سے۔ تو اس میں اُس بادشاہ کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا رزق دینا تو غریب سے غریب انسان بلکہ ہر جانور اور چوپایہ (مرغی، اُلّو، گدھا، بندر وغیرہ وغیرہ) کے لیے بھی حاصل ہے۔ تو چاہیئے کہ ان سب کو رازق کہا جائے۔ غور کیا جائے کہ اس مثال میں اُس فیاض بادشاہ کی کہاں توہین ہوتی ہے؟ مولوی صاحب! مجھے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے اس لیے محبت ہے کہ وہ متبع سُنّت ہیں۔ آپ کیا جانیں کہ وہ کیسے مقدس بزرگ ہیں۔ دیکھیئے عبارت حفظ الایمان بالکل بے غبار ہے۔ میں صبح سے اس کی توضیح کر رہا ہوں۔ مگر آپ معلوم ہوتا ہے کسی طرح تسلیم کرنے والے نہیں ہیں۔ اب اس کا میرے پاس کیا علاج ہے۔

مولانا سردار احمد صاحب وہابیہ کے فرقہ میں آپ کی بہت شہرت سُنا کرتا تھا تو کیا آپ کی شہرت کا سب سے بڑا یہی سبب ہے کہ آپ سوالات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور محض ادھر اُدھر کی باتوں میں اپنے وقت کو پورا کرنا جانتے ہو۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ مجمع پر ظاہر ہو گیا۔ کہ آپ میرے سوالات کے جوابات سے عاجز و قاصر ہیں۔ پھر آپ کا بار بار یہ کہنا کہ عبارت حفظ الایمان بالکل بے غبار ہے۔ یہ جملہ میرے جملہ سوالات کا جواب نہیں ہے۔ اور نہ آپ کے صرف یہ کہہ دینے سے بے غبار ہو سکتی ہے۔ آپ نے پہلے بیان کیا کہ لفظ ایسا کے ساتھ لفظ جیسا نہ ہو تو وہاں ایسا تشبیہ کے لیے نہیں ہوتا۔ میں نے آپ کی اس بات کا رد کیا، اور مجمع کے سامنے ثابت کیا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لیے ہے۔ اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں صریح توہین و گستاخی ہے۔ مگر آپ نے لوگوں کو دھوکے میں ڈالنے کے لیے اس کا کھُلا اقرار نہ کیا اب جو میں نے مولوی اشرف علی صاحب کے بارے میں ایسا بغیر جیسا کی مثال پیش کی، تو آپ بلکہ آپ کی تمام جماعت وہابیہ جو آپ کے ساتھ ہے

بے چینی میں ہے ۔ آپ نے نہایت جوش میں آکر کہا کہ اس میں تھانوی صاحب کی توہین ہے ۔ حالانکہ اس مثال میں لفظ ایسا ہے اس کے ساتھ لفظ جیسا نہیں ہے یہاں پر نہ آپ کوئی عذر سنتے ہیں ۔ اور نہ ایسا بغیر جیسا کا قاعدہ یاد رکھتے ہیں ۔ بات کیا ہے بات یہ ہے کہ آپ اور آپ کی تمام جماعت وہابیہ کا ایمان مولوی اشرف علی پر ہے ۔ اسی لیے مولوی اشرف علی کے بارے میں کلمہ گستاخی سُننا آپ کو بلکہ تمام وہابیہ کو ایک منٹ کے لیے بھی گوارا نہیں ہے ۔ مگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ کے پیشواؤں نے کھُلی توہینیں اور گالیاں اور گستاخیاں لکھ لکھ کر دُنیا میں شائع کیں یہ آپ کو بالکل ناگوار نہیں گذرا۔ آپ محض حاضرینِ جلسہ کو مغالطہ میں ڈالنے کے لیے بار بار یہ کہتے ہیں کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے اور فتویٰ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنے والا کافر ہے ۔ کیا یہ فتوے اوروں کے لیے ہے ؟ آپ کے پیشوا جو چاہیں حضور پُر نور شفیع یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیاں بکیں ، گستاخیاں کریں ، توہینیں کریں اُن کے لیے نہیں ہے ۔ کاش ! آپ کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوتا ، تو آپ ہرگز آج حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کرنے والے کی حمایت میں نہ آتے ! اُدھر تو آپ کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کی خاک پاک کی توہین کرنے والا کافر ہے ، اور اِدھر وہ شخص جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے پاگلوں ، جانوروں ، چارپایوں کا سا علم بتاتا ہے اُسے آپ اپنا پیشوا اور رہنما تصوّر کرتے ہیں ۔ یہ دو رنگی چال چھوڑیئے اور کفر سے توبہ کیجئے ! آپ نے اس دفعہ جو بادشاہ کی مثال پیش کی ہے ۔ تو وہ عبارت حفظ الایمان کی نظیر نہیں ۔ اس لیے کہ آپ نے خود بیان کیا کہ بعض علم غیب ہر مخلوق کو حاصل ہے ۔ مگر عالم الغیب کا اطلاق مخلوق پر نہیں کیا جاتا ، تو کیا آپ اور آپ کے مولوی اشرف علی صاحب کے نزدیک ہر مخلوق جانور ، چارپایہ ، گدھا ، اُلّو ، مُرغی ، بچھیا ، کٹیا وغیرہ وغیرہ بعض مخلوق کو رزق دیتی ہے ۔ محض

لفظ رازق کا اطلاق ہی منع ہے۔ شرم

؎ ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

ہاں تھانوی صاحب جیسا گستاخ اگر یوں کہے کہ اگر بعض احسانات مراد ہیں تو اس میں اس بادشاہ کی کیا تخصیص ہے ایسا احسان کرنا تو زید و عمرو بلکہ بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کے لیے بھی حاصل ہے اس میں بے شک اُس بادشاہ کی توہین ہے۔ میں نے مولوی اشرف علی صاحب کا ایک فوٹو دستخط کے لیے پیش کیا تھا اُس پر آپ نے دستخط نہیں کیے اور آپ نے کہا کہ اس میں تھانوی صاحب کی توہین ہے۔ آپ زبان سے صراحۃً توہین کا اقرار کریں یا نہ کریں۔ مگر آپ کے انکار سے مجمع پر روشن ہو گیا کہ درحقیقت آپ کے نزدیک بھی عبارت حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین ہے۔ مگر شرم کے مارے آپ اس کا اقرار نہیں کرتے!

حضرات! مولوی منظور صاحب کہتے ہیں۔ کہ اس عبارت میں مولوی اشرف علی صاحب کی توہین ہے:۔

"اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں مولوی اشرفعلی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا (اتنا اور اس قدر) علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (بچھیا، اُلو، گدھے، وغیرہا) کے لیے بھی حاصل ہے"!

مولوی منظور صاحب کہتے ہیں کہ حفظ الایمان کی اس ناپاک عبارت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین نہیں ہے۔

(والعیاذ باللہ تعالیٰ)

"اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا (اتنا اور اس قدر) علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (بچھیا، اُلو، گدھے، وغیرہا) کے لیے بھی حاصل ہے"!

مولوی صاحب! آپ کے نزدیک پہلی عبارت میں مولوی اشرف علی صاحب

کی توہین کیوں ہے؟ اسی لیے کہ اُس عبارت میں مولوی اشرف علی صاحب کے علم کو بچوں اور پاگلوں اور جانوروں اور چارپایوں کے علم کے برابر بتایا گیا ہے (کہ ایسا آپ کے قول کی بناء پر اننا اور اس قدر کے معنی میں ہے) اب ذرا حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کو بھی دیکھیے جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں لکھی گئی ہے۔ اُس میں بھی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کو بچوں اور پاگلوں اور جانوروں اور چارپایوں کے علم کے برابر بتایا گیا ہے۔ کیا اس میں آپ کے نزدیک حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین نہیں؟ آپ کے دل میں ایمان ہو تو توہین سوجھے، بے ایمانوں کو کیا سوجھے!

ع شرم بادت از خدا و از رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حاضرینِ جلسہ پر واضح ہو گیا کہ میرا فتوےٰ صحیح ہے اور عبارت حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں توہین ہے۔ آپ نے صبح سے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، مگر اس ناپاک عبارت کی صفائی میں کچھ پیش نہ کر سکے۔ جب خود مولوی اشرف علی صاحب ہمیشہ ہمیشہ اس سے عاجز رہے تو آپ بے چارے کیا کر سکتے ہیں۔

اس مرتبہ آپ نے مولوی اشرف علی کی سوانح عمری پیش کرنی شروع کر دی۔ آپ اُن کی حالتِ زار کو ہمارے سامنے پیش کیا کرتے ہیں ہم اُن کو خوب جانتے ہیں۔ یہ وُہی تو ہیں جنھوں نے اپنے ایک مرید کو اپنا کلمہ پڑھنے کی ترغیب دلائی۔ پہلے تو اُس نے خواب ہی میں لا اِلٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کہا تھا۔ پھر بیداری میں بھی دن بھر یہی کلمہ پڑھا اور اشرف علی کو رسول اللہ کہا۔ پھر درود شریف پڑھا تو یوں پڑھا اللّٰھم صلّ علےٰ سیّدنا ونبیّنا ومولٰنا اشرفعلی۔ اس پر آپ کے تھانوی صاحب اُس مرید کو نہ کچھ سرزنش کرتے ہیں نہ زجر و توبیخ کرتے ہیں۔ بلکہ بجائے اِس کے اُس کو تسلی دیتے ہیں اور صاف کہتے ہیں۔ کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو۔ وُہ (اشرفعلی) متبع سنّت ہے۔ کیا جو شخص اپنا

کلمہ پڑھوائے، اپنے کو رسول اللہ کہلوائے، آپ ایسے ہی کو بزرگ اور متبع سُنت کہتے ہیں ایسا بزرگ آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ اور آپ کے بھائی قادیانیوں ہی کو مبارک ہو!

مولوی اشرفعلی صاحب نے نہ صرف اُس مرید کو بلکہ تمام مریدوں کو جسارت و جرأت دلائی۔ وہ کون مرید ہے جو پیر کے متبعّ سُنّت ہونے کی تسلی حاصل کرنا نہیں چاہتا۔ یہ تعلیم ہے کہ سارے مرید مولوی اشرفعلی کو نبی اور رسول کہا کریں اسی لیے اس واقعہ اور جواب کو چھاپ کر مریدین میں شائع کیا تاکہ اور مرید بھی اس راستہ پر آئیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مولوی منظور صاحب میں نے مولانا اشرف علی صاحب کے متعلق کہا تھا کہ وہ متبعّ سُنّت ہیں۔ آپ کو بہت بُرا معلوم ہوا، حتیّٰ کہ آپ نے اُن کے ایک مرید کا واقعہ بھی نقل کیا جس سے آپ کا مقصود مولانا تھانوی صاحب پر اعتراض کرنا ہے، حالانکہ اگر آپ نے اُس واقعہ کو خود سوچا ہوتا تو آپ کو اُسی میں اعتراض کا جواب بھی مل جاتا۔ دیکھیے اصل واقعہ یہ ہے:۔

"کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی "جگہ حضور کا نام" لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرفعلی نکل جاتا ہے" حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی، تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے، لیکن

اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی۔ کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری۔ اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا، لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا، لیکن حالتِ خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا، تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دُور کیا جاوے، اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہی کہتا ہوں۔ اللھم صل علےٰ سیّدنا ونبینا ومولٰنا اشرفعلی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اُس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا" اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔" یہ واقعہ تھا اس کا جواب مولوی اشرف علی صاحب نے یہ دیا:-

"اس واقعہ میں تسلّی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سُنّت ہے۔" ۲۴-شوال ۱۳۳۵ھ (الامداد بابت ۸-صفر ۱۳۳۶ھ)

مولانا تھانوی صاحب کا دامن آپ کے اعتراض سے پاک ہے۔ دیکھئے اُس مرید نے مولوی اشرفعلی صاحب کا کلمہ پڑھا، اُس نے مولانا اشرف علی صاحب کو نبی اور رسول کہا، درود شریف پڑھتے وقت اللھم صل علےٰ سیّدنا و نبینا ومولٰنا اشرفعلی کہا، یہ سب کچھ مجھے تسلیم ہے، مجھے اس سے انکار نہیں ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اُس نے مولانا اشرف علی صاحب کو نبی و رسول خواب کی حالت میں کہا ہے یا بیداری کی حالت میں۔ اور بیداری کی حالت میں اُس نے اپنے اختیار

سے کہا ہے یا مجبوری اور بے اختیاری کی حالت میں۔ اُس واقعہ سے ظاہر ہے کہ پہلے اُس مرید نے مولانا اشرفعلی صاحب کو رسول خواب کی حالت میں کہا ہے، پھر بیداری کی حالت میں اگرچہ دن بھر اُس نے مولانا اشرفعلی صاحب کو رسول کہا ہے اور اُن کو نبی کہہ کر درود بھی پڑھا ہے مگر وہ بے چارہ اپنے اختیار میں نہ تھا وہ بیان کرتا ہے کہ میں مجبور تھا میری زبان میرے قابو میں نہ تھی۔ تو آپ ہی بتائیے کہ جو شخص بغیر قصد و اختیار مولانا اشرف علی صاحب یا کسی اور مولوی کو نبی و رسول کہے تو اُس کا کیا قصور ہے، قصور جب ہوتا، گنہگار اُس وقت ہوتا جب زبان اُس کے اختیار میں ہوتی۔ یہ شخص خاطی ہے اور خاطی پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ اور خاطی کے معنے بھی آپ سمجھ لیجئے، خاطی کے معنے یہ ہیں کہ بغیر قصد و اختیار اُس کی زبان سے خلاف شرع کلمہ نکل جائے۔ اگرچہ دن بھر ہو جیسا کہ اکثر کتب میں ہے لہٰذا وہ مرید بے گناہ ہے۔ باقی رہی حفظ الایمان کی عبارت، تو وہ میرے نزدیک بالکل بے غبار ہے۔ میں اس کی توضیح کر چکا۔ اور آپ کے سوالات کے جوابات دے چکا۔

مولانا سردار احمد صاحب

کیا آپ کا یہ کہہ دینا کہ آپ کے سوالات کے جوابات دے چکا۔ میرے جملہ سوالات و مطالبات کا جواب ہے۔ مناظرہ کا یہ طرز آپ نے دیوبند ہی میں سیکھا ہوگا۔ شاباش دیوبند کے فاضل شاباش! مناظرہ اسی کا نام ہے۔ آپ اقرار کریں یا نہ کریں مگر الحمدللہ مجمع پر بخوبی واضح ہو گیا کہ درحقیقت مولوی اشرف علی صاحب نے حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں صریح توہین اور کھُلی گستاخی کی ہے اور آپ اُس کی

ف مولوی منظور کے نزدیک جو شخص اشرف علی کو دن بھر نبی رسول کہے اور زبان بہکنے کا عذر بیان کرے وُہ بے گناہ ہے۔

صفائی میں کوئی کلمہ نہیں پیش کر سکتے۔ اس دفعہ آپ نے مولوی اشرف علی صاحب کو نبی و رسول کہنے کی یوں تجویز نکالی ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر قصد و اختیار مولوی اشرفعلی صاحب کو دن بھر نبی و رسول کہے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بجائے لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ کہے۔ اور اللھم صل علی سیدنا ونبینا محمد کی بجائے اللھم صل علی سیدنا ونبینا اشرفعلی کہے تو جائز ہے والعیاذ باللہ من ذالک۔ شریعت میں تو ایسے مسائل میں زبان بہکنے کا عذر اُس وقت مسموع ہے جبکہ دو ایک حرف ہوں نہ کہ پہروں تک کفر بکے اور پھر کہے کہ میری زبان بہک گئی میرے اختیار میں نہ تھا۔ فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے انما یجری علی لسانہ حرف واحد ونحوذالک اما مثل ھذہ الکلمت الطویلۃ لا تجری علی لسانہ من غیر قصد فلا یصدق۔ یعنی زبان سے ایک آدھ حرف بے قصد نکل جاتا ہے اتنے الفاظ بلا قصد نہیں نکلتے۔ لہٰذا یہ دعوےٰ تسلیم نہ ہوگا۔

شفا شریف امام قاضی عیاض میں ہے۔ لا یعذر احد فی الکفر بدعوی ذلل اللسان۔ کفر[4] میں زبان بہکنے کے دعوے سے معذور نہ رکھا جائے گا۔ بلکہ اسی میں ہے۔ وافتی ابو الحسن القابسی فمن شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سکرہ یقتل لانہ یظن انہ یعتقد ھذا و یفعلہ فی صحوہ۔ یعنی ایک شخص نے نشے کی حالت میں شان اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کلمۂ گستاخی کہا، امام ابو الحسن قابسی نے اُس کے قتل کا فتویٰ دیا کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اس کے دل میں خباثت ہے اور اپنے ہوش میں ایسا بکتا تھا یعنی ہوش کے وقت چھپاتا تھا۔ نشے میں چھپانے کی سمجھ نہ رہی کھُلم کھُلا بک دیا۔ اُسی میں محمد بن زید سے ہے۔ لا یعذر احد بدعوی ذلل اللسان فی مثل ھذا۔ ایسی بات میں

[4] مسائل کفریہ میں زبان بہکنے کا عذر کہاں مسموع ہے اور کہاں نہیں۔

زبان بہکنے کے دعوے پہ معذور نہ رکھیں گے۔ دیکھو آئمہ نے زبان بہکنے کا عذر نہ سُنا اور یہ بھی صریح فرما دی کہ بہکے تو دو ایک حرف نہ کہ دن بھر پہروں تک آپ نے خاطی کے معنے غلط بیان کئے ہیں۔ آپ اور آپ کی پیٹھ پہ جتنے دیوبندی وہابی مولوی بیٹھے ہوئے ہیں سب مل کر بتائیں کہ اگر کوئی گستاخ شخص مولوی اشرف علی صاحب اور اُس کے گستاخ مرید سے سیکھ کر دن بھر کفر بکے اور پھر کہے کہ میری زبان میرے قابو اور اختیار میں نہ تھی۔ کیا اُس شخص کا یہ عذر شرعاً مسموع ہے۔ اور کیا ایسا شخص خاطی کی حد اور حکم میں داخل ہے۔ کس کتاب میں اس کی تصریح ہے؟ زیادہ نہیں ایک ہی کتاب دکھا دو! اگر اب نہیں دکھا سکتے ہو اور یقیناً نہیں دکھا سکتے ہو، تو جاؤ قیامت تک مہلت ہے، سب وہابی دیوبند سے لے کر نجد تک جمع ہو کر مل کر ہرگز نہ بتا سکو گے۔ اچھا میری بات آپ نہ مانیں، اپنے پیشوا کی ضرور مانیں گے! سنیئے آپ اور آپ کی تمام جماعت وہابیہ کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے آپ کے تمام عذروں اور تاویلوں کی بالکل جڑ ہی کاٹ دی ہے۔ آپ کے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کسی نے سوال کیا کہ شاعر جو اپنے اشعار میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صنم یا بُت یا آشوب ترک فتنہ عرب باندھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ تو آپ کے رشید احمد صاحب نے تقریباً ڈیڑھ صفحہ میں اس کا جواب لکھا۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں :-

"الحاصل ان الفاظ میں گستاخی اور اذیت ظاہر ہے پس ان الفاظ کا بکنا کفر ہوگا"ف (اس کے بعد شفا شریف سے یہ عبارت نقل کی ہے) :-

وجہ ثانی یہ ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ	الوجہ الثانی وھوان یکون

ف مولوی رشید احمد گنگوہی کے نزدیک کفری الفاظ میں زبان بہکنے کا عذر مقبول نہیں۔

القائل لما قال فی جھتہ صلے اللہ علیہ وسلم غیر قاصد للسب والاذداء ولا معتقد لہ ولکنہ تکلم فی جھتہ صلے اللہ علیہ وسلم بکلمۃ الکفر من لعنہ اوسبہ او تکذیبہ او اضافۃ مالا یجوز علیہ اونفی مایجب لہ مما ھو فی حقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نقیصۃ الیٰ ان قال اویاتی بسفہ من القول اوقبیح من الکلام و نوع من السب فی جھتہ وان ظھر بدلیل حالہ انہ لم یتعمد ذمہ ولم یقصد سبہ اما لجھالۃ حملتہ علے ما قالہ اوبضجر اوسکر اوقلۃ مراقبۃ وضبط للسان او عجرفۃ وتھور فی کلامہ فحکم ھذا الوجہ حکم وجہ الاول القتل دون تلعثم۔ انتہیٰ ملخصًا۔

علیہ وسلم کی شان میں زبان کھولنے والے نے جبکہ گالی اور گستاخی کا قصد نہ کیا ہو اور وہ نہ اس کا معتقد ہو لیکن شانِ اقدس میں اس نے کلمہ کفر کہا ہو لعنت یا دشنام یا تکذیب یا ان کی طرف ایسی چیز کی نسبت کی جو آپ پر جائز نہیں۔ یا ایسی چیز کی نفی جو آپ کے لیے واجب ہے غرض کوئی بات جو حضور کے حق میں نقص ہو (الی ان قال) یا کوئی گستاخی کی بات کہی یا بُرا کلام کہا یا کسی طرح کی دشنام دی تو اگرچہ اس کے حال سے ظاہر ہو کہ اس نے حضور کی بدگوئی اور دشنام دہی کا ارادہ نہ کیا بلکہ یا تو اس کی جہالت اس قول کا باعث ہوئی یا کسی قلق یا نشہ نے اس کو مضطر کیا یا قلت نگاہ داشت اور زبان کے بے قابو ہونے کی وجہ سے یا بے پروائی یا بیباکی کی وجہ سے اس سے صادر ہُوا۔ اس وجہ کا وُہی حکم ہے جو وجہ اول کا ہے کہ بے توقف قتل کیا جائے۔

پس ان کلمات کفر کے لکھنے والے کو منع کرنا شدید چاہیئے اور مقدور ہو، اگر ف

ف گنگوہی صاحب کے نزدیک کلماتِ کفر بکنے والے کو قتل کرنا چاہیئے اگر قدرت ہو۔

باز نہ آوے تو قتل کرنا چاہیئے ۔ کہ موذی گستاخ شانِ جنابِ کبریا تعالیٰ اور اُس کے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے ۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۳۰ و ۳۱)

دیکھیئے آپ کے پیشوا زبان کے بے قابو ہونے کا عذر نہیں سُنتے ہیں ۔ بلکہ ایسے شخص کا حکم بر تقدیرِ قدرت قتل لکھ رہے ہیں ۔ شفاء شریف کی عبارت مذکورہ کے آخری الفاظ یہ ہیں اذلا یعذر احد فی الکفر بالجہالۃ ولا بدعویٰ زلل اللسان ولا بشی مما ذکرناہ اذا کان عقلہ فی فطرتہ سلیماً الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان یعنی اس وجہ کا حکم پہلی وجہ کا حکم اس لیے ہے کہ جہالت کے سبب سے کفر میں کسی کا عذر نہیں سُنا جائے گا ۔ نہ زبان بہکنے کا اور نہ وہ عذر جو پہلے بیان کیئے ہیں بشرطیکہ اُس شخص کی فطری عقل سلیم ہو یعنی وہ فطری پاگل نہ ہو ۔ لیکن وہ شخص کہ جس پر کفر بکنے پر اکراہ کیا جائے اُس کا عذر مسموع ہے بشرطیکہ اُس کے دل میں ایمان رہے اور کفری بات کو دل میں جگہ نہ دے ۔ مولوی اشرف علی صاحب کے مرید پر کسی نے تلوار نہ اٹھائی تھی ، اکراہ نہیں کیا تھا کہ تم اپنے پیر اشرف علی کو نبی اور رسول کہو وہ پاگل اور مجنون نہیں تھا اُس نے جنون کی حالت میں اشرف علی کو رسول اور نبی نہیں کہا بلکہ وہ مرید سمجھ رہا ہے کہ میں غلطی کر رہا ہوں اور غلطی کا تدارک بھی کرنا چاہتا ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر درود شریف پڑھنا چاہتا ہے ۔ مگر اُس کی زبان سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے نام نامی و اسم گرامی کے بجائے اللھم صل علیٰ سیدنا ونبینا ومولانا اشرفعلی نکلتا ہے ، آپ کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب تو ایسے شخص پر قتل کا فتوے دے رہے ہیں اور زبان بہکنے کے عذر کی جڑ کاٹ رہے ہیں ، اور آپ ایسے شخص کو بیگناہ بنا رہے ہیں ۔ آپ ف

ف مولوی منظور صاحب اور وہابیہ کے پیشوا گنگوہی صاحب میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے

جھوٹے ہیں یا آپ کے پیشوا؟ اس بات میں اگر آپ سچّے ہیں تو آپ کے پیشوا گنگوہی صاحب یقیناً جھوٹے ہیں۔ اور اگر وہ سچّے ہیں تو آپ یقیناً جھوٹے ہیں۔ بتایئے کیا ارادہ ہے؟ آپ کونسی شق اختیار کرتے ہیں؟ یہ کلام تو اُس شخص کے بارے میں تھا جس نے مولوی اشرفعلی کو نبی و رسول کہا۔ اب آپ کے تھانوی صاحب کی خبر لیتا ہوں۔ سُنیئے اور گوش ہوش سے سُنیئے۔ جب مولوی اشرفعلی کے مرید نے مولوی اشرفعلی کو نبی و رسول کہا اور مولوی اشرف علی صاحب سے سارا قصہ نقل کیا تو مولوی اشرف علی کو چاہیئے تھا کہ اُسے زجر کرتے اور یہ کہتے کہ تم نے مجھے نبی و رسول کہا یہ تم نے کفر بکا، تم نے شیطانی حرکت کی، جلد توبہ کرو۔ مگر آپ کے پیرِ مغاں مولوی اشرف علی صاحب اُسے یہ جواب دیتے ہیں کہ "اس واقعہ میں تسلّی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سُنّت ہے"۔ دیکھیئے آپ کے مولوی اشرف علی صاحب نہ اپنے مرید کو کچھ تنبیہ کرتے ہیں، نہ توبہ کی تعلیم دیتے ہیں بلکہ اُس کے واقعہ سے راضی ہو کر اپنے اُس مرید کو بلکہ تمام مریدوں کو کفر کی ترغیب دے رہے ہیں اور اُس کی تصویب کر رہے ہیں وہ کون مرید ہے جو یہ نہیں چاہتا کہ اُسے اس بات کی تسلّی نہ ہو کہ اُس کا پیر متبع سُنّت ہے۔ اور مولوی اشرف علی صاحب کے مرید کو اپنے پیر کے متبع سُنّت ہونے کی تسلّی کا یہ ذریعہ ہے۔ کہ مولوی اشرف علی صاحب کو نبی و رسول کہے۔ والعیاذ باللّٰہ من ذالک۔ اب آپ بتایئے کہ آپ کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کفر بکنے والے اور زبان بہکنے کا عذر کرنے والے کے لیے منع شدید حتّٰی کہ قتل کا حکم لگا رہے ہیں۔ اور آپ کے پیرِ مغاں مولوی اشرف علی صاحب ایسے شخص کو منع تو درکنار اُسے تسلّی دے کر کفر کی ترغیب دے رہے ہیں۔ آپ کے پہلے پیشوا جھوٹے ہیں یا

ف دہابیہ کے دونوں پیشوا تھانوی صاحب اور گنگوہی صاحب میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔

دوسرے ؟ جس کو چاہو جھوٹا کہہ دو۔ نیز کفر پر تسلّی اور ترغیب دینا رضائے بالکفر نہیں تو اور کیا ہے اور رضاء بالکفر کفر ہے۔ آپ کے گنگوہی پیشوا نے فتاوٰی[ف] رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۲ پر لکھا ہے "قال فی شرح العقائد وشرح القاری علی الفقہ الاکبر الرضاء بالکفر کفر۔ انتھٰی" اور کلمات کفر کو ہلکا جاننا اور اُس کی پرواہ نہ کرنا بھی کفر ہے۔ جس شخص نے مولوی اشرفعلی صاحب کو نبی و رسول کہا اُس نے کفر بکا اور مولوی اشرفعلی صاحب نے اُس کفر کو ہلکا سمجھا اور کچھ پرواہ نہ کی اپنے کو نبی و رسول جپنے کی اُلٹی تسلی دی۔ مولوی اشرفعلی صاحب کا حکم اپنے دوسرے پیشوا گنگوہی صاحب سے سُنیئے۔ فتاوٰی رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۲ پر ہے "اور ان سخت کلمات پر کچھ پرواہ نہ کرنا اور سہل جاننا بھی کفر ہے الاستھانۃ بالمعصیۃ بان یعد ھاھنیئۃ و یرتکبھا من غیر مبالاۃ بھا ویجریھا مجری المباحات فی ارتکابھا کفر کذا فی شرح علیؒ علے الفقہ الاکبر" دیکھیئے آپ گنگوہی صاحب کے فتوے کی رُو سے آپ کے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے کفر کیا یا نہیں ؟ اب سمجھنا نہ سمجھنا آپ کے اختیار میں ہے۔ کفر کی حمایت سے توبہ کیجئے اور گندی گھنونی وہابیت کو چھوڑ کر سچے دین اسلام کو اختیار کیجئے۔ وما علینا الا البلاغ۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللّٰہ وعلیہ توکلت والیہ انیب۔

مناظرہ[ف۲] کے دوسرے دن کی کیفیت

آج کے مناظرہ میں حفظ الایمان کی ناپاک عبارت پر ہی زیادہ گفتگو رہی۔ مولوی

ف تھانوی صاحب کا کفر گنگوہی صاحب کے فتوے سے

ف۲ مناظرے کے دوسرے دن کی کیفیت

منظور صاحب نے اس کفری عبارت پر پردہ ڈالنے کے لیے ایڑی سے چوٹی تک زور لگایا مگر ایک بات بھی اُس کی صفائی میں نہ پیش کر سکے۔ جتنی لایعنی تاویلیں گڑھیں، مناظر اہلِ سنت مولانا سردار احمد صاحب نے اُن سب کا قاہرہ باہرہ کر دیا خصوصاً جب مولوی منظور صاحب نے صفائی کے لیے تھانوی صاحب کی بسط البنان کو پیش کیا تو مولانا سردار احمد صاحب نے ثابت کر دکھایا کہ بسط البنان میں تو تھانوی صاحب نے خود اپنے کفر کا اقرار کیا ہے۔ اس کا مولوی منظور صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا جس سے مجمع نے بخوبی سمجھ لیا کہ در حقیقت تھانوی صاحب نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں صریح توہین اور گستاخی کی ہے اور اپنے کفر کا خود اقرار کیا ہے۔ مگر مولوی منظور صاحب شرم کے مارے مجمع کے سامنے اس کا اقرار نہیں کرتے اور حاضرین پر بخوبی واضح ہو گیا کہ وہابیہ کے نزدیک اپنے وہابی مُلّوں کی عزت سرکار دوعالم نورِ مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت سے زیادہ ہے اس لیے کہ وہابیہ اپنے مُلّوں کی شان میں ادنیٰ کلمۂ گستاخی سُننا ایک منٹ کے لیے گوارا نہیں کرتے۔ مگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان رفیع میں موہنھ بھر گندی گالیاں دیتے ہیں اور گستاخیاں لکھ کر شائع کرتے ہیں والعیاذ باللہ اور پبلک پر روشن ہو گیا کہ مولوی اشرفعلی نہایت گستاخ اور دجّال ہے کہ اپنے مریدوں کو اپنی رسالت و نبوت کی ترغیب دیتا ہے ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ۔ مولوی منظور صاحب کو اس مناظرہ میں سخت ذلّت و رسوائی کا سامنا ہوا، اور مناظرِ اہلسنّت کے سوالات کے جوابات سے عجز کا خود اقرار کیا۔ چنانچہ اس سے ظاہر ہے:۔

"وہابیہ[ف] کی جماعت میں مولوی منظور صاحب کو اپنی عاجزی اور کمزوری کا خود اقرار کرنا پڑا۔"

ف وہابیہ کے سامنے مولوی منظور کو اپنی عاجزی اور کمزوری کا اقرار کرنا پڑا۔

مکرمی جناب مرزا تاجیک صاحب کا حلفیہ بیان ہے کہ آج صدر وہابیہ مولوی اسمٰعیل صاحب کا چہتہ مجلس مناظرہ میں رہ گیا تھا۔ میں نہایت احتیاط کے ساتھ خود اُسے پہنچانے گیا۔ وہابیہ کے تمام مولوی اور اُن کے ہمراہ دیگر جماعت وہابیہ حکیم عرفان صاحب، کی نشست میں بیٹھے ہوئے تھے مولوی منظور صاحب نے علانیہ بیان کیا کہ ہم ایک بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں جب تھانہ بھون حضرت تھانوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو وہ فرماتے ہیں کہ تم کن خرافات میں پڑے ہوئے ہو۔ یہ تمام باتیں تبلیغ مذہب کا وقت خراب کرتی ہیں۔ بریلی آتے ہیں تو یہاں ایسے سوالات پیش ہوتے ہیں جن کے جوابات دینے دشوار ہو جاتے ہیں۔ جناب صوفی بشیر الدین صاحب بشروہاں موجود تھے اُنہوں نے بھی یہ سُنا پھر اُن کو میں بلا کر اپنے ساتھ لایا اور منشی محمد ابراہیم صاحب پیشکار اور حافظ محمد جان صاحب میلاد خواں کے سامنے مَیں نے یہ واقعہ بیان کیا کہ مولوی منظور صاحب ایسا ایسا بیان کر رہے ہیں۔ صوفی بشیر الدین صاحب نے اس کی تصدیق بھی کر دی۔

ایک عجیب وغریب حقیقت کا انکشاف

مولوی منظور صاحب جب بھی تھانہ بھون اپنے تھانوی صاحب کی خدمت میں جاتے ہیں تو تھانوی صاحب اِن کو کہہ دیتے ہیں کہ "تم کن خرافات میں پڑے ہو یہ تمام باتیں تبلیغ مذہب کا وقت خراب کرتی ہیں"۔ کیوں مولوی منظور صاحب! آپ تو تھانوی صاحب کے وکیل ہونے کے مدعی ہیں کیا اسی خرافات کی وکالت پہ آپ کو ناز ہے کیا اسی بناء پر لاہور کے مناظرہ میں وکیل ہونے کے مدعی تھے؟ شرم! اس خرافات کے وکالت

نامہ سے وکیل بنانے والے اور وکیل ہونے والے کی سراسر لیاقت ٹپک رہی ہے۔ جانے دو مولوی منظور آپ کا پردہ آپ کی جماعت وہابیہ پر بھی کھل گیا ؎

کھل گیا سب پہ ترا بھید غضب تُو نے کیا کیوں ترے مونھ کا کھلا چھید غضب تُو نے کیا

ایسی خرافاتی وکالت مولوی منظور تمہیں مبارک ہو۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ تھانوی صاحب خرافاتی ہیں کہ خرافات میں وکیل بنا رہے ہیں۔ اور خرافات کی وکالت قبول کرنے والے مولوی منظور صاحب بھی خرافاتی ہیں۔ بات تو تھانوی صاحب نے ٹھیک کہی اس لیے کہ تھانوی صاحب نے سرکار دو عالم نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں صریح توہین اور کھلی گستاخی کی ہے یہ خرافات نہیں تو اور کیا ہے۔ مولوی منظور بھی اسی خرافات کی مدد کے لیے آئے۔ اسی لیے مولوی منظور نے پہلے دن اپنی جہالت سے اُمت مرحومہ کے تمام علمائے عظام اور صحابہ کرام حتیٰ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ اللہ عزوجل سب پر کار جہالت کا دھبہ لگایا اور دوسرے دن حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم شریف کو جانوروں، چارپایوں کے علم کے برابر بتایا۔ یہ خرافات نہیں تو اور کیا ہے؟ خرافات کی مدد کرنے والا بھی خرافاتی ہوا کرتا ہے۔ دیکھیے مولوی منظور کے اقرار سے ثابت ہوگیا کہ مولوی اشرفعلی صاحب خرافاتی ہیں اور خود مولوی منظور بھی خرافاتی ہے۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

کیوں مولوی منظور صاحب! آپ اسی تھانوی صاحب کے وکیل ہونے کے مدعی ہیں؟ جو آپ کو خرافاتی دوسرے لفظوں میں بکواسی اور خرافات میں وقت خراب کرنے والا بتا رہے ہیں۔ شرم! وہابیو! اپنے خرافاتی تھانوی صاحب اور اپنے خرافاتی مناظر مولوی منظور صاحب سے بیزاری ظاہر کرو۔ ایک دم بولو کیا بولتے ہو۔

مناظرہ کا تیسرا دن ۲۲ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ

پہلے دو دن کے مناظرہ میں جب مجمع عام نے وہابیہ کی شکست کا کئی بار مشاہدہ کیا
اور اہلسنّت وجماعت کی فتح کا متعدد بار معائنہ کیا تو بریلی کے گوشہ گوشہ میں صدائے
حق بلند ہوئی اور یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مناظر وہابیہ دیوبندیہ تھانوی صاحب کے اسلام
ثابت کرنے سے عاجز ہے، اہلِ بریلی سُنّیوں کی فتح کی خوشخبری سُن کر جوق در جوق
مناظرہ کے وقت سے بہت پہلے مناظرہ گاہ میں پہنچ گئے۔ گذشتہ روز سُننے میں آیا تھا
کہ مناظرہ کے بعد مولوی منظور صاحب نے عاجز ہو کر اپنی مدد کے واسطے مولوی عبدالشکور
لکھنوی اور مرتضیٰ حسن دربھنگی کو بُلوایا ہے۔ صدر اہلسنّت مولٰنا مولوی حبیب الرحمٰن
صاحب اور مولانا مولوی اجمل شاہ صاحب نے فرمایا کہ خدا کرے کہ تھانوی صاحب
کے بقیہ جملہ وکیل بھی آجائیں تاکہ اس مناظرہ میں اس بحث کا خاتمہ ہو جائے۔ مگر افسوس
کہ ان میں سے کسی نے بھی مناظر وہابیہ کی چیخ پکار پر لبیک نہ کہا اور مناظر وہابیہ کی حالتِ
زار پر رحم نہ کھایا۔ علمائے اہلسنّت وجماعت وقت مناظرہ سے قبل مناظرہ گاہ میں
تشریف لائے مگر وہابیہ کے مولوی آج بھی وقت معیّن سے تاخیر کر کے آئے مجمع نے
اچھی طرح دیکھ لیا کہ "تمام علمائے وہابیہ" کے چہروں پر پژمردگی چھائی ہوئی ہے خصوصاً
مولوی منظور صاحب کے چہرہ پر ہوائیاں ابھی سے اُڑ رہی ہیں۔ مولوی اسمٰعیل صاحب
کی حالتِ زار خاص کر قابل دید ہے۔ جماعت وہابیہ کے صدر ہیں مگر چھپ کر عجب
انداز سے بیٹھے ہیں حاضرین نے اس صدر وہابیہ کی حالتِ زار کو اُٹھ اُٹھ کر دیکھا
اور اُس کی کمزوری و عاجزی کا احساس کیا۔ وہابیہ کے پہلے صدر مولوی رونق علی صاحب
نے جب اپنی ناقابلیت اور کمزوری کا خود احساس کیا تو دوسرے دن آتے ہی صدارت

سے استعفا دے دیا اور وہابیہ نے اپنے صدر کو نا قابل سمجھ کر بر سرِ مجمع اپنے نا قابل صدر کا استعفا قبول کر لیا۔ دوسرے دن وہابیہ کے دوسرے صدر مولوی اسماعیل صاحب بھی اپنی نا قابلیت کی وجہ سے امور صدارت کو اچھی طرح انجام نہ دے سکے۔ لہٰذا تیسرے دن ہر عقلمند مولوی اسماعیل صاحب کی حالتِ زار کو دیکھ کر اس نتیجہ کو پہنچا کہ غالباً وہابیہ آج پھر اپنے دوسرے صدر کو بھی پہلے صدر کی طرح نا قابل سمجھ کر عہدۂ صدارت سے معزول کر دیں گے لامحالہ آج گفتگو کا آغاز یوں ہوتا ہے:۔

صدر اہلسنّت مناظرہ کی کارروائی شروع ہونی چاہیئے مگر مولوی منظور صاحب پہلے یہ تو بتایئے کہ آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ نے اپنے پہلے صدر کو نا قابل سمجھ کر عہدۂ صدارت سے معزول کر دیا۔ دوسرا صدر منتخب کیا۔ کیا آج آپ دوسرے صدر کو بھی عہدۂ صدارت سے معزول کر کے تیسرے صدر کو منتخب نہیں کریں گے۔ اگر دوسرے صدر کو بھی معزول کرنا ہو تو اس کے متعلق جلدی فیصلہ کیجئے تاکہ مناظرہ کی کارروائی شروع ہو؟

مولوی منظور صاحب .. .. (خاموش ہیں، بدحواس ہیں، اپنے صدر کی حالتِ زار کو دیکھ کر پریشان ہیں) مرتب۔

صدر اہلسنّت میں آپ کے صدر کو نا قابل نہیں کہتا۔ مگر آپ کی خاموشی نے خود اُن کی لیاقت کا ثبوت دے دیا۔ بس اب مناظرہ شروع ہوتا ہے۔

مولانا سردار احمد صاحب بعد خطبہ مسنونہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا۔ حضرات! وہ کون مسلمان ہے جو یہ نہیں جانتا کہ حضور پُرنور شافع

یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم ضروری اور نہایت ضروری امر ہے۔ دیکھئے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت ووجاہت پر اپنا مال، اپنے ماں باپ، اپنی اولاد بلکہ اپنی جانوں کو قربان و نثار کر دیا اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام جان و دل سے کیا۔ اور کیوں نہ ہو کہ قرآن پاک نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم کرنے اور آداب بجا لانے کو نہایت اہتمام سے بیان فرمایا۔ ارشاد ہوا۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ۔ ترجمہ:۔ اے ایمان والو اللہ اور اللہ کے رسول کے سامنے کسی امر میں سبقت اور پیش قدمی نہ کرو۔ یعنی کوئی بات کوئی کام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے نہ کرو کہ اس میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں بے ادبی ہے بلکہ آپ کے قول وفعل کے بعد کرو کہ اس میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم ہے، قرآن پاک کا ارشاد ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔ ترجمہ:۔ نہ کرو تم رسول کی پکار کو درمیان اپنے مثل پکارنے بعض اپنے کے بعض کو یعنی تم لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر نہ پکارو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کر پکارتے ہو بلکہ تم پیارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تعظیم وتوقیر کے ساتھ یاد کرو مثلاً یا نبی اللہ، یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ کہہ کر پکارو۔ روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام اپنے دولت کدہ میں رونق افروز تھے وفد بنی تمیم نے حاضر ہو کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو یوں پکارا اخرج الینا یا محمد: تشریف لایئے ہماری طرف اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کا اس طرح پکارا جانا اور ندا دیا جانا ناگوار ہوا۔ یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ ترجمہ۔ اور بے شک جو لوگ ندا دیتے

ہیں آپ کو حجرات کے پیچھے سے اکثر ان کے بے عقل ہیں۔ یہود عناداً حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں رَاعِنَا کا لفظ بولا کرتے تھے اور اس لفظ سے بُرے معنے مراد لیتے، بعض صحابہ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو رَاعِنَا کہا اور اس کے صحیح معنے محافظ و نگہبان کے لیے۔ اللہ جل جلالہٗ نے یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا۔ ترجمہ اے ایمان والو تم میرے حبیب کی شان میں رَاعِنَا کا لفظ استعمال نہ کرو، انظرنا بولو۔ مسلمانو! دیکھو اللہ عزّ وجل کو اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و رعایتِ ادب کس قدر منظور ہے اور اُن کی شانِ اقدس میں ادنیٰ بے ادبی وگستاخی کتنی مبغوض و ناپسند ہے کہ ایمان والوں کو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسا لفظ بولنے سے بھی منع فرما دیا کہ جس سے صرف ایہامِ گستاخی و شبۂ توہین ہو۔ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی دل و جان سے تعظیم کی لہٰذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کے لیے وعدہ فرمایا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ یعنی اُن کے لیے مغفرت اور بڑا درجہ ہے دوسری طرف کفار نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں توہین و گستاخی کی، اُن کے لیے اللہ عزّ وجل نے وعید فرمائی وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اُن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ والعیاذ باللہ من ذٰلک۔ مولوی منظور صاحب! آپ سے بلکہ دنیا کے تمام وہابیہ سے میرا مطالبہ یہی ہے کہ کافروں کی پیروی کو چھوڑ دو اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ رفیع میں توہین وگستاخی کرنے سے توبہ کرو، دو رنگی چال سے سیدھے سادھے مسلمانوں کو دھوکا نہ دو اور حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اتباع کرتے ہوئے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم و تکریم کرو۔ مولوی اشرف علی صاحب نے حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں کیسی گندی سڑی گالی دی ہے کل مَیں نے اسے وضاحت سے ثابت کر دیا اور آپ جواب

نہ دے سکے۔ مجھے تعجب ہے کہ آپ عبارت حفظ الایمان میں ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر بتا رہے ہیں۔ اور پھر بھی کہتے ہیں کہ اس میں توہین نہیں ہے حالانکہ اس عبارت سے توہین اور واضح تر ہو جاتی ہے۔ سنئے اب حفظ الایمان کی عبارت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم شریف بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے علم کے برابر ہے۔ اور کل آپ بیان کر چکے ہیں کہ جو شخص ایسا عقیدہ رکھے اُسے ہم کافر جانتے ہیں، تو آپ ہی انصاف سے بتائیے کہ آپ کے اقرار سے تھانوی صاحب کا کفر ثابت ہوا یا نہیں ہوا، اور ضرور ہوا۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کرنے سے توبہ کیجئے اور حق بات کہنے سے شرم مت کیجئے۔ یہ تو کفارِ مکہ معظمہ کا طریقہ تھا کہ وہ نار کو عار پر ترجیح دیتے تھے اور حق بات کہنے سے شرماتے تھے آپ کفار و منافقین کی پیروی نہ کیجئے اور علانیہ مجمع میں توبہ کیجئے تاکہ دوسری بحث شروع ہو۔ دوسری بحث کا موضوع براہین قاطعہ کی عبارت ہے جس میں آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ کے پیشوا نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم اقدس سے شیطان لعین کے علم کو زیادہ بتایا ہے۔ والعیاذ باللہ من ذالک۔

مولوی منظور صاحب

گذشتہ روز میں نے اپنی تقریر میں آپ کی ہر بات کا جواب دیا اور آپ نے یہ کہا تھا کہ ایسا عبارت حفظ الایمان میں تشبیہ کے لیے ہے لہٰذا اس عبارت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں توہین ہے۔ میں نے اس کا جواب دیا تھا کہ ایسا اگر اس عبارت میں تشبیہ کے لیے ہو جیسا کہ آپ بیان کرتے ہیں تو بے شک حفظ الایمان کی عبارت میں توہین ہے اور یہ کفر ہے۔ مگر اس عبارت میں ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر ہیں۔ اور اس صورت میں توہین لازم نہیں آتی۔ میں نے کل بیان کیا تھا کہ مصنف اپنی عبارت کا

مطلب خوب بیان کر سکتا ہے۔ میرا اور آپ کا نزاع ہے۔ اب مصنف کے مطلب کو مدِ نظر رکھ کر آپ کا اور میرا فیصلہ آسانی سے ہو سکتا ہے۔ میں بالکل وہی تاویل بتا رہا ہوں جو مولانا اشرفعلی صاحب نے اپنی کتاب بسط البنان میں کی ہے مگر آپ ادھر ذرا بھی توجہ نہیں کرتے اور ہم پر توہین کا خواہ مخواہ الزام رکھتے ہیں۔ میں نے سمجھا تھا کہ شاید آپ آج کوئی نئی بات نکالیں گے مگر آپ اُسی منزل میں ہیں جس میں کل تھے، آپ جیسے ضدی اور ہٹ دھرم شخص کا علاج نہیں ہو سکتا۔ آپ پھر بھی سُن لیجئے کہ ایسا کے معنے اس عبارت میں اتنا اور اس قدر کے ہیں۔ اور اس سے مراد مطلق بعض علوم غیبیہ ہیں اور اس عبارت کا محصل محض اتنا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو عالم الغیب کہنے والا یا تو اس لیے کہتا ہے کہ حضور کو کُل علم غیب ہے یا مطلق بعض علم غیب ہے کُل تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے حاصل نہیں اور مطلق بعض تو سب کو حاصل ہے۔ لہٰذا لازم آتا ہے کہ ہر چیز زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون کو بھی عالم الغیب کہا جائے۔ دیکھیے اس میں کہاں توہین ہے۔ یہ عبارت تو بالکل بے غبار نظر آتی ہے، آپ کو ہٹ دھرمی سے باز آنا چاہیئے اور انصاف سے کام لینا چاہیئے۔

مولانا سردار احمد صاحب اتنا صریح جھوٹ۔ اللہ عزوجل و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خوف آپ کو نہیں ہے۔

تو بندوں سے تو ڈریئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ گھر سے نکلے تھے تو آپ نے اس کی قسم کھائی تھی کہ آپ اپنی تقریر میں یہ ضرور کہیں گے کہ "میں نے آپ کی ہر بات کا جواب دیا"۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ میں نے بیان کیا تھا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لیے ہے آپ نے اُس پر یہ اعتراض کیا کہ "ایسا بدون جیسا تشبیہ کے لیے نہیں آتا۔ ایسا جب تشبیہ کے لیے ہوتا ہے اُس کے ساتھ جیسا بھی ہونا چاہیئے"۔ میں نے آپ کے اس من گھڑت قاعدہ کا اچھی طرح وضاحت

سے رد کیا اور ثابت کیا کہ ایسا بغیر جیسا بھی تشبیہ کے لیے آتا ہے۔ آپ نے پہلے تو
اس کا اقرار نہ کیا مگر جب میں نے آپ کے مولوی اشرفعلی صاحب کے بارے میں یہ مثال
پیش کی کہ بعض علوم میں مولوی اشرفعلی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو بچوں پاگلوں
جانوروں چارپایوں کے لیے بھی حاصل ہے تو آپ چیخ اُٹھے۔ اور آپ اور آپ کی تمام
جماعت وہابیہ بے چین ہوگئی کہ ہیں ہیں مولوی تھانوی صاحب کی توہین کر دی۔ مطالبہ کیا
کہ توہین کیوں کر دی۔ آپ نے بڑے جوش سے کہا کہ اس مثال میں ایسا تشبیہ کے لیے
ہے لہٰذا تھانوی صاحب کی اس میں توہین ہے۔ آپ انصاف سے دیکھئے جو مثال میں
آپ کے مولوی تھانوی صاحب کے بارے میں پیش کرتا ہوں آپ کے تھانوی صاحب
بھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں اسی مضمون کے الفاظ استعمال کر رہے
ہیں یعنی "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو
زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے"۔ پھر یہ کیا بات
ہے کہ تھانوی صاحب کی تو اس مضمون سے آپ اور آپ کے تمام جماعت وہابیہ کے نزدیک
توہین ہو جائے۔ مگر تھانوی صاحب جب اس مضمون کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان
اقدس میں کہیں تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین نہ ہو۔ اس کے صاف یہ معنے ہیں
کہ آپ اور آپ کی تمام جماعت وہابیہ کے نزدیک تھانوی صاحب کو گالی دینا تو توہین
ہے مگر اللہ عزوجل کے پیارے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان
اقدس میں گالی دینا توہین نہیں۔ والعیاذ باللہ۔ مجمع نے خوب سمجھ لیا ہے کہ وہابی
دھرم میں وہابی مُلّوں کی عزت آقائے دو عالم نور مجسم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی عزت سے کہیں زیادہ ہے والعیاذ باللہ من ذالک۔ آپ نے آج
پھر بسط البنان کا نام لیا ہے حالانکہ گذشتہ رد میں نے وضاحت سے ثابت کر دیا تھا
کہ بسط البنان کو تھانوی صاحب کی صفائی میں پیش کرنا سراسر نادانی ہے بسط البنان میں

تو تھانوی صاحب نے اپنے کفر کا صراحتہً اقرار کیا ہے اور آپ نے اس کا کوئی جواب بھی نہیں دیا تھا۔ رد شدہ بات کا اعادہ کرنا آپ کے عجز کی کھلی دلیل ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ "میں بالکل وہی تاویل بتا رہا ہوں کہ جو تھانوی صاحب نے بسط البنان میں کی ہے۔" مجھے مجبوراً یہ کہنا پڑا۔

ع چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد

بسط البنان موجود ہے اس میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر کے ہیں، جھوٹ بولنا آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ ہی کا حصہ ہے آنکھیں کھول کر دیکھیے۔ بسط البنان میں تو تھانوی صاحب نے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے۔ "بلکہ بفرض محال اگر علم رسول سے بھی تشبیہ ہوتی تب بھی من کل الوجوہ نہ ہوتی" پھر لکھا کہ "ایسی تشبیہ من بعض الوجوہ تو نص قرآنی میں موجود ہے" اس عبارت کا صاف یہ مطلب کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم شریف کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علم سے بعض وجوہ سے تشبیہ دینا جائز ہے۔ اس لیے کہ قرآن پاک میں بعض وجوہ سے اچھی چیز کو بری چیز سے تشبیہ دی گئی ہے۔ دیکھیے آپ تو یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر عبارت حفظ الایمان میں علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بچوں پاگلوں جانوروں کے علم سے تشبیہ مراد ہو تو اس میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین ہے اور یہ کفر ہے۔ مگر آپ کے پیر مغاں تھانوی صاحب کی بسط البنان سے صاف ظاہر ہے کہ اگر پاگلوں بچوں جانوروں کے علم کو علمِ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) سے بھی تشبیہ ہوتی تب بھی مضائقہ نہیں ہوتا کہ ایسی تشبیہ تو قرآن سے بھی ثابت ہے۔ تو جس تاویل کو آپ بھی کفر بتلاتے ہیں اُسی تاویل کو آپ کے تھانوی صاحب بسط البنان میں جائز بتا رہے ہیں لہٰذا آپ کے اقرار سے مولوی اشرف علی صاحب کافر ہوئے۔ ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

ف دیوبندی مناظر کا اقرار کہ تھانوی صاحب کافر ہے۔

مولوی صاحب بسط البنان تو آپ کے لیے اور وبالِ جان ہے۔ اُس کا نام آپ کیوں لیتے ہیں۔ اُس میں تو مولوی اشرف علی صاحب نے صاف اپنے کفر کا اقرار کیا ہے۔ ایک وجہ اس کی میں نے کل بیان کی تھی اور ایک وجہ آج بیان کی ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسّلام کی توہین کرنے سے توبہ کیجیے اور مجمع میں علانیہ تھانوی صاحب کے کفر کا بوجہ اس کفری عبارت کے اقرار کیجیۓ اور پھر اس سے توبہ کیجیۓ تاکہ دوسری بحث شروع ہو وگرنہ میرے ان سوالات کے جوابات دیجیۓ۔

(۱) عبارت حفظ الایمان میں مطلق علم غیب کا ذکر کہاں ہے؟ اگر آپ میں ذرا سی صداقت ہو تو فوراً بتائیے۔

(۲) آپ نے بیان کیا ہے کہ عبارت حفظ الایمان میں اگر تشبیہ ہو تو کفر ہے۔ اور آپ کے مولوی اشرفعلی صاحب تشبیہ کے معنے کو بسط البنان میں صحیح بتا رہے ہیں۔ تو آپ کے اقرار سے تھانوی صاحب کافر ہوئے یا نہیں۔

(۳) دیوبند کے صدر مولوی حسین احمد صاحب نے الشہاب الثاقب میں عبارت حفظ الایمان کی بحث میں لکھا ہے کہ ایسا کلمہ تشبیہ ہے۔ اور آپ نے بیان کیا ہے ایسا تشبیہ کے لیے ہو تو کفر ہے۔ للہذا آپ کے صدر دیوبند کے معنے کی بناء پر آپ کے نزدیک آپ کے مولوی اشرفعلی صاحب کافر ہوئے یا نہیں؟

(۴) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مولوی اشرفعلی صاحب کا علم بچّوں پاگلوں کے علم ایسا ہے اور بسط البنان سے سیکھ کر وہ تاویل یہ کرے کہ میں نے تشبیہ بعض وجوہ سے دی ہے اور ایسی تشبیہ قرآن پاک سے ثابت ہے تو کیا یہ تاویل وہابیہ کے نزدیک مسموع ہو گی یا نہیں؟

(۵) اگر کوئی شخص مولوی اشرفعلی صاحب کو سؤر، بندر، گدھے، اُلّو وغیرہ سے تشبیہ دے اور کسی وہابی کے مواخذہ کرنے پر بسط البنان کی سی تاویل پیش کرے کہ

میں نے بعض وجوہ سے تشبیہ دی ہے اور ایسی تشبیہ قرآن پاک سے ثابت ہے تو کیا دہابیہ اُس کی یہ تاویل سُن لیں گے؟

(۶) بسط البنان میں ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر کہاں لکھے ہیں؟

مولوی منظور صاحب میں نے حفظ الایمان کی عبارت کی توضیح میں جو کچھ بیان کیا ہے اگر کسی جاہل سے جاہل بلکہ اجہل کے سامنے بھی بیان کرتا تو وہ ضرور سمجھ جاتا مگر آپ مولوی کہلاتے ہیں اور میرا مطلب نہیں سمجھتے ہیں۔ اگر آپ ہٹ دھرم نہ ہوتے تو آپ بھی ایسا نہ کرتے۔ اب پھر سُن لیجئے کہ مولانا اشرفعلی صاحب اس عبارت میں یہ بیان نہیں فرماتے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو کس قدر علم غیب ہے۔ اور کوئی دوسرا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ اس میں شریک ہے یا نہیں، بلکہ تھانوی صاحب کی گفتگو عالم الغیب میں ہے یعنی حضور کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے جیسا کہ میں نے کئی دفعہ پہلے اپنی تقریروں میں بیان کیا ہے۔

فقرہ ۱ تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوگا۔

فقرہ ۲ اسی لیے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا۔

فقرہ ۳ اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق و رازق وغیرہما بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز ہوگا کیونکہ آپ ایجاد و بقاء عالم کے سبب ہیں۔

فقرہ ۴ جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا۔

ذرا غور سے ملاحظہ کیجئے۔ ان فقروں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ بحث محض عالم الغیب کے اطلاق کے جواز و عدم جواز میں ہے نہ کہ حضور علیہ الصلاۃ

والسلام کے علم غیب کی مقدار میں۔ اگر آپ اتنی توضیح کے بعد بھی نہ سمجھیں تو آپ کی عقل اور سمجھ کا قصور ہے اور کچھ نہیں اس توضیح سے آپ کے مطالبات کا بھی جواب ہو گیا۔ مولانا تھانوی صاحب کی عبارت میں توہین نہیں ہے۔ وہ عبارت بالکل بے غبار ہے۔ مولانا تھانوی صاحب اگر حضور کی شان میں گالی دیتے اور توہین کرتے تو سب سے پہلے میں تھانوی صاحب کو کافر کہتا۔ اور تھانہ بھون جاکہ سب سے پہلے میں اُن کا رد کرتا۔ آپ نے ابھی دیکھا ہی کیا ہے میں آپ کے سوالات کی کیسی دھجیاں اُڑا رہا ہوں اور ابھی دیکھیے آپ کے سوالات کی کیسی دھجیاں اُڑاؤں گا۔ میں منظور ہوں منظور مجھے کوئی چیز نامنظور نہیں۔

مولانا سردار احمد صاحب

الحمد للہ۔ مجھ پر واضح ہو گیا ہے کہ آپ میرے مطالبات کے جوابات سے عاجز ہیں۔ آپ کی توضیح سے میرے مطالبات کا جواب کیسے ہو گیا۔ میرا مطالبہ یہ تھا کہ "حفظ الایمان میں مطلق بعض علم غیب کہاں ہے؟" آپ کی تقریر کے کس لفظ سے اس کا جواب ہوتا ہے۔ میرا مطالبہ یہ تھا کہ آپ تشبیہ کو کفر بتاتے ہیں اور آپ کے تھانوی صاحب تشبیہ کو جائز بتاتے ہیں آپ کے اقرار سے تھانوی صاحب کافر ہوئے یا نہیں؟" آپ نے اس کا جواب ہرگز نہیں دیا۔ میرا مطالبہ یہ تھا کہ "آپ کے دیوبند کے صدر مولوی حسین احمد صاحب اس عبارت میں تشبیہ کے معنے مراد لے رہے ہیں۔ لہٰذا ان کی بنا پر آپ کے نزدیک تھانوی صاحب کافر ہوئے یا نہیں؟" اس کے جواب سے بھی آپ عاجز رہے اور باقی تین سوالات اور تھے مگر آپ نے کسی کا جواب نہیں دیا اور نہایت بے حیائی سے کہہ دیا کہ آپ کے مطالبات کا جواب دے دیا۔ الحمد للہ بخوبی واضح ہو گیا ہے کہ آپ کے تھانوی صاحب نے جو تاویل اپنے کفر سے بچنے کے لیے بسط البنان میں کی ہے وہ آپ کے نزدیک بھی غلط ہے اسی لیے آپ نئی تاویل گڑھتے ہیں اور

وہ تاویل پیش نہیں کرتے ہیں۔ اور دیوبند کے صدر نے اس ناپاک عبارت کے جو معنے بیان کیئے ہیں اُس معنی کی بناء پر آپ کے نزدیک بھی تھانوی صاحب کافر ہیں۔ صدر دیوبند کو جھوٹا کہو گے یا آپ خود اپنے جھوٹ کا اقرار کرو گے جو آسان ہو بتاؤ؟ اطلاق لفظ کی بحث کو آج پھر آپ نے بیکار نکالا ہے۔ حالانکہ کل میں نے اس کا رد کر دیا تھا اور ثابت کر دیا تھا کہ یہاں بحث محض اطلاق لفظ میں نہیں ہے بلکہ سائل عقیدہ بھی دریافت کر رہا ہے۔ اگر آپ بھول گئے ہیں تو حفظ الایمان میں سائل کا سوال پھر دیکھ لیجئے۔ آپ کے یہ قرائن بیان کرنا سب بیکار ہیں۔ جس عبارت میں بحث ہے اُسے تو آپ چھوتے بھی نہیں ہیں۔ سُنیئے وہ عبارت یہ ہے "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم (یعنی بقول منظور اتنا اور اس قدر) علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے" اگر آپ میں ذرا سی صداقت و دیانت ہو تو بتایئے کہ اس ناپاک عبارت میں لفظ عالم الغیب کا کہاں ذکر ہے اس ناپاک عبارت میں تو علوم غیبیہ کا لفظ اور علم غیب کا لفظ ہے عالم الغیب کہاں ہے؟ اگر کوئی شخص مولوی اشرفعلی کے بارے میں کہے کہ اُس پر عالم کا اطلاق جائز نہیں، اگر اُس پر عالم کا اطلاق جائز ہوگا، تو فلاں فلاں خرابی لازم آئے گی۔ اس کے بعد وہ شخص کہے کہ بعض علوم میں مولوی اشرفعلی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو بچوں، جانوروں، پاگلوں کے لیے بھی حاصل ہے۔ اس پر کوئی وہابی صاحب پکار اُٹھیں کہ اس میں مولانا تھانوی صاحب کی توہین ہے۔ اور وہ شخص تاویل کرے کہ بحث اطلاق لفظ میں ہے تو کیا وہابی صاحب اُس کی یہ تاویل سُن لیں گے نہیں ہرگز نہیں۔ تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کر کے وہ تاویل کیوں کرتے ہو جو کہ تمہارے نزدیک خود غیر مقبول ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ کے دلوں میں حضور علیہ الصلاۃ

والسلام کی تعظیم ہی نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تو اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں ایسا لفظ بولنے کو منع فرمائے کہ جس سے گستاخی و بے ادبی کا شائبہ اور وہم بھی ہو۔ مگر آپ کے پیشوا تھانوی صاحب صراحتہً حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع واعلےٰ میں گالی دے رہے ہیں۔ اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم شریف کو بچوں پاگلوں جانوروں کے برابر بتا رہے ہیں اور آپ اس صریح توہین پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ بےشرم! آپ سمجھ لیجئے یہ مناظرہ کی مجلس ہے خالہ جی کا گھر نہیں ہے۔ آپ کی پردہ پوشی کچھ کام نہیں دے سکتی۔ الحمد للہ کہ آپ کی وہابیت کا پردہ مجمع پر کھل گیا اور کھل رہا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں بیان کیا ہے کہ اس جگہ "مولوی اشرفعلی صاحب یہ بیان نہیں فرماتے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو کس قدر علم ہے اور دوسرا اس میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا شریک ہے یا نہیں؟" آپ کی ایسی بات سُن کر مجھے مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ بے انصافی اور مکاری اور فریب خونی کی طرح آپ کے رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ انصاف سے ملاحظہ کیجئے کہ مولوی اشرفعلی صاحب نے کل علم غیب کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے عقلاً ونقلاً باطل بتایا ہے۔ اب باقی رہا بعض علم غیب، تو اُس کے بارے میں آپ کے تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ "وہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے"؛ یعنی اس بعض علم غیب میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اور بھی شریک ہیں۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ "ایسا (یعنی بقول منظور اتنا اور اس قدر) علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی (بچے) ومجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے"۔ آپ نے بیان کیا ہے کہ ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر ہیں تو اس عبارت کا صراحتہً یہ مطلب ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم شریف بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کے علم کے برابر ہے والعیاذ باللہ۔ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ آپ ایسا کے معنے اتنا

اور اس قدر بھی بتا رہے ہیں۔ اور کل بھی آپ نے بیان کیا تھا کہ ایسا اس عبارت میں بیانِ مقدار کے لیے ہے۔ پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ اس عبارت میں یہ بحث نہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ و السلام کو کس قدر علم غیب ہے۔ آپ کی ان دونوں باتوں میں صاف تناقض ہے۔ اس ناپاک عبارت میں جبکہ حضور علیہ الصلاۃ و السلام کے بعض علم غیب کی تخصیص کی نفی ہے۔ اور ایسا بیان مقدار کے لیے موجود ہے۔ تو اس ناپاک عبارت کا صاف یہ مطلب ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ و السلام کے لیے بعض علم غیب ہے اور اس بعض علم غیب میں تمام بچے پاگل جانور چارپائے حضور علیہ الصلاۃ و السلام کے برابر اور شریک ہیں۔ والعیاذ باللہ کیوں مولوی منظور صاحب! جس بات کا آپ انکار کر رہے ہیں وہی بات صراحۃً اس عبارت سے ثابت ہوتی ہے؟ سامعین کے سامنے جھوٹ بول کر اس کفری عبارت پر پردہ نہ ڈالئے اور وہابیت کا گھونگھٹ اُتار کر بے نقاب ہو کر حضور علیہ الصلاۃ و السلام کی توہین کرنے سے توبہ کیجئے تاکہ دوسری بحث شروع ہو۔ اگر دوسرے موضوع پر بحث کرنے سے آپ عاجز ہوں تو ان سوالات کے جوابات دیجئے :۔

(۱) حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کے ان الفاظ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے"؛ صراحۃً خصوصیت کی نفی اور شراکت کا اثبات ہوتا ہے یا نہیں؟

(۲) اس ناپاک عبارت میں حضور علیہ الصلاۃ و السلام کے علم شریف کی بحث ہے یا کسی اور کے علم کی؟

(۳) ایسا جبکہ معنے میں اتنا اور اس قدر کے ہے یعنی بیانِ مقدار کے لیے ہے۔ تو جس علم کی یہاں بحث ہو گی ایسا سے اُسی علم کی مقدار بیان ہو گی یا دوسرے علم کی؟

مولوی منظور صاحب: مجھے اس سے پہلے کئی دفعہ حفظ الایمان کی عبارت

پر گفتگو کرنے کا موقع ہوا ہے۔ مگر آپ جیسا ہٹ دھرم اور ضدی کسی کو نہیں دیکھا ہے کئی مناظروں سے مقابلہ پڑا ہے مگر آپ جیسے مناظر سے ملاقات نہ ہوئی۔ آپ کا دل جانتا ہے کہ عبارت حفظ الایمان اسلامی عبارت ہے اس میں توہین نہیں ہے۔ میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ ایسا کے معنے اس عبارت میں اتنا اور اس قدر کے ہیں پھر آپ اس سے توہین کیسے سمجھتے ہیں۔ دیکھئے عبارت بالکل بے غبار ہے "یعنی اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا یعنی اتنا اور اس قدر علم غیب تو بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے لیے بھی حاصل ہے" اس میں کون سے لفظ سے حضور کی توہین ہوتی ہے؟ اچھا اگر ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر نہ لیے جائیں تو یہ سمجھ لیجئے کہ ایسا کے معنے یہ ہیں۔ اور لغت و محاورہ میں ایسا کے معنے "یہ" بھی آتے ہیں۔ تو اب حفظ الایمان کی عبارت کا مطلب یہ ہوا "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا یعنی حضور کو عالم الغیب کہنا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب یعنی یہ علم غیب جو اوپر مذکور ہوا تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔ تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ الغرض حفظ الایمان میں لفظ ایسا کو یہ کے معنے میں لیا جائے تو صحیح ہے۔ اور عبارت بالکل بے غبار ہے۔ اور یہ بھی ضرور سمجھ لیجئے کہ جس عبارت میں بحث ہو رہی ہے یہ عبارت بطور الزام ہے۔ اس میں مولوی اشرف علی صاحب اپنا عقیدہ نہیں بیان کر رہے ہیں آپ الزامی کلام پر خواہ مخواہ اعتراض کر رہے ہیں۔

مولانا سردار احمد صاحب | آپ مجھے ہٹ دھرم اور ضدی کہہ کر اپنے

عجز پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ مگر آپ کا عجز آشکارا ہو گیا۔ آپ یقیناً میرے اعتراضات کے جوابات نہیں دے سکتے۔ حاضرین بھی آپ کی کمزوری کا صاف صاف احساس کر رہے ہیں۔ آپ نے اس دفعہ بیان کیا کہ "آپ کا دل جانتا ہے" یہ آپ نے ایک ہی کہی، آپ کو میرے دل کی حالت پر اطلاع کیسے ہوئی۔ آپ کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی تو تقویۃ الایمان میں یہ لکھتے ہیں کہ "خیالات اور ارادے اور نیتیں کیونکر جان سکیں" بتایئے آپ جھوٹے ہیں یا آپ کے پیشوا؟ گذشتہ روز سے جس بات کا میں رد کر رہا ہوں اُسی کو آپ میرے ذمہ تھوپتے ہیں۔ یہ آپ کی کتنی بڑی مکاری اور کیاد ی ہے۔ شرم! آپ نے بیان کیا تھا کہ ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر کے ہیں۔ جب میں نے مجمع پر واضح کر دیا کہ اِس صورت میں حفظ الایمان کی عبارت میں توہین اور دو بالا ہو جاتی ہے کہ اس وقت ناپاک عبارت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے علم کے برابر ہے۔ والعیاذ باللہ من ذالک۔ جب آپ اس ناپاک عبارت سے اپنی تاویل کی بناء پر بھی توہین نہ اٹھا سکے تو آپ نے عاجز ہو کر یہ تاویل گڑھی ہے کہ ایسا کے معنے یہ ہیں۔ اس کا صاف یہ مطلب ہے کہ اس ناپاک عبارت میں ایسا کو اگر اتنا اور اس قدر کے معنیٰ میں لیا جائے تو آپ کے نزدیک بھی توہین باقی رہتی ہے۔ کیوں مولوی منظور صاحب کیسی کہی؟ اگر آپ میں ذرہ برابر شرم و حیا ہے تو اس کفری عبارت کا اقرار صراحتہً کیجئے تاکہ دوسرے موضوع پر بحث شروع ہو۔ اور اگر آپ نے بے حیائی پر کمر باندھ لی ہے تو اس کا کیا علاج ہے۔ آپ کے قادیانی بھائی بھی آپ اور آپ کے پیشواؤں کی طرح حضور علیہ الصلاۃ والسلام بلکہ جمیع انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور گالیاں بکتے ہیں۔ اس آزادی کے عالم میں اُن کی زبان کو ہم بند نہیں کر سکتے اور نہ آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ کے مُونھوں

پہ لگام دے سکتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اے دنیا بھر کے قادیانیو اور اے
وہابیو! نجدیو، خارجیو! ہمارے آقا سرکار دو عالم نور مجسّم شفیع معظم حضرت محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گالیاں مت دو، اور توہینیں مت کرو، گستاخیاں
لکھ کر شائع مت کرو، اللہ عزوجل کا خوف کرو، دوزخ کی بھڑکتی آگ سے ڈرو، توبہ
کرو، سچے دل سے توبہ کرو، توبہ کر کے شائع کرو، صحیح معنے میں غلامانِ حضرت محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم بن جاؤ۔ اب ماننا نہ ماننا وہابیہ قادیانیہ کا کام ہے۔ مان لیں گے دُنیا و
آخرت میں سعادت حاصل کریں گے، نہ مانیں گے شقاوتِ دُنیا و عذاب آخرت
میں مبتلا رہیں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔ آمدم برسرِ مطلب۔ آپ بیان کرتے
ہیں کہ ایسا کے معنے یہ ہیں۔ اب عبارت کا مطلب یہ ہو گا۔ "پھر یہ کہ آپ کی ذات
مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس
غیب سے مراد (یعنی جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیئے ثابت ہے) بعض غیب
ہے یا کُل اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں (یعنی بعض علوم غیبیہ جو حضور علیہ الصلاۃ
والسلام کے لیئے حاصل ہیں) حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب (یعنی یہ علم غیب
جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے حاصل ہے) تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون
(پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چھپا، اُلو، گدھے وغیرہا) کے لیے بھی حاصل ہے"!
حضرات سامعین! للہ انصاف کیجئے یہ اُردو کی عبارت ہے کوئی انگریزی نہیں کہ گوروں
سے سمجھنے کی ضرورت ہو، آپ اہلِ زبان ہیں، اُردو سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا صاف
صاف سمجھ رہا ہے کہ اس ناپاک عبارت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس
میں صریح توہین اور گستاخی ہے۔ اس دفعہ آپ نے بیان کیا ہے کہ "جس عبارت میں
بحث ہو رہی ہے وہ بطور الزام ہے"۔ کیا آپ اپنی کل کی کہی ہوئی بھول گئے؟ صحیح ہے

ع دروغ گو را حافظہ نباشد

کل آپ نے بیان کیا تھا کہ مولوی اشرفعلی صاحب کو تسلیم ہے کہ حضور کو بعض علم غیب ہے اور الزامی بعض علم غیب میں گفتگو ہے کہ آپ کے تھانوی صاحب بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے علم کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم شریف کے برابر بتا رہے ہیں۔ پھر آج آپ یہ کیسے کہتے ہیں کہ یہ کلام بطور الزام ہے کیا آپ کی اصطلاح میں تسلیم کے معنے الزام کے ہیں؟ آپ کو نہیں معلوم تو اپنے مولویوں سے پوچھ لیجیے۔ اگر یہ بھی نہیں جانتے تو مجھ سے سنیئے۔ بطور الزام کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ قائل کو یہ بات تسلیم نہیں۔ تو اب مطلب یہ ہوا کہ آپ کے تھانوی صاحب حضور کے لیے آپ کے اس قول کی بناء پر علم غیب نہیں مانتے ہیں۔ آپ تو بچوں پاگلوں کے لیے علم غیب بتائیں اور آپ کے تھانوی صاحب کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے اس قدر عداوت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے علم غیب عطائی کی بھی نفی کریں ؎

کریں مصطفٰے کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

میرے پہلے سوالات آپ پر سوار ہیں۔ اور لیجیے، اور سنبھل کر لیجیے، گھبرائیے نہیں۔

(۱) اگر کوئی شخص آپ کے تھانوی صاحب سے سیکھ کر یہ کہے کہ تھانوی صاحب کی بعض علوم میں کیا تخصیص ہے ایسا (یعنی یہ) علم تو بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے لیے بھی حاصل ہے تو اس میں تھانوی صاحب کی توہین ہے یا نہیں؟

(۲) الزامی قول کی کیا تعریف ہے؟

(۳) الزام اور تسلیم میں کیا فرق ہے؟

(۴) اگر عبارت مذکورہ کو الزامی لیا جائے تو آپ کے تھانوی صاحب حضور[۱] کے لیے علم غیب عطائی کے منکر ہوئے یا نہیں؟

۱؎ صلی اللہ علیہ وسلم

(۵) جو شخص حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے علم غیب عطائی کی نفی کرے اُس کا حکم آپ کے نزدیک کیا ہے؟

مولوی منظور صاحب مناظرہ میں اگر کوئی شخص ڈھٹائی و بے حیائی پر کمر باندھ لے تو اُس کے لئے نہایت آسان ہے ضد اور ہٹ دھرمی کرے تو اُس کے لئے مشکل نہیں۔ میں نے پہلے ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر بتائے تھے۔ پھر میں نے یہ بتایا کہ ایسا کے معنے یہ ہیں۔ اس سے میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر لیں تو توہین کا احتمال ہے والعیاذ باللہ بلکہ میرا مطلب یہ تھا کہ ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر بھی لے سکتے ہیں اور ایسا کو یہ کے معنے میں بھی لے سکتے ہیں واللہ العظیم۔ جس عبارت سے اشارۃً بھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین نکلے۔ وہ عبارت ہمارے نزدیک کفری عبارت ہے اور اُس کا قائل ہمارے نزدیک اسلام سے خارج و کافر ہے جیسا کہ تھانوی صاحب نے بسط البنان میں لکھا ہے۔ آپ خواہ مخواہ ہم پہ توہین کا الزام نہ رکھیں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ یہ عبارت بطور الزام ہے تو اس کا یہ مطلب تھا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو عالم الغیب کہنا بطور الزام ہے اور بلاشبہ ہم حضور کو عالم الغیب کہنا تسلیم نہیں کرتے۔ اور مولانا تھانوی صاحب کے نزدیک بھی حضور کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کلام الزامی ہوگا تو لازم آتا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب کے نزدیک حضور کے لیے بعض علم غیب کی عطائی کی نفی ہو جائے۔ مولوی صاحب! جو شخص[ف] کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے علم غیب عطائی کی نفی کرے اُسے ہم کافر

ف مولوی منظور کے نزدیک جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم غیب عطائی کی نفی کرے وہ کافر ہے۔

کہتے ہیں۔ مولانا تھانوی صاحب تو حضور کے لیے بعض علم غیب تو مانتے ہیں پھر آپ کیسے بیان کرتے ہیں کہ اُن کے نزدیک حضور سے علم غیب عطائی کی نفی ہوتی ہے۔ بے شرمی و بے حیائی مت کیجئے۔ انصاف سے گفتگو کیجئے! (اور ایسی ہی بحث سے بالکل غیر متعلق باتوں میں اپنا باقی وقت گزارا)

مولانا سردار احمد صاحب

جو شخص اتنا جری ہو کہ مولوی منظور صاحب کی طرح اپنی ذہنیت کے مقابلہ میں اُمّتِ مرحومہ کے تمامی علمائے عظام بلکہ صحابہ کرام بلکہ پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ اللہ عزّ و جل پر کالا جہالت کا دھبّہ لگائے اور جس ناپاک عبارت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین اور کھُلی گستاخی ہو اور ساری دنیا اُسے توہین اور گالی بتائے۔ مگر وہ شخص اُس ناپاک عبارت کو اسلامی عبارت بتائے۔ ایسے شخص کے لیے مناظرہ کرنا آسان ہے۔ مناظرہ درحقیقت مشکل چیز ہے، اس کے لیے علم درکار ہے۔ مگر مولوی صاحب آپ کی علمی لیاقت کا پردہ پہلے ہی دن مجمع میں کھُل گیا، اہلِ علم کی جوتیاں اُٹھائی ہوتیں تو آپ کو علم و ادب نصیب ہوتا۔ مگر آپ کی بے شرم و بے حیا وہابیت آپ کو اِس کی اجازت نہیں دیتی۔ آپ نے بیان کیا کہ ایسا کو اتنا اور اس قدر کے معنیٰ میں لیں تو اس ناپاک عبارت میں توہین کا احتمال نہیں۔ میں نے کئی مرتبہ بیان کیا کہ اِس صورت میں بھی صراحۃً توہین اس عبارت سے نکلتی ہے مگر آپ نے بے حیائی پر کمر باندھ لی اور اس کا صاف اقرار نہ کیا۔ لیجئے آپ کے تھانوی صاحب کے دوسرے وکیل صدر دیوبند کی شہادت سے ثابت کرتا ہوں۔ دیکھئے الشہاب الثاقب صفحہ ۱۱۱ پر آپ کے صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب نے اسی ناپاک عبارت کی بحث میں

ف صدر دیوبند کے نزدیک عبارت حفظ الایمان میں ایسا کو اتنا کے معنیٰ میں لیں تو توہین۔

لکھا ہے۔ "یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا (تھانوی صاحب) عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم کو اور چیزوں (بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں) کے علم کے برابر کر دیا ہے۔" دیکھئے آپ کے صدر دیوبند کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اگر عبارت حفظ الایمان میں ایسا کی جگہ اتنا ہوتا تو یہ احتمال ضرور ہوتا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم شریف کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علم کے برابر بتایا۔ غور کیجئے آپ اس ناپاک عبارت میں ایسا کو اتنا کے معنے میں لے رہے ہیں۔ اور آپ کے صدر دیوبند اتنا کی صورت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کا احتمال لازمی بتا رہے ہیں۔ اور آپ اور آپ کے تھانوی صاحب فتویٰ دے رہے ہیں کہ جو شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی اشارۃً توہین کرے وہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔ اب نتیجہ نکالنا آپ اور آپ کے صدر دیوبند کے ذمہ ہے کہ مولوی اشرفعلی کافر ہے یا مسلمان؟ آپ نے بطور الزام کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ حضور کو عالم الغیب کہنا ہمیں تسلیم نہیں۔ مولوی صاحب! آپ نے تسلیم کر لیا کہ یہ عبارت "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔" جس میں بحث ہے یہ الزامی نہیں ہے آپ نے اپنی پہلی تقریر میں کس زبان سے کہا تھا کہ جس عبارت میں بحث ہے وہ بطور الزام ہے۔ شرم! حاضرین کو اپنی مکاری اور کیادی کے پردے میں دھوکا اور فریب مت دیجئے۔ دیانت و انصاف سے کام لیجئے۔ آپ نے بیان کیا ہے کہ جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے علم غیب عطائی کی نفی کرے وہ کافر ہے۔ اب سنیئے آپ کے پیشوا گنگوہی صاحب اپنے فتاوی رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں "علم غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے

سے خالی نہیں"۔ اور مسئلہ علم غیب کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں۔ "اس[ف۱] میں ہر چار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں"۔ دیکھئے آپ کے پیشوا گنگوہی صاحب صاف بتا رہے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے لیے علم غیب عطائی نہیں۔ اور یہ کہنا کہ کسی نبی یا رسول کو علم غیب عطائی حاصل ہے۔ اس تاویل کے ساتھ بھی ایہام شرک ہے اور آپ بتاتے ہیں کہ جو شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے علم غیب عطائی کی نفی کرے وہ کافر ہے۔ اب بتائیے اپنے گنگوہی صاحب پر آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

بے حیائی چھوڑیئے اور پہلے سوالات اور ان سوالات کے جوابات دیجئے:۔

(۱) عبارت حفظ الایمان میں ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر لینے میں توہین ہے یا نہیں؟

(۲) آپ کے صدر دیوبند اتنا کے معنے کی بنا پر اس ناپاک عبارت میں توہین کا احتمال ضروری بتا رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ ایسا کو اتنا اور اس قدر کے معنے میں لیں[ف۲] تو اس ناپاک عبارت سے توہین کا احتمال نہیں ہوتا۔ اب آپ دونوں میں سے کون جھوٹا ہے اور کون سچا؟

(۳) آپ نے بیان کیا کہ جو شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی اشارۃً توہین کرے وہ کافر ہے۔ اب آپ کے نزدیک ایسا کو معنی میں اتنا کے لیتے ہوئے اور صدر دیوبند کے قول کو مانتے ہوئے مولوی اشرفعلی کافر ہوئے یا نہیں؟

مولوی منظور صاحب میں آپ کے سوالات کے جوابات کیسے نفیس دے رہا ہوں۔ آپ کے مطالبات کی دھجیاں

ف۱ گنگوہی صاحب کے نزدیک انبیاء علیہم السلام علم غیب پر مطلع نہیں۔

ف۲ دیوبندی مناظر اور صدر دیوبند میں سے کون جھوٹا اور کون سچا؟

اڑا رہا ہوں اور ابھی دیکھیے آپ کے تمام سوالوں کا جواب دیتا ہوں۔ آپ نے کیا سمجھ رکھا ہے ذرا عقل سے کام لیجئے اور انصاف سے گفتگو کیجئے۔ میں ابھی آپ کے سوالات کی حقیقت مجمع پر کھول دیتا ہوں۔ آپ مولانا تھانوی صاحب پر توہین کا الزام لگاتے ہیں اُن کی عبارت اس توہین سے بالکل صاف ہے آپ کے کہہ دینے سے مولانا تھانوی صاحب کا دامن ناپاک نہیں ہو جائے گا اُن کا دامن بالکل پاک ہے اور آپ جیسے کتنے ہی کہتے رہیں کہ اس عبارت میں توہین ہے میں اور میری جماعت کا کوئی فرد یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں کہ اس عبارت میں توہین ہے۔ دیکھیے تھانوی صاحب تو خود اُس عبارت کے چند سطر بعد لکھ رہے ہیں کہ "نبوّت کے لیے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو بتمامہا حاصل ہو گئے" بھلا وہ شخص جو حضور کے واسطے نبوّت کے علوم تسلیم کر رہا ہو کیا وہ حضور کی شان میں توہین کر سکتا ہے؟ لہٰذا پہلی عبارت میں ہرگز توہین نہیں ہے۔ آپ یہ عبارت تو دیکھتے نہیں تاکہ آپ کی سمجھ میں آئے۔ جناب تھانوی صاحب اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے علم غیب تسلیم نہ کرتے تو البتہ کفر ہوتا مگر وہ تو حضور کے لیے علم غیب ثابت کر رہے ہیں پھر آپ کیوں خواہ مخواہ اُن پر اعتراض کر رہے ہیں۔ جناب تھانوی صاحب کی عبارت کی میں نے ایک تفصیل بیان کی ہے اور دیگر حضرات دیوبند نے بھی اپنے اپنے رسائل میں اس عبارت کی توضیح بیان کی ہے۔ اور سب نے ثابت کیا ہے کہ حفظ الایمان کی یہ عبارت بے غبار ہے۔ آپ نہایت بے حیا و بے شرم معلوم ہوتے ہیں کہ جناب تھانوی صاحب پر توہین کا الزام لگاتے ہیں۔ انصاف کیجئے اور بے حیائی مت کیجئے! (اور باقی وقت اِدھر اُدھر کی باتوں میں گزارا) مرتب

مولانا سردار احمد صاحب

میرے سوالات کے جوابات ہضم۔ مجمع خوب دیکھ رہا ہے کہ آپ میرے سوالات کے

جوابات کیسے دے رہے ہیں۔ آپ کو جھوٹ بولتے ذرا بھی شرم نہیں آتی۔ آپ کے تھانوی صاحب جب خود سوالات کے جوابات سے عاجز رہے تو آپ بیچارے کیا جواب دیں گے۔ آپ نے اس دفعہ بیان کیا ہے کہ "چونکہ تھانوی صاحب نے حفظ الایمان میں اس ناپاک عبارت کے بعد تسلیم کیا ہے کہ حضور کے لیے لوازم نبوت کے علوم ہیں لہٰذا پہلی ناپاک عبارت میں توہین نہیں ہے۔" آپ کے دل میں ایمان ہو تو توہین سوجھے۔ آپ کو تو مولوی اشرفعلی صاحب کی توہین سوجھتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں گالی بکنا آپ کے نزدیک توہین ہی نہیں والعیاذ باللہ سنیئے ایک شخص یہ کہتا ہے کہ بعض علوم میں مولوی اشرفعلی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے لیئے بھی حاصل ہے۔" پھر اس کے بعد وہی شخص یوں کہتا ہے کہ "مولوی اشرفعلی کو وہ تمام علوم حاصل ہیں جو انسانیت کے لوازم سے ہیں۔" بتائیے کہ اس میں آپ کے تھانوی صاحب کی توہین ہوئی یا نہیں؟ اگر کہو توہین ہوئی تو کیوں وہ شخص آپ سے سیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ "میں نے مولوی اشرفعلی کے لیئے بعد میں یہ کہا ہے کہ اُن کو وہ علوم حاصل ہیں جو کہ انسانیت کے لوازم سے ہیں۔ لہٰذا میری پہلی عبارت میں توہین نہیں۔" تو کیا آپ اُس کا یہ عذر اور تاویل سن لیں گے؟ ہرگز نہیں۔ تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ایسی غلط تاویل کیوں کرتے ہو؟ کیا آپ کے نزدیک جو شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو گالی دے اور شانِ اقدس میں کھُلی توہین اور گستاخی کرے اور بعد میں حضور کی شان میں ایک اچھی بات کہہ دے تو کیا اُس کی پہلی گالیاں، گالیاں نہ رہیں گی؟ غور سے دیکھیئے آپ کی اس من گھڑت تاویل سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کا دروازہ کھُل رہا ہے یہ سب آپ کی بے حیا وہابیت کے جلوے ہیں۔ شرم! شرم!! آپ بیان کرتے ہیں کہ "بہت سے دیوبندیوں نے اس ناپاک عبارت کی توضیح کی ہے اور سب نے اِسے

بے غبار ثابت کیا ہے"۔ جی ہاں۔ میں خوب جانتا ہوں جن دیوبندیوں نے اس ناپاک عبارت کی تاویلیں کی ہیں وہ سب آپس میں ایک دوسرے کی تاویل کو غلط بتا رہے ہیں۔ آپ نے کئی بار بیان کیا کہ "اس ناپاک عبارت میں ایسا اگر تشبیہ کا ہو تو کفر ہے" اس لیے کہ اس میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین ہے" اور آپ کے دیوبند کے صدر مولوی حسین احمد صاحب نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب میں اسی ناپاک عبارت کی تاویل میں ایسا کو تشبیہ کے لیے لکھا ہے[1]۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ اور آپ نے یہ تاویل بیان کی کہ ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر ہیں۔ حالانکہ آپ کے دیوبند کے یہی صدر اپنی الشہاب الثاقب میں اتنا کا رد کر رہے ہیں اور ثابت[2] کر رہے ہیں کہ اگر اس عبارت میں اتنا ہوتا تو اس عبارت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کا احتمال البتہ یعنی ضرور ہوتا۔ اور آپ کہہ چکے ہیں کہ ہمارے نزدیک جس شخص کی عبارت سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی اشارۃً بھی توہین نکلے وہ شخص کافر ہے۔ اب آپ ہی انصاف سے بتایئے کہ مولوی اشرفعلی صاحب کو کفر سے بچانے کے لیے

---

[1] الشہاب الثاقب صفحہ ۱۱۱ پر ہے۔ "لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے"۔ صفحہ ۱۱۳ پر ہے "غرض سیاق عبارت اور سیاق کلام ہر دونوں بوضاحت دلالت کرتے ہیں کہ نفس بعضیت میں تشبیہ دی جا رہی ہے"۔

[2] الشہاب الثاقب صـ۱۱۱ پر ہے "حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم کو اور چیزوں (بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں) کے علم کے برابر کر دیا"۔ الشہاب الثاقب صـ۱۱۲ پر ہے "ادھر لفظ اتنا نہیں بلکہ تشبیہ فقط بعضیت میں دے رہے ہیں"۔

جو تاویل آپ نے گڑھی آپ کے دیوبند کے صدر نے اُس تاویل کو غلط ٹھہرایا اور جو تاویل دیوبند کے صدر نے مولوی اشرفعلی کے کفر پر پردہ ڈالنے کو گڑھی اُس کو آپ نے غلط بلکہ صراحۃً کفر قرار دیا۔ اور بے چارہ اشرفعلی کفر ہی میں پھنسا رہا۔ اب اگر آپ کے نزدیک دیوبند کے صدر سچے ہیں کہ ایسا اس ناپاک عبارت میں تشبیہ کے لیئے ہے تو آپ کے نزدیک مولوی اشرفعلی یقیناً کافر ہے۔ اگر آپ سچے ہیں کہ ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر ہیں تو آپ کے قول[1] کی بنا پر دیوبند کے صدر کے نزدیک قطعاً مولوی اشرفعلی کافر ہے۔ گویا آپ اور آپ کے دیوبند کے صدر مولوی حسین احمد صاحب کا مولوی اشرفعلی کے کفر پر اتفاق و اجماع مؤلف ہے ادھر مولوی اشرفعلی صاحب کے خاص وکیل مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی کی چال دیکھیئے۔ مولوی اشرفعلی کو کفر سے بچانے کے لیے توضیح البیان کے صفحہ ۳ پر لکھا ہے کہ "حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے"۔ اور صفحہ ۷ پر ہے۔ "بعض علوم غیبیہ جو واقع میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے ثابت ہیں اُس سے تو نہ یہاں (یعنی اس عبارت مبحوثہ میں) گفتگو ہے نہ اُس کو کوئی عاقل مراد لے سکتا ہے"۔ اس کا صاف یہ مطلب ہے کہ اگر مولوی اشرفعلی صاحب اس عبارت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے بعض علم غیب عطائی تسلیم نہ کرتے تو کفر ہوتا جیسا کہ آپ نے اپنی تقریر میں بھی بیان کیا ہے۔ دوسری طرف اپنے استاد اور مولوی اشرفعلی کے دوسرے مذہبی ٹھیکہ دار مولوی عبدالشکور کاکوروی کی کتاب "نصرت آسمانی" دیکھیئے مولوی اشرفعلی صاحب کو کفر سے بچانے کے لیے صفحہ ۱۵ پر لکھا۔ "جس صفت کو ہم مانتے ہیں اُس کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] یعنی جس شخص کی عبارت سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی اشارۃً توہین نکلے وہ کافر ہے۔

کی ذات والا میں صفت علم غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اُس کو منع کرتے ہیں للذا علم غیب کی کسی شق کو رذیل چیزیں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہو سکتی" اس کا صاف یہ مطلب ہے کہ مولوی اشرفعلی صاحب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے علم غیب مانتے ہی نہیں۔ للذا بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے علم کے ساتھ تشبیہ دینا نہ توہین ہے نہ کفر ہے۔ ہاں اگر مولوی اشرفعلی صاحب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے علم غیب مانتے اور پھر یہ تشبیہ دیتے تو توہین ہوتی اور کفر ہوتا۔ اب اگر مولوی عبدالشکور صاحب اس بات میں سچے ہیں کہ مولوی اشرفعلی صاحب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیئے علم غیب مانتے ہی نہیں۔ تو مولوی مرتضےٰ حسن دربھنگی کے نزدیک بلکہ آپ کے نزدیک بھی مولوی اشرفعلی یقیناً" کافر ہے۔ اور اگر مولوی مرتضےٰ حسن دربھنگی اس بات میں سچے ہیں کہ مولوی اشرفعلی بعطائے الٰہی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیئے علم غیب مانتے ہیں تو مولوی عبدالشکور صاحب کے نزدیک مولوی اشرفعلی قطعاً" حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں توہین کرنے والا ہے اور کافر ہے۔ نیز اگر دیوبند کے صدر اس بات میں سچے ہیں کہ تھانوی صاحب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیئے علم غیب مان رہے ہیں اور ایسا سے تشبیہ ہی مراد ہے تو بھی مولوی عبدالشکور صاحب کے نزدیک مولوی اشرفعلی یقیناً" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخ اور توہین کرنے والا کافر ہے۔ مولوی اشرفعلی کو کفر سے بچانے کے لیئے جو تاویل آپ نے گڑھی اُسے دیوبند کے صدر نے غلط بتایا اور جو تاویل دیوبند کے صدر نے بیان کی اُس کا آپ نے رد کر دیا۔ پھر جو تاویل دربھنگی صاحب نے بتائی اُسے کاکوروی صاحب نے غلط بتایا اور جو تاویل کاکوروی صاحب نے گڑھی اُسے دربھنگی صاحب نے رد کر دیا۔ اور مولوی اشرفعلی بیچارہ کفر ہی میں پھنسا رہا۔ گویا ف آپ اور دیوبند کے

ف صدر دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن و مولوی عبدالشکور و مولوی منظور دیوبندی مناظر چاروں کا مولوی اشرفعلی کے کفر پر اجماع ہے مؤلف

کے صدر صاحب اور در بھنگی صاحب اور کاکوروی صاحب چاروں کا مولوی اشرفعلی کے کافر ہونے پر اتفاق واجماع مؤلف ہو گیا۔ حفظ الایمان کی اس ناپاک عبارت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں اس قدر توہین اور گستاخی ہے کہ اس کی کوئی تاویل ہی نہیں بنتی۔ ایک دیوبندی جو تاویل گڑھتا ہے دوسرا دیوبندی اُس کو غلط ٹھہراتا ہے۔ دیکھئے آپ کے دیوبندیوں کے اقرار سے میرے فتوے کی تصدیق ہو گئی ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں　　لو آپ اپنے جال میں صیاد آگیا

مولوی منظور صاحب میں نے کئی دفعہ مخالفین سے مناظرہ کیا مگر آپ جیسا لسّان اور زبان دراز کسی کو نہ دیکھا، اتنی بے حیائی اور بے شرمی آپ ہی کا کام ہے۔ آپ کے اصول پر قیامت تک آپ کو ہرانا مشکل ہے۔ میرا نام منظور ہے منظور اور منظور و مناظرہ کے حروف برابر ہیں۔ ضلع نینی تال میں میں نے مناظرہ کیا۔ مبارکپور میں مناظرہ کے لیے گیا، سنبھل میں میں نے مناظرہ کیا۔ گذشتہ سال پنڈت گوپی چند سے میں نے بریلی میں مناظرہ کیا اور وہ اپنی تقریر میں مجھے یہ ضرور کہتا تھا کہ میرے سوالات کے جوابات نہیں دیئے۔ آپ بھی ویسے ہی کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے سوالات کے جوابات نہیں دیئے، حالانکہ میں آپ کے تمام سوالات کے جوابات دے چکا ہوں۔ آپ تھانوی صاحب پر کیا اعتراضات کرتے ہیں۔ مولانا تھانوی صاحب تو حضور کو عالم الغیب کہنا ناجائز بتاتے ہیں۔ اور آپ کے مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اپنی کتابوں میں حضور ﷺ کو عالم الغیب کہنا عرفاً جائز بتایا ہے۔ عبارت حفظ الایمان کا مضمون آپ کے اعلیٰ حضرت کی کتابوں سے بھی ثابت ہے۔ لہٰذا آپ

ف　دیوبندی مناظر کا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ پر افترا

اُنہیں کیوں نہیں کچھ کہتے۔ مولانا تھانوی صاحب سے آپ کو عداوت معلوم ہوتی ہے۔ اسی لیے آپ اُن کی مخالفت میں اس طرح گفتگو کرتے ہیں۔ آپ میرے ان سوالات کے جوابات دیجئے:۔

(۱) حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو واسطہ فی الرزق کے لحاظ سے رازق کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو باعثِ ایجادِ عالم کی حیثیت سے خالق کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳) حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو واسطہ فی التربیت کے لحاظ سے رب العالمین کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

مولانا سردار احمد صاحب

آپ نے یہ تو گویا تسلیم کر لیا ہے کہ دیوبندیوں کا مولوی اشرفعلی صاحب کے کفر پر اجماع مؤلف ہے۔ کیونکہ آپ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور اب آپ نے عاجز ہو کر اپنے مناظروں کی فہرست بیان کرنا شروع کر دی، اپنے مونھ میاں مٹھو نہ بنیئے آپ کے مناظرہ کی حقیقت مجمع پر کھُل گئی ہے۔ جب میں نے آپ سے پہلے روز علمی گفتگو شروع کی تو آپ بدحواس ہو کر چوپٹ ہو گئے اور آپ کے چہرہ کا رنگ سفید پڑ گیا۔ اور دوسرے روز عاجز ہو کر آپ گھٹنے پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے۔ آج تیسرا روز ہے اور صبح ہی سے آپ کے چہرہ پر بارہ بج رہے ہیں ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے بھی ہوتے ہیں۔ اس سے ہر شخص آپ کی عاجزی اور کمزوری اور کھُلی شکست کا احساس کر رہا ہے۔ آپ نے اپنے مناظروں کی فہرست تو سُنا دی مگر آپ پر کیا گزری یہ آپ نے بیان نہیں کیا۔ یہ مجھ سے سُن لیجئے۔ کتنی جگہ تو آپ جُوتیاں چھوڑ کر سُنّیوں کو پیچھا دے کر بھاگے۔ مبارکپور

ضلع اعظم گڑھ میں آپ کی وہ ذلت و رسوائی ہوئی، کہ اگر آپ میں کچھ شرم و حیا ہوتی تو دوبارہ مناظرہ کا نام نہ لیتے۔ لاہور میں آپ نے غیر مقلدوں سے مدد چاہی تو اہلِ پنجاب پر آپ کی وہابیت کا پردہ کھل گیا تو مسلمانوں نے آپ کو وہابی نجدی سمجھ کر آپ سے بیزاری ظاہر کی۔ موضع ادری میں آپ کئی وہابی مولویوں کو لے کر پہنچے اور حق کے سامنے آپ ایسے لاجواب ہوئے کہ آپ کی زبان پر مُہرِ سکوت لگ گئی اور موافقین مخالفین سب نے آپ کی کمزوری کا احساس کیا۔ سنبھل میں جب آپ عاجز ہوئے اور سنبھل نہ سکے تو حق کی ہیبت کی وجہ سے آپ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سر آپ کا زمین پر تھا اور ٹانگیں آپ کی آسمان کی طرف تھیں۔ کیا آپ ان باتوں کا انکار کر سکتے ہیں؟ یہ ہے آپ کے مناظروں کی حقیقت! اور پھر بھی آپ مناظرہ مناظرہ کی رٹ لگائے جاتے ہیں۔ شرم! آپ نے بیان کیا کہ "مناظرہ اور منظور کے حروف برابر ہیں"۔ آپ اتنا گھبرا گئے کہ آپ کو منظور اور منظورہ میں امتیاز نہیں رہا۔ منظورہ اور مناظرہ کے حروف برابر ہیں نہ کہ منظور اور مناظرہ کے حروف۔ اگر آپ کو اپنے نام کے حروف لفظ مناظرہ کے حروف کے برابر ہی کرنا ہے تو اپنا نام تائے تانیث بڑھا کر منظورہ ہی رکھ لیجئے، ہم بھی آپ کو آج سے مولوی منظورہ صاحب کہا کریں گے۔ اور اس نام سے بھی آپ کو کیا فائدہ۔ کیا کوئی بیوقوف عورت یا نالائق مرد اپنا نام منظورہ یا مناظرہ یا منظور رکھے تو کیا وہ محض اس نام کی وجہ سے مناظرہ کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ کیا آپ نے نہیں سُنا۔

ع۔ برعکس نہند نام زنگی کافور

آپ نے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز پر افتراء کیا ہے کہ اُنھوں نے اپنی کتابوں میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو عالم الغیب کہنا عرفاً جائز بتایا ہے اگر آپ میں ذرا سی بھی سچائی ہو تو زیادہ نہیں ایک ہی کتاب پیش کر دیجئے۔ لفظ عالم الغیب

کا اطلاق ہم بھی عرفاً غیر خدا عزّ وجل پر نہیں کرتے ہیں مگر بعطائے النبی سیّد الانبیاء بلکہ اولیائے کرام کے لیے بھی علمِ غیب مانتے ہیں ۔آپ نے آج پھر کہا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ کی کتابوں میں عبارت حفظ الایمان کا مضمون ہے ۔کل میں نے آپ کی اس بات کا رد کیا، آپ جواب نہ دے سکے ، آج پھر آپ نے بے حیائی سے اُسی رد شدہ بات کا دوبارہ نام لیا۔ اچھا وہ کتاب پیش کیجئے جس میں یہ مضمون ہے ۔ ابھی آپ کی رہی سہی خاک میں مل جاتی ہے ۔ مجھے اور دیگر مسلمانوں کو مولوی اشرفعلی صاحب سے ذاتی عداوت نہیں ہے بلکہ اس لیے عداوت ہے کہ تاجدار مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں اُس نے صریح توہین اور کھُلی گستاخی کی ہے اور موتھ بھر گالی دی ہے ۔ والعیاذ باللہ ۔آپ کے سوالات مبحث سے بالکل خارج ہیں آپ مبحث کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر کیوں بھاگتے ہیں ۔ہم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ہرگز رازق نہیں کہتے مگر یہ کہتے ہیں کہ آپ اللہ عزّ وجل کی تمام نعمتوں کے قاسم ہیں ۔ہم پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق نہیں کہتے ہاں آپ کو خالق کا بندہ اور ساری مخلوق کا آقا ضرور کہتے ہیں ؎

لیکن رضاؔ نے ختم سخن اس پہ کر دیا ۔۔۔ خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

مگر آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ کی طرح ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا بڑا بھائی اور اپنی مثل بشر نہیں کہتے ۔ ہم اپنے پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو رب العالمین نہیں کہتے ہیں ۔ ہاں یہ ضرور کہتے ہیں کہ جس چیز کے لیے اللہ عزّ وجل رب ہے اُس چیز کے لیے اللہ عزّ وجل کے پیارے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں کہ قرآنِ پاک کا ارشاد ہے :۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

مگر آپ کے پیشوا گنگوہی[1] کی طرح ہم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علاوہ مخلوق میں سے کسی دوسرے کو رحمۃً للعلمین نہیں کہتے ہیں۔ آپ نے آریہ سے مناظرہ کا واقعہ بیان کیا۔ آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ نے ہی تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں کھلی گستاخیاں کر کے آریہ کو مناظرہ کی جرأت دی ہے۔ ورنہ آریہ مسلمانوں کے سامنے پہلے اتنے جری نہ تھے۔ دیکھیئے آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ کے پیشوا خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم شریف سے شیطان لعین کے علم کو وسیع بتایا ہے۔ ملاحظہ ہو براہین قاطعہ ص۵۱ "الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔ اور تمہارے اسی پیشوا نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے میلاد شریف کو ہندوؤں کے سانگ کنھیا کی مثل

---

[1] فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص۱۲ پر ہے "رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے۔ انبیاء علماء بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ اگرچہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب میں اعلےٰ ہیں۔ لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دے تو جائز ہے"۔

اقول مسلمانوں کے نزدیک رحمۃ للعالمین ہونا قطعاً خاص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے جس میں اور انبیاء علیہم السلام بھی شریک نہیں مگر یہ دیوبندی اپنے دیوبندی مُلّوں کو بھی رحمۃ للعالمین میں رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا شریک بنا رہا ہے۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

ف۔ گنگوہی صاحب کے نزدیک دیوبندی مُلّوں کو رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے۔

بتایا ہے ملاحظہ ہو براہین قاطعہ صہ ۱۴۸ "پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں" آپ اپنے اور اپنی جماعت وہابیہ کے دوسرے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی کی صراط مستقیم دیکھئے۔ اس کے صہ ۸۶ پر ہے :۔

"صرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود ست"

"نماز میں پیر اور اُس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت مآب (یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم) ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے"

اپنے پیشوا کی دوسری کتاب تقویۃ الایمان دیکھئے صہ ۵۲ پر اپنی طرف سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا ایک قول گڑھ کر لکھ دیا۔ "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" صہ ۵۲ پر ہے "اولیاء وانبیاء امام وامام زادہ پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی" اور صہ ۵۱ پر ہے "انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے" اور صہ ۸ پر ہے "سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں" اور صہ ۱۲ پر انبیاء کرام وغیرہم کے متعلق لکھا ہے "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے" اور صہ ۲۴ پر انبیاء کرام وغیرہم کے متعلق لکھا ہے "اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص ؏ کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت

؏ رب تبارک وتعالیٰ کو شخص کہنا بارگاہ الٰہی میں سخت گالی ہے۔ رب تعالیٰ شخص نہیں شخص تو ذی جسم کو کہتے ہیں اور رب تعالیٰ جسم سے پاک ہے ۱۲ رضوی

کیجیے"۔ اور صہ ۵۳ پر ہے۔ "پیغمبر خدا نے فرمایا یہی کہو کہ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھے دیئے ہیں سو بیان کر دو وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں"۔ اور صفحہ ۲۰ پر ہے "سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں"۔ صہ ۳۰ پر ہے "وہاں میں کسی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا"۔ صہ ۳۴ پر ہے "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"۔ اور صہ ۸ پر ہے "خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے"۔

اور صہ ۲۱ پر ہے "ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان"۔ اور صہ ۹ پر ہے "اس کے کنوئیں کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبوں کے واسطے لے جانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندوں کو بتائے ہیں جو کسی پیر و پیغمبر کو کرے تو اُس پر شرک ثابت ہوتا ہے"۔ اور صہ ۲۴ پر انبیاء کرام کی شان میں لکھا ہے "اُس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے تو سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں"۔ اور صہ ۴۸ پر یہ ہے۔ "سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تو اس دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے مونھ سے اتنی بات سُنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے"۔ صہ ۵۷ پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر یہ افترا کیا "کہ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل"۔

یہ چند عبارتیں بطور نمونہ بیان کر دی ہیں۔ ورنہ وہابیہ نے تو محبوبان خدا عزّ و جل و اولیاء کرام و انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی شان میں سینکڑوں گستاخیاں کی ہیں۔ اب میرا وقت ختم ہو گیا ورنہ وہابیہ کی کچھ اور گستاخیاں بیان کرتا۔ اللہ اللہ ایک غازی علم الدین اور غازی عبد الرشید اور عبد القیوم تھے کہ جنہوں نے مدنی تاجدار سرکار ابد قرار صلے اللہ

علیہ وسلم کی تعظیم و محبت پر اپنی جانیں قربان کردیں۔ ایک آپ کی جماعت وہابیہ ہے کہ محبوبِ پروردگار احمد مختار صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرکے آریہ کو جرأت دیتی ہے۔ جب غازی عبدالرشید شہید ہوئے تھے تو آپ کے بعض دیوبندی وہابی کٹھ ملّوں نے اُن کے جنازے کی نماز کو ناجائز بتایا تھا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ آپ نے اپنی تقریر میں واسطہ کو بار بار بیان کیا ہے۔ یہ تو بتلایئے۔

(۱) واسطہ کی کیا تعریف ہے؟

(۲) واسطہ کے کتنے اقسام ہیں؟

(۳) ہر قسم کی کیا تعریف ہے؟

(۴) یہاں پر کونسا واسطہ مراد ہے؟

اور پھر میں آپ کو متوجہ کرتا ہوں کہ حفظ الایمان کی ناپاک صریح کفری عبارت سے توبہ کیجئے۔

مولوی منظور صاحب آپ نے تقویۃ الایمان کی عبارتیں بہت پڑھ دیں اس سے آپ کو کیا فائدہ ہوا۔ تقویۃ الایمان تو اسلام کی بہت معتبر کتاب ہے۔ تقویۃ الایمان گھر میں رکھنا عین اسلام ہے۔ تقویۃ الایمان کے تمام مسائل قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ہماری تمام جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ دیکھیئے ہمارے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کو بھی تقویۃ الایمان کے معتبر ہونے پر اطمینان و اذعان ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل صفحہ ۱۲۲ پر فرماتے ہیں "کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا پورا پورا مطلب اس میں ہے۔ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردِّ شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اُس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔" آپ تقویۃ الایمان پر کیا

اعتراض کرتے ہیں۔ تقویۃ الایمان میں تو قرآن و حدیث کی ترجمانی کی گئی ہے۔ تقویۃ الایمان بلاشبہ بے غبار ہے مگر آپ تو خواہ مخواہ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ دنیا میں بدعت و شرک بہت پھیل گیا تھا کوئی اپنا نام غلام نبی کوئی غلام رسول کوئی غلام محی الدین کوئی غلام معین الدین رکھتا ہے۔ کوئی پیر بخش کوئی نبی بخش کوئی سالار بخش کوئی فرید بخش کوئی علی بخش کوئی حسین بخش رکھتا ہے۔ کوئی مصیبت کے وقت انبیاء و اولیا کو پکارتا ہے۔ یارسول اللہ۔ یا علی، یا حسین، یا غوث کی دُہائی مشکل کے وقت دیتا ہے۔ جھوٹے مسلمانوں میں ہندوؤں کی طرح یہ سب رسمیں خرافاتی ظاہر ہوئی تھیں۔ مولانا اسمٰعیل دہلوی تو اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے تھے انہوں نے تقویۃ الایمان میں سراسر بدعت و شرک کا رَدّ کیا ہے۔ آپ خواہ مخواہ ان کی عبارتوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ سُنیئے اس مسئلہ پر سب کا اتفاق ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کرنے والا کافر ہے اور جو شخص کسی کافر کو کافر نہ کہے وہ خود بھی کافر ہے۔ اب اگر تقویۃ الایمان کی عبارتوں میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں توہین و گستاخی ہے اور وہ عبارتیں کفری عبارتیں ہیں۔ تو آپ کے اعلیٰحضرت نے مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کو مسلمان کیوں لکھا ہے کافر کیوں نہیں کہا؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جس کے عقیدے کفریہ ہوں اُس کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر ہے۔ تو اصل مذکور کے مطابق آپ کو اپنے اعلیٰحضرت کے کفر کا اقرار کرنا پڑے گا یا تو تقویۃ الایمان کی عبارتوں کو آپ بے غبار مان لیجئے یا تقویۃ الایمان کی عبارتوں کو کفری بتا کر اپنے اعلیٰحضرت کے متعلق اقرار مذکور کیجئے۔ اور آپ نے جو واسطہ کے معنے اور اُس کے اقسام اور اُن کی تعریفات دریافت کی ہیں تو منطق کی ابتدائی کتب شرح تہذیب وغیرہ میں ہیں دیکھ لیجئے

مولانا سردار احمد صاحب

حضرات سامعین! مولوی منظور صاحب نے اپنے پیشوا مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کے کفر کا اقرار کر لیا ہے۔ اسی لیے تھانوی صاحب کے اسلام ثابت کرنے سے عاجز آ

کر اپنے دوسرے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی کے کفر کی بحث چھیڑ دی ہے۔ اور پہلی بحث کو مطلقاً چھوا بھی نہیں۔ میں نے واسطہ کے معنے اور اقسام مع تعریفات دریافت کی تھیں۔ آپ نے اُس کا جواب عجیب دیا ہے یہ طلبہ کی کثیر جماعت آپ کے اس جواب پر آپ کی لیاقت کی داد دیتی ہے۔ سامعین پر عموماً اور طلبہ پر خصوصاً واضح ہوگیا کہ آپ بیچارے منطق کی ابتدائی کتب سے بھی ناواقف محض ہیں۔ اب سنیئے آپ اور آپ کی تمام جماعت وہابیہ کے پیشوا مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے اپنی کتاب ایضاح الحق کے صفحہ ۳۵ و ۳۶ پر لکھا ہے۔ "تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت بلا جہت و محاذات (الیٰ قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد اھ ملخصاً" یعنی اللہ عزّ وجل کو زمان و مکان و جہت سے پاک جاننے اور اُس کا دیدار بلاکیف ماننے کا عقیدہ بدعت ہے۔ و العیاذ باللہ۔

آپ کے دیوبندی پیشواؤں سے کسی نے اس کے متعلق یوں سوال کیا "کیا ارشاد ہے اُس شخص کے بارے میں جو یہ کہے کہ جناب باری تعالیٰ عز اسمہ کو زمان اور مکان اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا اور اس کا دیدار بے جہت و بے محاذات حق جاننا بدعت ہے اور یہ قول کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔ آپ کے گنگوہی پیشوا نے یہ جواب دیا۔

الجواب یہ شخص عقائد اہلسنّت و جماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے اور یہ اعتقاد اور مقولہ جو درج سوال ہے کفر ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ حضرات سلف صالحین اور ائمہ دین کا یہی مذہب ہے اور یہی احادیث صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ زمان اور مکان و جہت سے پاک ہے اور دیدار اُس کا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہوگا۔ چنانچہ کتب عقائد اس سے مشحون ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی۔

پھر اس فتوے پر آپ کے اکابر علمائے دیوبند کی تصدیقات بھی ہیں:۔

(۱) الجواب صحیح اشرف علی عفی عنہ۔

(۲) الغرض حق تعالیٰ کو زمان اور مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہلِ حق اور اہلِ ایمان کا ہے۔ اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے اور رویدار حق تعالیٰ جو آخرت میں ہوگا مومنین کو وہ بے کیف اور بے جہت ہوگا، مخالف اس عقیدہ کا بددین و ملحد ہے۔ کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ دیوبند۔

(۳) الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ مدرس اوّل مدرسہ دیوبند۔

(۴) الجواب صحیح محمود حسن عفی عنہ۔

(۵) الجواب صحیح غلام رسول۔

(۶) وہ ہرگز اہلسنّت میں سے نہیں ہے الخ محمد عبدالحق عفی عنہ۔

(۷) ابو الوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۸) الجواب صواب محمود حسن مدرس مدرسہ مسجد شاہی مراد آباد۔

دیکھئے اس فتوے سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کے علمائے دیوبند کے نزدیک بھی مولوی اسماعیل دہلوی عقائدِ اہلسنّت و جماعت سے جاہل اور بے بہرہ اور کفر کا عقیدہ رکھنے والا، سلف صالحین اور ائمہ دین کی مخالفت کرنے والا اور صحیح حدیثوں اور قرآنِ پاک کی صریح آیتوں کا منکر، بددین، ملحد[1] (کافر) زندیق ہے۔ جبکہ جمہور دیوبند مولوی اسمٰعیل دہلوی کے کفر و الحاد و زندقہ کا فتوےٰ دے چکا تو آپ اور آپ

---

[1] ملحد ایک فرقہ کفار ہے بلکہ جمیع فرق کفر کو شامل ہے۔ ردالمحتار میں ہے الملحد اوسع فرق الکفر حدا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے مسلم قال انا ملحد یکفر۔ ایک مسلمان اپنے ملحد ہونے کا اقرار کرے کافر ہو جائے گا۔

کی جماعت وہابیہ میں سے کسی کی یہ مجال نہیں کہ مولوی اسماعیل کو مسلمان ثابت کر سکے۔ کیا ہے کوئی وہابیت کا فرزند جو مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کا اسلام ثابت کر سکے۔ دیوبندی مولویوں کے ایمان میں یہ فتویٰ مع چند سوالات کئی بار شائع ہوا۔ اور علمائے دیوبند کے پاس روانہ بھی کیا گیا۔ مگر آج تک کوئی اس کا جواب نہ دے سکا اور نہ اپنے پیشوا مولوی اسماعیل کا اسلام ثابت کر سکا۔ جب آپ کے بڑے ہی عاجز رہے تو آپ بے چارے آج مولوی اسماعیل دہلوی کا اسلام کیا ثابت کریں گے۔ اب بتائیے مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کو ملحد، بددین، زندیق، عقائد اہلسنّت سے جاہل بے بہرہ بتانے والے حق پر ہیں۔ یا باطل پر؟ اور آپ جو کہتے ہیں کہ اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ العزیز نے مولوی اسماعیل دہلوی کو مسلمان لکھا ہے تو بتائیے کہ کس کتاب میں لکھا ہے؟ یہ آپ کا نرا افترا اور سفید جھوٹ ہے! کسی شخص کے اقوال کا کفر ہونا اور بات ہے اور اُن کے اقوال کے قائل کو کافر کہنا اور بات ہے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ العزیز نے آپ کے اسماعیل دہلوی کے ستر کفریات الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوھابیہ میں بیان کئے۔ مگر مولوی اسماعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہونے کی بنا پر کافر کہنے میں احتیاط برتی۔ بے شک اعلیٰحضرت قبلہ نہایت احتیاط برتنے والے تھے اور متبع شریعت و عالم دین کی یہی شان ہونا چاہیئے۔ دیکھیئے آپ کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے لکھا ہے ”جو بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کف لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے“ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل صـ ۳۸ اور یہی گنگوہی صاحب لکھتے ہیں ”جو یزید پر لعنت کرنے میں جو علماء تحقیق کر چکے ہیں کہ وہ تائب نہیں ہوا لعن کو جائز کہتے ہیں اور جن کو یہ تحقیق نہیں ہوا وہ سکوت اور منع کرتے ہیں یہ احوط ہیں“ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل صـ ۳۸ اس سے واضح ہو گیا کہ جس شخص سے کفریات صادر ہوں اور اُس کی توبہ کی شہرت ہو اُس کے کافر کہنے سے زبان روکنا احتیاط ہے۔ اگر

اس سے احتیاط کرنے والا آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے۔ تو پہلے اپنے گنگوہی پیشوا پر یہی حکم کفر لگا بیٹھے۔ اور آپ کی جماعت وہابیہ کے نزدیک توبہ کی شہرت سبب احتیاط نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ آپ کے گنگوہی صاحب توبہ کی شہرت کو غلط بتا گئے "اور توبہ کرنا ان کا (یعنی مولوی اسماعیل کا) بعض مسائل سے محض افتراء اہل بدعت کا ہے" فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص۶۳ آپ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کو کافر کہے وہ خود کافر ہے۔ حالانکہ آپ کے گنگوہی پیشوا یہ تصریح کر چکے ہیں کہ مولوی اسماعیل کے کافر کہنے والے کو کافر نہ کہا جائے "مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو جو لوگ کافر کہتے ہیں تاویل کہتے ہیں اگرچہ وہ تاویل ان کی غلط ہے لہٰذا ان لوگوں کو کافر کہنا اور معاملہ کفار کا سا رکھنا نہ چاہیے" فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص۱۸ اب بتائیے آپ جھوٹے ہیں یا آپ کے پیشوا؟ آپ نے بیان کیا کہ "جس کے عقیدے کفریہ ہوں اُس کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر ہوتا ہے" اب سُنیئے مجالس الحکمۃ معروف بہ الاربعین صفحہ ۱۵۰ پر ہے فوائد و نتائج "حضرت والا (یعنی مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی) کا یہ طرزِ عمل سلف کے موافق ہے کہ انہوں نے معتزلہ تک کے کافر کہنے میں احتیاط کی ہے اگرچہ ان کے عقائد صریح کفر ہیں لیکن سلف نے احتیاطاً یہ اصول رکھا ہے لا نکفر اهل القبلة" اب آپ کا تھانوی جی پہ کیا فتوے ہے؟ وہ تو معتزلہ کو بھی کافر نہیں کہتے ہیں۔ حالانکہ معتزلہ کے عقائد آپ کی کتاب مجالس میں کفر بلکہ صریح کفر لکھے ہیں۔ دیکھیے آپ کے اقرار سے آپ کے تھانوی جی کافر ہوئے۔ اب اگر کوئی آپ پر یہ اعتراض کرے کہ یا تو معتزلہ کے عقائد کو بے غبار مان لیجئے یا معتزلہ کے عقائد کو کفر بتا کر اپنے مولوی اشرفعلی صاحب کے کفر کا اقرار کیجئے۔ تو آپ کیا جواب دینگے۔ پھر جس طرح معتزلہ کو احتیاطاً کافر نہ کہنے سے معتزلہ کے کفری عقائد اسلامی عقائد نہ ہو جائیں گے بلکہ کفری عقائد ہی رہیں گے۔ اسی طرح آپ کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی

کو احتیاطاً کافر نہ کہنے سے اسماعیل دہلوی کی کفری عبارتیں، کفری عبارتیں ہی رہیں گی، وہ عبارتیں اسلامی عبارتیں ہرگز نہیں ہو جائیں گی۔ لیجئے۔ آپ اگر ان سوالات کے جوابات دے دیں تو اس بحث کا انشاء اللہ اسی پر خاتمہ ہو جائے گا:۔

(۱) قادیانیوں کے عقائد صریح کفر ہیں۔ اور معتزلہ کے عقائد بھی صریح کفر ہیں جیسا کہ آپ کی مجالس میں لکھا ہے۔ پھر آپ قادیانیوں کو اس کی بنا پر کافر کہتے ہیں معتزلہ کو کیوں نہیں کہتے ہیں؟

(۲) قادیانیوں کو کافر نہ کہنے والے کو آپ کافر کہتے ہیں اور معتزلہ کو کافر نہ کہنے والا آپ کے نزدیک مسلمان کیوں رہتا ہے؟

(۳) قادیانیوں کے صریح کفر میں اور معتزلہ کے صریح کفر میں کیا فرق ہے؟ کیا صریح کفر کی بھی دو قسمیں ہیں؟ بیان کیجئے! آپ نے بیان کیا ہے کہ تقویۃ الایمان کی عبارتوں میں قرآن و حدیث کی ترجمانی کی گئی ہے تو بتلایئے کہ

(۱) کس حدیث میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے متعلق یہ فرمایا کہ "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"[۱]۔

---

[۱] سبحٰن اللہ رب العٰلمین جل مجدہ اُن کے غلاموں یعنی شہدائے کرام کی نسبت ارشاد فرمائے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔ جو خدا کی راہ میں مارے جائیں اُنہیں مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔ اور فرمائے۔ لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاءٌ عند ربھم یرزقون فرحین خبردار شہیدوں کو مُردہ نہ جانیو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔ شاد شاد اور ایک سفیہ مغرور مجوبان خدا سے نفور، خود حضور پُر نور اکرم المحبوبین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کی نسبت وہ ناپاک لفظ کہے اور وہ بھی یوں کہ معاذ اللہ حضور کی حدیث کا یہ مطلب

(بقیہ صـ ۱۵۹ پر)

(۲) کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "ولی، نبی، رسول کی بڑے بھائی جیسی تعظیم کرنا چاہئے"؟

(۳) کس آیت یا حدیث میں "سب انبیا اور اولیاء اُس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔"

(۴) کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "اولیاء اللہ اور انبیاء کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے اور یہ سب ناکارے ہیں"؟

(۵) کونسی آیت یا حدیث کی یہ ترجمانی ہے کہ "ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"؟

(۶) کس حدیث میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ "سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل"؟

(۷) کس حدیث میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا"؟

(۸) کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "ان غیب کی باتوں سے اولیاء و انبیاء دوسرے بندے سب برابر طور پر نادان و بے خبر ہیں"؟

(۹) کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "انبیائے کرام و اولیائے عظام کو اللہ عزوجل نے کچھ قدرت نہیں بخشی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان دینے کی"؟

(بقیہ صہ ۱۵۸) ٹھہرائے یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ قیامت میں انشاء اللہ تعالیٰ مر کر مٹی میں ملنے کا مزہ الگ کھلے گا اور یہ جدا پوچھا جائے گا۔ حدیث کے کونسے لفظ میں اس ناپاک معنی کی بو تھی جو تو نے یعنی کہہ کر محبوب اعظم صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ افترا کر دیا حضور پر افترا خدا پر افترا ہے اور خدا پر افترا جہنم کی راہ کا پرلا سرا ان الذین یفترون علے اللہ الکذب لا یفلحون۔ متاع قلیل ولھم عذاب الیم۔

(۱۰) کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"

"وہ خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے"۔

(۱۱) کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "کسی پیغمبر کے کنوئیں کے پانی کو تبرک سمجھ کر بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا یا غائبوں کے واسطے لے جانا شرک ہے"؟

(۱۲) کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "غلام رسول، غلام نبی، غلام محی الدین، نبی بخش، علی بخش، حسین بخش نام رکھنا ہندوؤں کی رسم اور شرک ہے"۔

(۱۳) کس آیت یا حدیث میں ہے کہ "مصیبت کے وقت یا رسول، یا علی، یا حسین، یا غوث پکارنا شرک ہے"؟

آپ قادیانیوں کی سی چال کو ترک کر دیں اور انصاف سے مطالبات کا جواب دیں!

مولوی منظور صاحب آپ ہماری جماعت کی مثال میں قادیانیوں کو خواہ مخواہ پیش کر دیتے ہیں حالانکہ ہم بھی قادیانیوں کا رد کرتے ہیں۔ اور آپ ہم پر اُن کو جرأت دینے کا اُلٹا الزام تھوپتے ہیں۔ غلام احمد قادیانی کے آپ ہموطن ہیں کہیں اُس کا اثر تو آپ پر نہیں پڑا، اُن کا نام غلام احمد تھا اور آپ کا نام سردار احمد ہے۔ خدا خیر کرے۔ آپ نے اعلیحضرت کے اتباع شریعت کو بیان کیا۔ ہم اُن کو خوب جانتے ہیں اُن کا وصیت نامہ ملاحظہ کیجئے اُس میں ہے "حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اُس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے"۔ دیکھئے اپنی کتب پر عمل کرنے کو اہم سے اہم فرض بتا رہے ہیں آپ کے اعلیحضرت کے وصیت نامہ میں ہے۔ اعزا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ دودھ کا برف، خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ، خواہ بکری کا

شامی کباب، پراٹھے اور بالائی۔ فیرنی، اُڑد کی پھریری دال مع ادرک ولوازم گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل۔ دیکھئے آپ کے بزرگ اتنے کھانے کھاتے تھے یہ کیسے عاشق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ تقویۃ الایمان کی عبارتوں کے بارے میں اعتراض نہ کریں۔ اس لیے کہ اُس کی سب عبارتوں کا ثبوت بے شک قرآن وحدیث سے ہے۔ آپ تو تقویۃ الایمان کی عبارتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ میں تو حفظ الایمان کی عبارت یعنی "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی (بچے) ومجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے"۔ کے ثبوت میں قرآن پاک کی کئی آیتیں پیش کرسکتا ہوں۔ جب آپ ثبوت طلب کریں گے، تو بہت سی آیات ثبوت میں پیش کروں گا۔

مولانا سردار احمد صاحب آپ نے بیان کیا کہ "ہم (دیوبندیہ) بھی قادیانیوں کا رد کرتے ہیں"۔ آپ سامعین کو دھوکا مت دیجئے، آپ اور آپ کی تمام جماعت وہابیہ کے پیشوا مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے تحذیر الناس کے ص۱۴ پر لکھا ہے۔ "غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔ اسی کے ص۲۸ پر ہے "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جاوے"۔ دیکھئے آپ اور آپ کی تمام جماعت وہابیہ کے پیشوا قادیانیوں کی طرح ختم نبوت کے منکر ہیں بلکہ در حقیقت قادیانی مذہب آپ کے دیوبندی وہابی مذہب کی ایک شاخ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبوت

کا دروازہ بند کیا تھا اور آپ کے پیشوا نے اُسے کھُلا بتایا۔ غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوےٰ کر کے آپ کے پیشوا کی تصدیق کر دی۔ آپ کے دیوبندیوں نے جب دیکھا کہ نبوت کا دروازہ کھولا ہمارے پیشوا نے، اور داخل ہو گئے۔ اُس میں قادیانی، فوراً قادیانی پر کفر کا فتوےٰ دے دیا۔ اب آپ کو معلوم ہوا کہ آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ قادیانیوں کی تائید کرنے والی ہے۔ پھر آپ کس مونھ سے کہتے ہیں کہ "ہم قادیانیوں کا رد کرتے ہیں"۔ شرم! "آپ نے مجھے قادیانی کا ہموطن بتایا"۔ بے شک میرا وطن ضلع گورداسپور ہے۔ مگر الحمد للہ قادیانی کا ہم عقیدہ ہرگز نہیں۔ اور آپ اور آپ کے پیشوا تو قادیانیوں کے ہم عقیدہ ہیں۔ مواخذہ آپ کے قادیانی عقیدہ ہونے پر ہے گفتگو عقیدہ پر ہے وطن پر نہیں۔ اور یہ اچھی طرح یاد رکھیئے کہ ہم وطن ہونے سے اثر نہیں پڑتا۔ بلکہ ہم عقیدہ ہونے سے اثر پڑتا ہے۔ دیکھیئے آپ کا وطن ہند ہے اور نجدیوں کا وطن نجد ہے مگر اتنی دُور سے نجدیوں کا اثر آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ پر اس لیے پڑا ہے کہ آپ نجدیوں کے ہم عقیدہ ہیں۔ ایسے ہی قادیان آپ سے دُور ہے مگر آپ قادیانی کے ہم عقیدہ ہیں۔ آپ نے اس دفعہ اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز کی اس وصیت پر اعتراض کیا ہے "حتی الامکان اتباعِ شریعت نہ چھوڑو الخ"۔ یہ وصیت بالکل شریعت مطہرہ کے موافق ہے اور اس وصیت پر عمل کرنے والا بھی مستحق ثواب ہے۔ سُنیئے آپ کی جماعت وہابیہ کی کتاب "التحقیق العجیب فی بیان انواع التثویب" کے صفحہ ۴۲ پر آپ کے مولوی ضیا احمد نے اسی وصیت کے بارے میں لکھا ہے "اور وصیت کنندہ مصاب اور اُس کی وصیت عین شریعت ہو گی"۔ پھر اسی صفحہ پر ہے "متبع وصیت مذکورہ عند اللہ مصاب و مثاب ہے"۔ اس جواب پر آپ کے مولوی عبد اللطیف صاحب مدرس مظاہر علوم سہارنپور کی تصدیق بھی موجود ہے، دیکھا آپ نے کیسے کھُلے اور صاف لفظوں میں

آپ کی جماعت نے صریح کر دی کہ اعلیحضرت قدس سرہٗ العزیز کی وصیت عین شریعت ہے۔ کیا اب بھی آپ اس میں گفتگو کر سکتے ہیں؟ وصیت نامہ کی دوسری عبارت میں اعلیحضرت قدس سرہٗ العزیز نے ایصالِ ثواب کی وصیت کی ہے اور یہ وصیت شریعت مطہرہ کے بالکل موافق ہے۔ اس لیے کہ ہم اہلسنّت و جماعت ہیں اور ہمارا مذہب ہے کہ اموات مسلمین کی ارواح کو ثواب پہنچتا ہے اور یہی حدیث و فقہ سے ثابت ہے۔ آپ چونکہ نجدی اور وہابی عقیدے کے ہیں۔ آپ کے نزدیک نہیں پہنچتا ہے۔ کسی نے وہابیہ کے بارے میں خوب کہا ہے ؎

مر گئے مردود فاتحہ نہ درود[1]

آپ نے وصیت کے کس لفظ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ خود کھایا کرتے تھے۔ افسوس کہ آپ کی عقل میں دیو بند ہیں وہ آپ کو کچھ نہیں سمجھنے دیتے۔ وصیت کی عبارت مذکورہ سے ایک سطر پہلے اعلیٰحضرت قبلہ فرماتے ہیں "فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر۔ غرض کوئی بات خلافِ سُنّت نہ ہو۔" اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز جب تک حیات رہے غلامانِ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح کے لذیذ کھانے کھلاتے رہے شیریں برف پلاتے رہے اگرچہ انہوں نے خود کئی کئی روز تک بلکہ ہفتوں تک بلکہ مہینوں تک کھانا چھوڑ دیا۔ اور جب وصال فرمانے کا وقت آیا تو بھی غلاموں کو نہ بھولے وصیت فرمائی کہ میری روح کو ثواب پہنچائیں اور فقراء و مساکین کو عزت و احترام و خاطر داری کے ساتھ طرح طرح کے لذیذ کھانے کھلائیں،

---

[1] جب مولانا سردار احمد صاحب نے اسے جوش سے پڑھا تو حاضرین پر بہت اثر ہوا، وہابیہ کے چہرے مرجھا گئے اور ایک دوسرے کا منھ تکنے لگے۔

شیریں برف پلائیں۔ مولوی صاحب! تعصب کی پٹی کو آنکھوں سے کھول کر دیکھئے کہ اس وصیت نامہ میں خود کھانے کا ذکر ہے یا غرباء و فقراء کو کھلانے کا۔ بھلا جو شخص زندگی بھر کھانے کھلائے اور بوقتِ وصال غرباء کے لئے قسم قسم کے کھانے کھلانے کی وصیت فرمائے یہ اُس کی سخاوت و کرم و فضیلت و بزرگی کی دلیل ہے یا عیب کی علامت ہے۔ عقل کے دشمن کو ہنر و کمال بھی عیب نظر آتا ہے۔ اعلیحضرت قبلہ کی وہ مبارک ہستی ہے کہ اہلسنت تو اہلسنت وہابیہ تک بھی اُن کے زہد و تقوےٰ فضل و کمال، شرف و جمال وسعت علوم و استقامت اعمال کا اعتراف کرتے ہیں۔ آپ اُن کے متبع شریعت ہونے پر کیا اعتراض کرتے ہیں وہ تو ایسے متبع شریعت و صاحب کمال تھے کہ اکابر مشائخ حرمین طیبین مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زادہما اللہ تشریفاً و تعظیماً و علماء عرب و عجم، ہند و سندھ نے اُن کے دستِ اقدس پر بیعت کی اور احادیث نبویہ و سلاسل علیہ و اوراد شریفہ و وظائف مبارکہ کی اجازتیں حاصل کیں۔ علماء اہلِ سُنّت و جماعت نے اعلیحضرت قبلہ کو عالم علامہ کامل، اُستاذ ماہر، مجاہد، دقائق کا خزانہ، علوم کے مشکلات ظاہر و باطن کا کھولنے والا، اکابر علماء کی آنکھوں کی ٹھنڈک، روشن ستارہ، دشمنانِ اسلام کے لیے تیغ براں، نادرِ روزگار، اپنے وقت کا یگانہ، اس صدی کا مجدّد، صاحب عدل، عالم باعمل مرکزِ دائرۂ علوم، صاحبِ تصانیف مشہورہ و رسائل کثیرہ، کریم النفس، مستحبات و سنن و واجبات و فرائض پر محافظ، عرفان و معرفت والا وغیرہا الفاظ شریفہ[ع] سے یاد فرمایا۔ آپ نے اس مرتبہ تقویۃ الایمان کی ناپاک عبارات کا قرآن و حدیث سے ثبوت دینے اور اپنے پیشواء اسماعیل صاحب دہلوی کے اسلام ثابت کرنے سے عاجز ہو کر مکر کی چال نکالی ہے اور بیان کیا ہے کہ حفظ الایمان کی

ع جسے اس کا بیان تفصیلاً دیکھنا منظور ہو وہ حسام الحرمین ملاحظہ کرے۔

ناپاک عبارت تو قرآن پاک سے ثابت ہے۔ خدا کی پناہ، خدا کی پناہ۔ کیا وہابیہ دیوبندیہ کے ناپاک دھرم میں قرآن پاک سے حضور شافع یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین ثابت ہے۔ والعیاذ باللہ من ذالک۔ آپ نے سبوح قدوس کے مقدس کلام پر اُس کے پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کا الزام رکھ کر تمام مسلمانوں کا دل زخمی کر دیا ہے۔ آپ اس سنگین جرم سے جلدی توبہ کریں، آپ مجھے گالی دے لیں، میرے عزیزوں کو بُرا کہہ لیں میں صبر کر سکتا ہوں مگر پیارے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین قرآنِ پاک سے ثابت نہ بتایئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے کلام پاک پر عیب نہ لگایئے۔ اس لیئے کہ قرآنِ پاک پر عیب لگانا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں گالی دینا میں ہرگز نہیں سُن سکتا۔ توبہ کیجیئے اور جلدی توبہ کیجیئے۔

مولوی منظور صاحب

عبارت حفظ الایمان (اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیئے بھی حاصل ہے اور اگر کُل مراد ہے تو یہ عقلاً نقلاً باطل ہے" میں دو اہم باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مطلق بعض غیوب کا علم انسانوں بلکہ تمام حیوانات بلکہ تمام چیزوں کو ہے۔ اور دوسرے یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کُل غیوب کا علم نہ تھا۔ پہلی بات کا ثبوت قرآن عظیم سے سُنیئے وان من شیٔ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم یعنی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتی ہیں مگر تم اُن کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ تسبیح کرنا بغیر معرفت خدا ممکن نہیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ ہر چیز کو خدا عز وجل کا علم ہے۔ اور یہ میں پہلے بتا چکا کہ حق عز وجل اور اُس کی صفات غیب سے ہیں لہٰذا ہر چیز کو مطلق بعض علم غیب حاصل ہے۔ یہ حفظ الایمان کی عبارت کا پہلا جزو ہے۔ اور

دوسرا جزو یہ ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو کل غیوب کا علم نہ ہونا دلائل نقلیہ سے ثابت ہے (پہلی آیت) قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ و لا اعلم الغیب و لا اقول لکم انی ملک (سورۂ انعام رکوع ۴) (دوسری آیت) قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء اللہ ط ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء (اعراف ع ۲۲) (تیسری آیت) قل انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین (یونس ع ۲) (چوتھی آیت) وللہ غیب السمٰوٰت والارض والیہ یرجع الامر کلہ (ہود) (پانچویں آیت) لہ غیب السمٰوات والارض ابصر بہ واسمع (کہف ع ۴) (چھٹی آیت) وللہ غیب السمٰوات والارض وما امر الساعۃ الا کلمح البصر او ھو اقرب (سورۂ نحل ع ۱۱) ان چھ آیتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آسمان و زمین کے کل غیوب کا علم اللہ عز وجل کو ہی ہے۔ اُس نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو عطا نہیں کیا ہے اور قیامت تک کے کل غیوب کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو حاصل نہیں۔

مولانا سردار احمد صاحب حضرات سامعین! آپ پر واضح ہو گیا ہے کہ ان آیات کریمہ کو عبارت حفظ الایمان سے کوئی تعلق نہیں۔ مولوی منظور صاحب! آپ قرآن مجید کی بے محل آیات پڑھ پڑھ کر لوگوں کو دھوکہ نہ دیجئے۔ قادیانی بھی جب جواب سے عاجز آتے ہیں اور اپنا اسلام ثابت نہیں کر سکتے تو بے محل قرآن پاک کی آیات پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ نے بھی قادیانیوں کی طرح اپنے عجز پر پردہ ڈالنے کے لیے بے محل آیات کو پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ مگر یاد رکھئے آپ کے دھوکے میں کوئی مسلمان نہیں آسکتا۔ اس لیے کہ آپ کا وہابی ہونا اور آپ کا بزرگان دین بلکہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ اللہ عز وجل کی شان میں گستاخی کرنا اور بے ادب بد تہذیب ہونا حاضرین جلسہ پر آشکارا ہو

گیا ہے۔ آپ در پردہ وہابیت و نجدیت کی تبلیغ کرتے تھے۔ مگر الحمد للہ کہ برسوں سے آپ کا پردہ خوب کھل رہا ہے۔ عبارت حفظ الایمان میں اگر ایسا تشبیہ کے لیے ہے جیسا کہ آپ کے صدر دیوبند نے لکھا ہے تو عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں جیسا ہے (والعیاذ باللہ) اور یہ آپ کے نزدیک بھی کفر ہے جیسا کہ آپ پہلے اس کا اقرار کر چکے ہیں اور اگر ایسا کے معنے اتنا اور اس قدر ہے جیسا کہ آپ بیان کرتے ہیں تو اس ناپاک عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم شریف بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے برابر ہے (والعیاذ باللہ) اب آپ ہی بتائیے کہ قرآن پاک کی آیات کو آپ کی حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کے ناپاک مضمون سے کیا تعلق ہے۔ آپ ابھی مناظرہ سیکھیے۔ مدرسہ اہلسنت کے کسی طالب علم کی شاگردی کیجئے۔ اور یہ خیال نہ کرنا کہ بوڑھے طوطے کیا پڑھیں، یا لوگ ہنسیں گے ع

ہنستے ہنستے ہی گھر بستے ہیں

اچھا یہ بتائیے کہ اگر کوئی شخص آپ سے سیکھ کر کہے کہ "مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کو کل علوم تو حاصل نہیں ہیں اور بعض علوم میں اشرفعلی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کے بھی حاصل ہے" اس کہنے والے کو کوئی وہابی یہ کہے کہ تمہاری عبارت میں مولوی اشرفعلی صاحب کی توہین ہے کہنے والا آپ کی طرح جواب دے کہ یہ عبارت تو قرآن پاک سے ثابت ہے۔ اس عبارت کے دو اہم جزو ہیں۔ ایک یہ کہ مطلق علم تو ہر انسان بلکہ ہر چیز کو ہوتا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں وہی آیت پڑھے جو آپ نے پڑھی۔ اور دوسرا اہم جزو یہ ہے کہ مولوی اشرفعلی کو کل علوم حاصل نہیں ہیں اور اس کے ثبوت میں قرآن پاک کی بہت سی آیات پڑھ دے تو کیا کوئی وہابی اس کی یہ دلیل مان لے گا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تو بات کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ

کے دل میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم ہی نہیں ہے۔ اسی لیئے جب وہابیہ کے پیشوا حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں گستاخیاں لکھ کر شائع کرتے ہیں تو مواخذہ کرنے پر بجائے اس کے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کرنے سے توبہ کریں نہایت بے حیائی سے دیگر وہابیہ بھی آپ کی طرح یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ گالیاں گستاخیاں تو قرآن پاک سے ثابت ہیں۔ خدا کی پناہ۔

حضرات سامعین! آج بھی مولوی منظور صاحب نے صبح سے لے کر اب تک ایڑی سے چوٹی تک زور لگایا مگر اپنے تھانوی صاحب بلکہ اپنے پیشوا اسماعیل دہلوی صاحب کے اسلام کو ثابت کرنے سے عاجز رہے۔ وہابیۂ زمانہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے فضائل شریفہ خصوصاً علم شریف سے بہت جلتے ہیں اسی وجہ سے مولوی منظور صاحب نے قرآن پاک کی ان آیات سے غلط نتیجہ نکالا ہے۔ قرآن پاک میں کہیں بھی یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کو آسمان و زمین کا علم غیب نہیں عطا فرمایا ہے۔ اور ان آیات کریمہ میں قیامت کا تذکرہ تک نہیں۔ پھر یہ کیسے نتیجہ نکلا کہ اللہ عزوجل نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو قیامت تک کا علم غیب نہیں عطا فرمایا۔ مولوی اشرفعلی صاحب نے بھی آیت (ولو کنت اعلم الغیب الآیۃ) کے مطلب میں الی یوم القیمۃ کی قید اپنی طرف سے لگا کر اپنی مکاری اور بد باطنی کا ثبوت دیا۔ آپ نے بھی اپنے تھانوی صاحب کی پیروی میں قرآن پاک کی آیات سے غلط نتیجہ نکالا ہے۔ ان آیات کریمہ کے متعلق مختصراً یہ عرض کرتا ہوں۔ سُنیئے! پہلی آیت کے متعلق علامہ نیشاپوری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

ع۵ دیکھو بسط البنان صفحہ ۱۳۔ اور اس کے رد کے لیے وقعات السنان مکتبۃ الحامدیہ لاہور سے طلب کرو۔ مصحح

(قل لا اقول لکم) لم یقل لیس عندی خزائن اللّٰہ لیعلم ان خزائن اللّٰہ وھی العلم بحقائق الاشیاء وما ھیاتھا عندہ صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم باستجابۃ دعاءہ صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قولہ ارنا الاشیاء کما ھی ولکنہ یکلم الناس علے قدر عقولھم (ولا اعلم الغیب) ای لا اقول لکم ھٰذا مع انہ قال صلے اللّٰہ علیہ وسلم علمت ما کان وما سیکون اھ مختصراً۔

ترجمہ:۔ یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللّٰہ کے خزانے ہیں "یہ نہیں فرمایا کہ اللّٰہ کے خزانے میرے پاس نہیں" بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللّٰہ کے خزانے حضور اقدس صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں سے اُن کی سمجھ کے قابل باتیں بیان فرماتے ہیں اور وہ خزانے کیا ہیں تمام اشیاء کی ماہیت و حقیقت کا علم حضور نے اس کے ملنے کی دعا کی اور اللّٰہ عزوجل نے قبول فرمائی پھر فرمایا اور میں غیب نہیں جانتا یعنی "تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے" ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں "مجھے ماکان وما یکون کا علم ملا" یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ انتھیٰ۔

دوسری آیت کے متعلق علامہ صاوی حاشیہ جلالین میں فرماتے ہیں (قولہ ولو کنت اعلم الغیب) ان قلت ان ھذا یشکل مع ما تقدم لنا انہ اطلع علے جمیع مغیبات الدنیا والاٰخرۃ "فالجواب انہ قال ذلک تواضعاً الخ یعنی اگر تو سوال کرے کہ اس آیت سے ظاہر حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے علم غیب

کی نفی معلوم ہوتی ہے حالانکہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دنیاو آخرت کے تمام مغیبات پر اطلاع دی گئی، تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام مغیبات کا علم ہے مگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے تواضعاً ایسا فرمایا ہے کہ جس سے ظاہر نفی سمجھ میں آتی ہے۔ تیسری آیت کریمہ سے کسی طرح بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کو قیامت تک کے مغیبات کا علم عطا نہیں فرمایا۔ بلکہ اس آیت شریفہ کا یہ مطلب ہے کہ علم غیب ذاتی یا علم غیب غیر متناہی اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے۔ چوتھی اور پانچویں اور چھٹی ان تینوں آیتوں کا مطلب صرف اتنا ہے کہ آسمان و زمین کی کل پوشیدہ چیزوں کا علم ذاتی اللہ عزوجل کو ہی ہے۔ ان تینوں آیتوں سے یہ کیسے نکلا کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کو ان پوشیدہ چیزوں کے علوم نہیں دیئے۔ سنیئے! سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ رأیتہ[1] عزوجل وضع کفہ بین کتفی فوجدت بردانا ملہ بین ثدی فتجلی لی کل شئ وعرفت یعنی میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ مبارک میں پائی تو تمام موجودات مجھ پر روشن ہو گئے اور میں نے پہچان لیے۔ دوسری حدیث کے یہ لفظ ہیں فعلمت ما بین المشرق والمغرب یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مشرق سے مغرب تک جو کچھ ہے سب میں نے جان لیا۔ تیسری حدیث کے لفظ یوں ہیں فعلمت ما فی السموات والارض

---

[1] اس حدیث کو محدثین عظام امام احمد امام ترمذی امام الائمہ ابن خزیمہ و امام دار قطنی و ابن عدی و طبرانی و حاکم و مردویہ وغیرہم نے نقل فرمایا۔ امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام بخاری نے فرمایا یہ صحیح ہے۔

وَکَذٰلِکَ نُرِیٓ اِبْرَاھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب مجھے معلوم ہو گیا اور راوی کہتے ہیں کہ اس پر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ یونہی ہم ابراہیم کو تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت دکھاتے ہیں۔ پانچویں حدیث میں یہ لفظ ہیں تجلی لی مافی السمٰوٰت والارض یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں سب مجھ پر روشن ہو گیا۔ چھٹی حدیث میں یوں ہے فتجلی لی مابین السماء والارض یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ آسمان اور زمین کے اندر ہے سب مجھ پر روشن ہو گیا۔ ساتویں حدیث[عـــہ] میں ہے فعلمنی کل شئ یعنی حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جملہ موجودات کا علم مجھے عطا فرمایا۔ اور ایک روایت میں ہے فعلمت کل شئ حضور فرماتے ہیں جملہ موجودات میں نے جان لئے۔ شیخ محدث دہلوی قدس سرہٗ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا " دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمینہا بود عبارت است از حصول تمامۂ علوم جزئی و کلی و احاطۂ آں "۔ امام ابن حجر مکی نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا فعلمت[عـــہ] مافی السمٰوٰت والارض ای جمیع

عـــہ جس کو ان حدیثوں کی تخریج دیکھنا منظور ہو وہ ادخال السنان و خالص الاعتقاد و انباء المصطفٰے والدولۃ المکیہ ملاحظہ کرے۔

عـــہ قرآن پاک میں ہے اعلم غیب السمٰوٰت والارض واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ چیزیں جانتا ہوں اور جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔ علامہ شہاب نے اس کی تفسیر میں فرمایا قال الطیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ معلومات اللہ تعالیٰ لا نہایۃ لھا وغیب السمٰوٰت والارض وما یبدونہ وما یکتمونہ قطرۃ منہ یعنی اللہ

(باقی ص۱۷۲ پر)

الکائنات التی فی السموٰت بل وما فوقہا وجمیع ما فی الارضین السبع بل وما تحتہا یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے جان لیا۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس قدر موجودات ساتوں آسمانوں میں ہیں بلکہ وہ بھی جو اُن سے اوپر ہیں اور جس قدر کائنات ساتوں زمینوں میں ہیں بلکہ وہ بھی جو اُن سے نیچے سب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے علم میں آگئیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

تیسرے دن کے مناظرہ کی کیفیت

آج کے مناظرہ میں ایک خاص کیفیت تھی جو کما حقہ بیان میں نہیں آسکتی۔ مناظر وہابیہ نے تھانوی صاحب کے کفر پر پردہ ڈالنے کے لیے کئی کئی چالیں چلیں متعدد کروٹیں بدلیں مگر سب بیکار رہیں۔

(بقیہ صـ۱۶۱) عزوجل کے معلومات کی کوئی نہایت وحد نہیں ہے اور آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اور چھپاتے ہیں وہ سب اللہ عزوجل کے معلومات سے ایک قطرہ ہیں اھ۔ اس سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے علم کی کوئی نہایت نہیں ہے اور زمین اور آسمان کی چیزوں کا علم محدود و متناہی ہے۔ وہابیہ جو یہ کہتے ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین و آسمان کی سب چیزوں کا علم ہو جائے گا تو شرک لازم آئے گا۔ یہ سراسر وہابیہ کی علم باری عزوجل سے جہالت ہے اس لیے کہ وہابیہ نے اپنے گمان ناقص میں اللہ عزوجل کے علم کو محدود و متناہی سمجھا ہے۔ والعیاذ باللہ۔
وما قدروا اللہ حق قدرہ۔

مناظر اہلسنّت نے دیوبندیوں خصوصاً تھانوی صاحب کے وکیلوں کے اقرار سے تھانوی صاحب کا کفر ثابت کر دیا۔ اور جب وہابیہ کے پیشواؤں کی وہ عبارات پڑھ کر سُنائیں جن میں بزرگانِ دین اور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں توہینیں اور گستاخیاں کی ہیں تو مجمع نے وہابیہ کے گندے عقیدوں پر لعنت کی اور وہابیہ کے پیشواؤں سے بیزاری ظاہر کی۔ جب وہابیہ کا پردہ آج خوب فاش ہوا تو بے حیا وہابیت اپنا رنگ لائی۔ وہابیہ نے شکست کھائی، مناظر وہابیہ کا چہرہ خصوصاً مرجھا گیا، ہمت پست ہو گئی مگر اس کے باوجود عاجزی اور کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لیے مناظر وہابیہ کی بے حیائی کی ہنسی بند نہ ہوئی، مگر قسمت کی کھُلی کیسے چھپ سکتی ہے۔ سامعین مناظر وہابیہ کی بے حیائی وبے مزہ اور کمزوری اور عاجزی کی ہنسی سے مناظر وہابیہ کی کھُلی شکست کو بار بار محسوس کر رہے تھے۔ مولوی اسماعیل سنبھلی اپنے وہابی مناظر کی شکست کو دیکھ کر آج بدحواسی کے عالم میں اس قدر مستغرق تھے کہ اُن کے مونھ میں زبان اور جسم میں جان معلوم نہ ہوتی تھی۔ وہابیہ کی تین روز پیہم ذلّت اور رسوائی نے وہابیہ کو مجبور کیا کہ کسی حیلہ بہانے سے مناظرہ سے جان چھوٹ جائے۔ چنانچہ چوتھے روز مناظر وہابیہ نے اپنے پیشوا شیطان نجدی کی پیروی کرتے ہوئے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ اقدس میں توہین کر کے مناظرہ کو درہم برہم کر دیا۔

مناظرہ کا چوتھا دن

آج بھی وہابیہ کی آمد عجیب سج دھج کے ساتھ تھی۔ دو صاحب عبا پہنے ہوئے عربی لباس میں وہابیہ کے ہمراہ تھے۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ بے چارے سرائے میں مقیم تھے وہابیہ اُن کو دھوکا دے کر اپنے ہمراہ لائے (چنانچہ جب مناظر وہابیہ نے مناظرہ درہم برہم کرنے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں گستاخی اور توہین کی تو اُن دونوں نے بھی علانیہ مناظر وہابیہ کو توبہ کی طرف توجہ دلائی۔ مگر مناظر وہابیہ نے توبہ نہ کی) جب مناظرہ شروع ہونے کا وقت معین آگیا تو مولانا سردار احمد صاحب تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہونا ہی چاہتے تھے۔ کہ مناظر وہابیہ نے کہا کہ آج پہلے میں تقریر کروں گا۔

مولانا سردار احمد صاحب تین روز سے جس حیثیت سے میں روزانہ پہلے تقریر کرتا رہا۔ آج بھی اُسی حیثیت سے پہلے تقریر کرنے کا میں ہی مستحق ہوں۔ آپ مستحق نہیں۔

مولوی منظور صاحب کچھ بھی ہو آج تو میں ہی تقریر کروں گا۔ آپ تسلیم کریں یا نہ کریں۔

مولانا سردار احمد صاحب آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ جس سے روشن ہو گیا کہ آپ آج پہلے تقریر کے لیئے مستحق ہونے کی دلیل بیان کرنے سے عاجز ہیں۔ پہلے دن کی طرح آج پھر آپ نے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کا ثبوت دیا ہے۔ اس سے محض مقصد آپ کا مناظرہ سے پیچھا چھوڑانا ہے مگر یاد رکھیئے کہ مجھے مناظرہ کرنا منظور ہے اور آپ کو شکست پر شکست

دینا ہے آج اگر آپ بغیر پہلے تقریر کیئے مناظرہ کے لیئے تیار نہیں تو آپ ہی پہلے تقریر کر لیجئے مجھے منظور ہے۔

مولوی منظور صاحب میں نے جناب تھانوی صاحب کی صفائی میں بسط البنان پیش کی تھی آپ نے اُس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

اور عبارت حفظ الایمان کو بے غبار ثابت کیا گذشتہ روز مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی تقویۃ الایمان کی عبارات پر بحث آگئی۔آپ نے اُن عبارات کو کفری عبارات بتایا، تو میں نے اُن کی صفائی میں آپ کے اعلےٰ حضرت کو پیش کیا آپ نے اُس کا کوئی جواب نہیں دیا، اور آپ نے کل آخری تقریر میں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو زمین و آسمان کی تمام چیزوں کا علم غیب عطا فرمایا ہے بلکہ آپ کے نزدیک تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو روزِ ازل سے روز آخر تک تمام چیزوں کا علم غیب عطا کیا گیا ہے۔آپ کا یہ قول قرآن و حدیث، تفسیر و اقوال علماء کے خلاف ہے۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم غیب حاصل ہے مگر آسمان و زمین کی تمام چیزوں کا علم بھی حاصل نہیں۔چہ جائیکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو روزِ ازل سے قیامت تک کی چیزوں کا علم حاصل ہو۔

مولانا سردار احمد صاحب آپ کو اتنے مجمع میں صریح جھوٹ بولتے شرم نہیں آتی۔آپ نے تھانوی صاحب کی صفائی میں جب بسط البنان پیش کی تھی تو میں نے نہایت وضاحت سے ثابت کیا کہ تھانوی صاحب نے تو بسط البنان میں اپنے کفر کا اقرار کیا ہے۔آپ نے اس کا جواب کوئی نہ دیا۔پھر آپ نے اسماعیل دہلوی کے دامن میں پناہ لی اور حاضرین کو دھوکا دینے کے لیئے اور اُس کے کفر پر پردہ ڈالنے کے لیئے آپ نے ایک نئی چال اختیار کی۔میں نے ثابت کیا کہ دیوبند کے جمہور علماء مولوی اسماعیل دہلوی کے کفر و الحاد و زندقہ و جہل

کا فتویٰ دے چکے۔ اب کسی وہابی میں یہ دم نہیں کہ اپنے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی کا اسلام ثابت کر سکے۔ اور اعلیٰ حضرت قبلہ نے احتیاطاً اُس کو کافر نہیں کہا اور اُس کو مسلمان بھی نہیں کہا۔ آپ نے بیان کیا کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ "حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم غیب حاصل ہے"۔ اور آپ کے پیشوا گنگوہی صاحب نے فتاوےٰ رشیدیہ جلد سوم ص۳۷ پر لکھا ہے "علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں"۔ یہی گنگوہی صاحب اپنے فتاوےٰ جلد دوم ص۱۰ پر لکھتے ہیں۔ "یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے"۔ آپ کے پیشواؤں کا عقیدہ صحیح ہے یا آپ کا؟ سامعین کو دھوکا نہ دیجئے بلکہ اپنا صحیح عقیدہ بیان کیجئے۔ آپ نے تھانوی صاحب کے اسلام ثابت کرنے سے عاجز آکر علم غیب کی بحث شروع کر دی ہے۔ اللہ عز وجل نے بے شک اپنے حبیب اکرم سیّد دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو روزِ اول سے روز آخر یعنی قیامت تک شرق سے غرب تک سر عرش سے زیر فرش تک جمیع ما کان و ما یکون کا علم عطا فرمایا۔ قرآن پاک میں ہے وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ یعنی اتاری ہم نے تم پر کتاب جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ قرآن پاک میں ہے وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ یعنی قرآن پاک ہر شئے کی پوری پوری تفصیل ہے۔ قرآن پاک میں ہے مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ یعنی ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی۔ جب قرآن مجید ہر شئے کا بیان ہے اور اہل سنّت کے نزدیک شئے ہر موجود کو کہتے ہیں تو فرش تا عرش تمام موجودات اس بیان کے احاطہ میں داخل ہوئے۔ اور موجودات میں سے لوح محفوظ بھی ہے۔ تو لوح محفوظ کے جملہ مکتوبات کو بھی یہ بیان شامل ہوا اب قرآن پاک سے پوچھئے کہ لوح محفوظ میں کیا لکھا ہے قال تعالیٰ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز (لوح محفوظ میں) لکھی ہے۔ قال تعالیٰ وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور خشک مگر کتاب روشن

(یعنی لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے۔ تو قرآن پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ عز وجل نے
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک تمام موجودات مندرجات لوح محفوظ کا علم
دیا۔ وللہ الحمد۔ صحیحین بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔
قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقاماً ما ترک شیئاً یکون فی
مقامہ ذالک الیٰ قیام الساعۃ الاحدث بہ حفظہ من حفظہ و
نسیہ من نسیہ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو
کر جب سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرما دیا کوئی چیز چھوڑ نہ دی
جسے یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین عمر
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے قام فینا النبی صلے اللہ علیہ وسلم مقاماً
فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم و اھل النار
منازلھم۔ ایک بار سید دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش
سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان
فرما دیا۔ علامہ عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری میں ارشاد فرمایا فیہ دلالۃ علےٰ
انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائھا
الیٰ انتہائھا یعنی یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی
مجلس میں اول سے آخر تک تمام مخلوقات کے تمام احوال بیان فرما دیئے۔ اسی مضمون
کو علامہ عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری اور علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری شرح
بخاری اور علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ میں اور شیخ المحدثین نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں
بیان فرمایا۔ صحیح مسلم شریف میں ہے فاخبرنا بما ھو کائن الیٰ یوم القیامۃ یعنی
حضور سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرما دیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا
ہے۔ اس حدیث کی شرح میں مُلّا علی قاری نے فرمایا ای مجملاً و مفصلاً یعنی قیامت

تک کے تمام حوادث کو اجمال و تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ اسی حدیث کی دوسری روایت میں جس کو امام احمد و مسلم نے روایت کیا ہے یہ لفظ ہیں فحدثنا کان وما ھو کائن یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے جو گزرا اور جو ہوگا سب کی خبر دی۔ حلیہ[ع] میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ حضور پُر نور شافع یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان اللہ قد دفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذا۔ یعنی بے شک اللہ عزوجل نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اُسے اور جو کچھ اُس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ اسے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے خصائص کبریٰ میں نقل فرمایا۔ شیخ محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں فرمایا "ہرچہ در دُنیا است از زمانِ آدم تا نفخۂ اولیٰ بروے صلی اللہ علیہ وسلم منکشف ساختند تاہمہ احوال را از روزِ اوّل تا آخر معلوم کرد۔" تفسیر روح البیان میں ہے۔ ماانت بنعمۃ ربک بمجنون بمستور عما کان من الازل وما سیکون الی الابد لان الجن ھو الستر بل انت عالم بما کان خبیر بما سیکون یعنی رب عزوجل اپنے حبیب اکرم سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ روزِ اول سے جو کچھ ہوا اور روزِ آخر تک جو کچھ ہوگا تمہارے رب کے فضل سے تم پر کچھ پوشیدہ نہیں تم تمام ماکان و مایکون کے عالم ہو۔ تفسیر معالم و تفسیر خازن میں ہے عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ کی تفسیر میں لکھا ہے "خلق الانسان یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ماکان

ع۵ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت کی سند کو علامہ قسطلانی نے سندہ جیّد فرمایا۔ یہ حدیث مختلف کتب احادیث میں مذکور ہے ۱۲ مصحح

وما یکون"۔ یعنی اللہ عزوجل نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور اُن کو ماکان وما یکون سکھایا۔ یعنی جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوگا سب کا علم دیا۔ علامہ صاوی نے بھی اپنی تفسیر میں اس کو نقل فرمایا۔ تفسیر صاوی کے الفاظ یہ ہیں والمراد بالبیان علم ماکان ومایکون وما ھو کائن یعنی علمہ البیان کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا اور جو کچھ ہو رہا ہے سب کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو عطا فرمایا۔ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۱۵۵ پر ہے فعلمت علم الاولین والاخرین و فی روایۃ علم ماکان وماسیکون یعنی حضور سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاصل ہوگیا مجھ کو علم اولین اور آخرین کا۔ اور ایک روایت ہے جو کچھ گذر گیا اور جو کچھ ہونے والا ہے یعنی ابتدائے آفرینش سے قیامت تک کی جملہ چیزوں کا مجھے علم حاصل ہو گیا۔ تفسیر علامہ نیشاپوری میں (ولا اعلم الغیب) کی تفسیر میں ہے انہ قال صلے اللہ علیہ وسلم علمت ماکان وماسیکون یعنی جو کچھ ہو گذرا اور جو قیامت تک ہونے والا ہے سب کو میں نے جان لیا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی مدح میں قصیدہ بردہ شریف تمام علمائے اہلسنّت کا مقبول ومستند ومعتمد ہے اس میں شعر ہے

فان من جودك الدنیا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم

یعنی یارسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش سے ایک حصہ ہے اور لوح وقلم کا علم (جس میں تمام ماکان ومایکون ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے۔ اس کی شرح میں علامہ علی قاری فرماتے ہیں علمھما انما یکون سطرا من سطور علمہ ثم مع ھذا ھو من برکۃ وجودہ صلے اللہ علیہ وسلم اھ یعنی لوح وقلم کا تمام علم (جس میں ماکان ومایکون تفصیلا مندرج ہے) حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دفتر علم سے ایک سطر ہی تو ہے پھر بایں ہمہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہے۔ امام ابن حجر مکی شرح ام القرئی میں

فرماتے ہیں ان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم فعلم علم الاولین والاٰخرین ماکان ومایکون یعنی اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر اطلاع دی تو سب اولین وآخرین کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا جو ہو گذرا اور جو ہونے والا ہے سب جان لیا۔ وللہ الحمد۔ علمائے عظام کے اقوال اس کے متعلق بہت زیادہ ہیں اگر سب بیان کیے جائیں تو اس کے لیے بہت وقت درکار ہے۔ منصف مزاج کے لیے یہی کافی ہے۔ دیکھیے قرآن وحدیث وتفسیر واقوال علماء اہلسنّت سے ہمارا مسلک ثابت ہے۔ پھر آپ کا یہ کہنا کہ ہمارا مسلک قرآن وحدیث وتفسیر واقوال علماء کے مخالف ہے سراسر مکاری وفریب دہی ہے۔

مولوی منظور صاحب آپ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ماکان ومایکون یعنی یوم اول سے قیامت تک تمام چیزوں کا علم ہے۔ حالانکہ ماکان ومایکون میں سے بعض غیب ایسے ہیں جو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہیں اُس نے کسی کو نہیں بتائے۔ وہ خاص غیب یہ ہیں۔ قیامت[۱] کب ہوگی۔ بارش[۲] کب ہوگی۔ مادہ[۳] کے رحم میں کیا ہے۔ آئندہ[۴] کے واقعات۔ کس[۵] جگہ موت آئے گی۔ دیکھیے قرآن پاک میں ہے ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ۔ وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وماتدری نفس ماذا تکسب غداً وما تدری نفس بایّ ارض تموت ان اللہ علیم خبیر ۝ اور قرآن پاک میں ہے قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ ومایشعرون ایان یبعثون ۝ دیکھیے ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ حدیث میں بھی ہے کہ یہ پانچ غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس کے باوجود آپ کیسے بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم حاصل ہے تمام زمین کا تو علم محیط حضور علیہ الصلاۃ والسّلام کو

حاصل نہیں قیامت تک کا کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔

مولانا سردار احمد صاحب یہ مجھے تسلیم ہے کہ پانچوں چیزیں یعنی قیامت[1] کب ہوگی۔ مادہ[2] کے رحم میں کیا ہے۔ کل[3] کیا ہوگا۔ کس جگہ موت[4] آئے گی۔ بارش کب[5] ہوگی۔ اللہ عزوجل کے خاص غیب ہیں۔ مگر اس کے باوجود اللہ عزوجل نے اپنے فضل عمیم وعظیم سے اپنے حبیب رؤف و رحیم صلے اللہ علیہ وسلم کو ان پانچوں چیزوں کا بھی علم دیا۔ جو آیت آپ نے پڑھی ہے۔ اسی کی تفسیر میں تفسیر احمدی میں لکھا ہے ولک ان تقول ان علم الخمسة و ان کان لا یعلمها احد الا اللہ لکن یجوز ان یعلمها من یشاء من محبیه و اولیائه بقرینة قوله تعالیٰ ان اللہ علیم خبیر بمعنی المخبر یعنی تو کہہ سکتا ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم اگرچہ خدا کے سوا کسی کو نہیں ہے لیکن وہ اپنے محبین و اولیاء سے جس کو چاہے۔ ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرما دے اس پر قرینہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آخر میں فرمایا ہے بے شک اللہ جاننے والا اور خبر دینے والا ہے۔ اسی آیت کے متعلق تفسیر صاوی میں ہے (قوله وما تدری نفس ماذا تکسب غدا) ای من حیث ذاتها واما باعلام اللہ للعبد فلا مانع منه کالانبیاء و بعض الاولیاء قال تعالیٰ ولا یحیطون بشئی من علمه الا بما شاء۔ وقال تعالیٰ عالم الغیب فلا یظهر علے غیبه احدا الا من ارتضی من رسول قال العلماء وکذا ولی فلا مانع من کون اللہ یطلع بعض عباده الصالحین علے بعض هذه المغیبات فتکون معجزة للنبی وکرامة للولی ولذلک قال العلماء الحق انه لم یخرج نبینا من الدنیا حتیٰ اطلعه علے تلک الخمس۔ یعنی آیت میں جو فرمایا ہے کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ

نفس خود بخود اپنی ذات سے نہیں جانتا لیکن اللہ تعالیٰ کے بتانے سے نفس کل کی بات جان لے تو اس سے کوئی روکنے والا نہیں جیسے انبیاء و اولیاء۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں احاطہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے معلومات کا مگر جتنے کا احاطہ وہ چاہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ غیب جاننے والا ہے پس نہیں مسلط کرتا ہے اپنے غیب پر کسی کو مگر جس کو پسند کرلے رسول سے۔ علماء نے فرمایا ایسے ہی بعض ولی پس اس بات سے کوئی روکنے والا نہیں کہ اللہ عزوجل اپنے بعض نیک بندوں کو ان پانچ غیوب میں سے بعض کا علم عطا فرمائے تو نبی کے لیئے معجزہ ہوگا اور ولی کے لیئے کرامت اور اسی لیئے علماء نے فرمایا ہے کہ حق یہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے دنیا سے رحلت نہیں فرمائی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچوں غیبوں پر مطلع فرمایا۔ وللہ الحمد۔ شیخ محدّث دہلوی قدس سرہٗ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں انہیں پانچ چیزوں کے متعلق فرماتے ہیں "مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل اینہا را نداند آنہا از امور غیب اند کہ بجز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی و الہام بداناند" دیکھیئے اس عبارت کا صاف یہ مطلب ہے کہ وحی کے ذریعہ نبی کو اور الہام کے ذریعہ ولی کو ان پانچ چیزوں کا علم حاصل ہوتا ہے۔ شرح جامع صغیر میں علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں لکن قد تعلم باعلام اللہ تعالیٰ فان ثمہ من یعلمھا و قد وجدنا ذلک لغیر واحد کمارأینا جماعۃ علموا متی یموتون وعلموا ما فی الارحام حال حمل المرأۃ وقبلہ مگر خدا کے بتائے سے کبھی اوروں کو بھی ان پانچ چیزوں کا علم ملتا ہے بے شک ایسے موجود ہیں جو ان غیبوں کو جانتے ہیں اور ہم نے متعدد اشخاص ان کے جاننے والے پائے ایک جماعت کو ہم نے دیکھا کہ انہیں معلوم تھا کب مریں گے اور انہوں نے عورت کے حمل کے زمانہ بلکہ حمل سے بھی پہلے جان لیا کہ پیٹ میں کیا ہے علامہ علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ حدیث خمس لا یعلمھن الا اللہ کی شرح میں

فرماتے ہیں فمن ادعی علم شئ منہا غیر مسند الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کاذبا فی دعواہ۔ یعنی جو کوئی ان پانچ چیزوں میں سے کسی چیز کے علم کا دعوے کرے اور اُسے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف نسبت نہ کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے مجھے یہ علم حاصل ہوا تو وہ مدعی اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ اس سے روشن ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پانچوں غیبوں کو جانتے ہیں اور ان میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بتاتے ہیں۔ وللہ الحمد۔ پھر امام قرطبی نے شرح صحیح مسلم میں اور علامہ عینی، اور علامہ احمد قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں ایسا ہی فرمایا۔ علامہ ابراہیم باجوری شرح قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں لم یخرج صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الدنیا الابعد ان اعلمہ اللہ تعالیٰ بھذہ الامور (ای الخمسۃ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان پانچوں غیبوں کا علم دے دیا۔ حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات جلد اول مکتوب سہ صد و دہم میں فرماتے ہیں۔ "ہر علم غیب کہ مخصوص باوست سبحانہ خاص رسل را اطلاع می بخشند"۔ یعنی جو علم غیب اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسولوں کو اُس پر اطلاع بخشتا ہے۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سورۂ جن کی تفسیر میں تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں "مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچکس را مگر کسے را کہ پسند می کند و آں کس رسول باشد خواہ از جنس ملک و خواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد علیہ الصلاۃ والسلام او را اظہار بر غیوب خاصہ خود میفرماید"۔ مختصراً یعنی اللہ تعالیٰ اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ مگر اُس کو جسے اللہ تعالیٰ پسند فرمائے اور وہ رسول ہو خواہ فرشتوں میں سے ہو خواہ انسانوں میں سے جیسے حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اُس رسول کو اپنے خاص غیب پر مسلط فرماتا ہے۔ آپ نے بیان کیا کہ یہ پانچ چیزیں اللہ تعالیٰ کے خاص غیب ہیں۔ اور

حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی بیان فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و دیگر برگزیدہ رسولوں کو اپنے خاص غیوب پر مطلع فرماتا ہے۔ وللہ الحمد۔ اب آپ کو انکار کی ہرگز گنجائش نہیں میں نے قرآن پاک کی تفسیر اور حدیث کی شروح سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ اللہ عزوجل نے اپنے پیارے رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا بھی علم عطا فرمایا ہے اب آپ یہ بتائیے کہ کس آیت پاک یا کس حدیث شریف سے یہ ثابت ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے پیارے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا سے رحلت فرمانے سے قبل عطا نہیں فرمایا ہے؟

مولوی منظور صاحب قرآن پاک میں ہے۔ پہلی آیت۔ الیہ یرد علم الساعۃ دوسری آیت۔ یسئلونک کانک حفی عنہا قل انما علمہا عند اللہ۔ تیسری آیت۔ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰہا فیم انت من ذکرٰہا۔ چوتھی آیت۔ یسئلک الناس عن الساعۃ قل انما علمہا عند اللہ۔ دیکھئے قرآن پاک کی ان آیات سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہی قیامت کے وقت کا علم ہے۔ اُس نے قیامت کے وقت کا علم کسی کو نہیں دیا۔ تفسیر میں بھی یہی ہے۔ یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیئے ماکان و مایکون کا علم حاصل ہے کہ یہ شرک ہے۔ یہ تو بڑی چیز ہے حضور کے لیئے تو زمین کا علم محیط ثابت نہیں ہو سکتا اور نہ میں اسے مان سکتا ہوں (اس کے بعد بحث سے غیر متعلق باتوں میں وقت گزارا) مرتب

مولانا سردار احمد صاحب آپ نے بیان کیا تھا کہ پانچ غیبوں کا علم اللہ عزوجل نے کسی کو نہیں دیا ہے۔ میں نے اس کے جواب میں اپنی تقریر میں ثابت کیا کہ اللہ عزوجل نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم کو ان پانچ غیبوں کی اطلاع دی ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے وقت قیامت کے علم عطائی کی نفی میں یہ چار آیات پیش کی ہیں اور باقی چار چیزوں کے علم عطا ہونے پر آپ نے کوئی اعتراض نہیں کیا گویا آپ نے پانچ غیبوں میں سے چار غیبوں کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے تسلیم کر لیا ہے۔ مگر آپ وقت قیامت کا علم عطا ہونے کے منکر ہیں۔ حالانکہ میں نے پہلے شرح حدیث وغیرہ سے بیان کیا تھا کہ اللہ عزّ وجل نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو وقت قیامت کا بھی علم عطا فرمایا ہے۔ اس دفعہ پھر آپ نے آیات کریمہ کا مطلب بیان کرنے میں مکر و فریب سے کام لیا ہے۔ کس آیت پاک سے یا حدیث شریف سے یہ صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ اللہ عزّ وجل نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دنیا سے انتقال فرمانے سے پہلے بھی وقت قیامت کا علم نہیں دیا۔ اگر آپ میں ذرا سی بھی سچائی ہے تو ایک آیت یا ایک صحیح حدیث اس پر پیش کیجئے اس دفعہ آپ نے جو آیات پیش کی ہیں اُن میں سے پہلی آیت کے متعلق تفسیر صاوی[1] حاشیہ جلالین میں لکھا

---

[1] تفسیر صاوی میں آیت وما ادری مایفعل بی ولا بکم کی تحت میں لکھا ہے ماخرج صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا حتی اعلمہ اللہ فی القرآن ما یحصل لہ وللمومنین والکفرین فی الدنیا والاخرۃ اجمالاً وتفصیلاً" یعنی حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو خود حضور و مومنین و کفار کے ساتھ جو کچھ دنیا و آخرت میں معاملہ کیا جائے گا سب کا علم عطا فرمایا۔ اسی تفسیر میں آیت ومنھم من لم نقصص علیک کی تفسیر میں فرمایا ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم لم یخرج من الدنیا حتی علم جمیع الانبیاء تفصیلاً کیف لا وھم مخلوقون منہ وصلوا خلفہ لیلۃ الاسراء فی بیت المقدس ولکنہ من العلم المکتوم وانما ترک بیان قصصھم للامۃ رحمۃ بھم فلم یکلفھم الا بما یطیقون۔

(باقی صفحہ ۱۸۶ پر)

ہے (قولہ لا یعلمہ غیرہ) والمعنی لا یفید علمہ غیرہ تعالیٰ فلا ینافی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لم یخرج من الدنیا حتی اطلع علے ماکان ومایکون وما ھو کائن ومن جملۃ وقت الساعۃ یعنی وقت قیامت کو اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے یہ معنے ہیں کہ وقت قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے

(بقیہ صہ ۱۸۵) یعنی بے شک نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ تمام انبیاء کو تفصیلا جان لیا اور کیونکر نہ تفصیلا جانیں حالانکہ سب انبیاء حضور کے نور سے پیدا ہیں اور سب نے حضور کے پیچھے مسجد اقصیٰ میں شب معراج نماز پڑھی اور اپنی اُمت کے لیئے رحمت کی وجہ سے تمام انبیاء کے قصص نہیں بیان کیئے پس اپنے اُمتیوں کو اتنی بات کا مکلف کیا جس کی وہ طاقت رکھتے ہیں۔ اسی تفسیر میں آیت یسئلونک کانک حفیّ عنہا کی تفسیر میں ہے والذی یجب الایمان بہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم ینتقل من الدنیا حتی اعلمہ اللہ بجمیع المغیبات التی تحصل فے الدنیا والآخرۃ فھو یعلمھا کما ھی عین یقین لما ورد رفعت لی الدنیا فانا انظر فیھا کما انظر الی کفی ھذہ وورد انہ اطلع علے الجنۃ ومافیھا والنار وما فیھا وغیر ذلک مما تواترت بہ الاخبار ولکن امر بکتمان البعض۔ یعنی اس پر ایمان ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو دنیا و آخرت کے تمام غیبوں کا علم عطا فرمایا پس حضور دنیا و آخرت کی تمام چیزوں کو عین یقین کی طرح جانتے ہیں۔ اس لیئے کہ حدیث میں وارد ہے کہ میرے لیئے دُنیا اٹھالی گئی پس میں دنیا کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔ اور حدیث میں وارد ہوا کہ حضور جنت اور جنت کی تمام چیزوں اور دوزخ اور دوزخ کی تمام چیزوں اور اس کے علاوہ اور چیزوں پر کہ جن پر اخبار متواتر ہیں مطلع فرمائے گئے مگر لیکن حضور کو بعض علم غیب چھپانے کا حکم تھا۔ وللہ الحمد۔

سوا کوئی اور عطا نہیں کرتا پس یہ قول (کہ اللہ تعالیٰ کے سوا وقت قیامت کوئی نہیں جانتا) اس کے مخالف نہیں ہے کہ بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا اور جو کچھ ہو رہا ہے سب پر حضور کو مطلع فرمایا گیا اور اُس میں سے وقت قیامت بھی ہے اور دوسری آیت کے متعلق اسی تفسیر صادی میں ہے انہا من الامر المکتوم الذی استاثر اللہ بعلمہ فلم یطلع علیہ احداً الا من ارتضاہ من الرسل یعنی وقت قیامت ایسے پوشیدہ امر سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے علم کے ساتھ مختص ہے تو اللہ تعالیٰ نے وقت قیامت پر کسی کو مطلع نہیں فرمایا مگر جس کو رسولوں سے پسند فرمالیا۔ اور تیسری آیت کے متعلق اسی تفسیر میں لکھا ہے فلیس لک علم بہا حتیٰ تخبرھم بہ وھذا قبل اعلامہ بوقتہا فلا ینافی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یخرج من الدنیا حتیٰ اعلمہ اللہ بجمیع مغیبات الدنیا والآخرۃ یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے رسول تجھے وقت قیامت کا علم نہیں کہ تو وقت قیامت کی اُن کو (وقتِ قیامت سے سوال کرنے والوں کو) خبر دے۔ یہ آیت حضور کو وقت قیامت کا علم عطا ہونے سے پہلے کی ہے۔ پس یہ آیت بھی اس کے مخالف نہیں ہے کہ بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ عز وجل نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت کے تمام غیوب کا علم عطا فرمایا۔ چوتھی آیت کے متعلق تفسیر صادی میں لکھا ہے۔ ای لم یطلع علیہا احد وھذا انما وقت السوال والا فلم یخرج نبینا صلے اللہ علیہ وسلم من الدنیا حتی اطلعہ اللہ علی جمیع المغیبات ومن جملتہا الساعۃ اھ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا وقت قیامت پر کوئی مطلع نہیں اور یہ اطلاع نہ ہونا اُس وقت تھا جبکہ اہل مکہ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے قیامت کے بارے میں سوال کیا، ورنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو دُنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس

کے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو تمام غیبوں پر اطلاع بخشی اور اُن غیبوں میں سے قیامت بھی ہے (للہٰذا حضور کو وقت قیامت کا بھی علم ہوا) وللہ الحمد۔ قرآن پاک کی جتنی آیات آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وقت قیامت کے علم کی نفی میں پیش کی تھیں انہیں آیات کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو وقت قیامت کا علم بلکہ روزِ اوّل سے روزِ آخر تک بلکہ آخرت کا علم بھی عطا فرمایا ہے۔ اور اس سے شرک ہرگز لازم نہیں آتا ہے۔ اس لیئے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کا علم غیر متناہی و غیر محدود بالفعل و قدیم و ممتنع التغیر غیر مخلوق ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم متناہی و محدود بالفعل حادث و ممکن التغیر اور مخلوق ہے۔ شرک آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ کے نزدیک لازم آتا ہے۔ اسی لیئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیئے علم محدود ماننے کو تم شرک کہتے ہو جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ تمہارے نزدیک اللہ عزوجل کا علم بھی محدود ہے والعیاذ باللہ۔ آپ نے بیان کیا کہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیئے زمین کا علم محیط ثابت نہیں ہوسکتا" جی ہاں آپ کے نزدیک تو شیطان کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف سے زیادہ ہے اسی لیئے آپ کے نزدیک شیطان کے لیئے زمین کا علم محیط ثابت ہے اور شیطان کے علم کی یہ وسعت آپ کے نزدیک قرآن کریم کی آیات قطعیہ یا احادیث متواترہ سے ثابت ہے مگر چونکہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضل و کمال سے جلتے ہیں اسی لیئے اگر حضور کے واسطے زمین کا علم محیط قرآن و حدیث سے بھی ثابت کیا جائے تو اُسے آپ ہرگز نہیں مانتے بلکہ اُسے شرک بتاتے ہیں آپ اور آپ کی تمام جماعت وہابیہ کے پیشوا براہین قاطعہ صہ۵۱ پر لکھتے ہیں "الحاصل[عہ] غور کرنا

عہ وہابیہ کے بارے میں الاستمداد میں ہے ؎

علم اپنے مرشد شیطان کا ؛ علم شاہ سے بڑھاتے یہ ہیں ۔ اس کی وسعت نص سے مانیں ؛ شرک یہاں ٹھنٹاتے یہ ہیں
علم غیب ابلیس کو مانیں ؛ شہ کو کہو جل جاتے یہ ہیں ۔ صاف صریحاً اپنے خدا کا ؛ اس کو شریک بتاتے یہ ہیں

چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے "

دیکھیئے آپ کے پیشوا جس علم کو شیطان کے لیئے نصوص قطعیہ سے مان رہے ہیں اسی علم کو اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیئے ثابت کیا جائے تو شرک بنا رہے ہیں ۔ والعیاذ باللہ ۔ اپنی دورنگی چال کو ترک کیجیئے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین اور گستاخی کرنے سے توبہ کیجیئے ۔

مولوی منظور صاحب آپ جو ہماری جماعت پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین اور بے ادبی کا الزام دھرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے آپ نے کیا اپنے اعلےٰ حضرت کے ملفوظ میں ایک خواب کا تذکرہ نہیں دیکھا سنیئے اس میں لکھا ہے کہ "مولوی برکات احمد مرحوم کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر تشریف لیئے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے" اس خواب کو نقل فرمانے کے بعد آپ کے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ۔ الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا" ملفوظ حصہ دوم صـ ۲۵ ۔ اس خواب کے صاف معنے یہ ہیں کہ آپ کے اعلیٰ حضرت نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی امامت اپنے گمان میں کی ہے ۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔ اس میں بے ادبی ہے ۔ اس خواب کا جواب دیجئے ۔ آپ تو بس فاتحہ وغیرہ کے حلوے کھایئے اور فاتحہ کو جائز بنایئے اور بس ۔ منظور تو کم بخت ہے، منظور کو فاتحہ کے کھانے کہاں نصیب ۔ (اور بحث سے غیر متعلق باتوں میں اپنا باقی وقت

گذارا) مرتب

مولانا سردار احمد صاحب

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقًا ہ

ے حقیقت پر کبھی باطل کا جادو چل نہیں سکتا
فریب و مکر کے سانچے میں ایمان ڈھل نہیں سکتا

الحمد للہ کہ حاضرین پر روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ آپ کے پیشواؤں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں کھلی گستاخیاں کی ہیں اور آپ اُن کی صفائی میں کچھ نہیں پیش کر سکتے۔ اور اس دفعہ آپ نے نہایت مکر وخیانت سے کام لیا ہے۔ اعلےٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ میں نے حضور کی امامت کی، یہ آپ کا صریح بہتان ہے۔ بلکہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے اس بات پر شکریہ ادا کیا ہے کہ میں نے ایسے شخص کی نماز پڑھائی جو کہ رحمت مجسّم سیّد دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا موردِ الطاف ہے۔ اور بے شک یہ بات قابل شکر ہے۔ اور حضور کے نماز جنازہ پڑھنے سے کہاں لازم آتا ہے کہ حضور نے اسی نماز میں شرکت فرمائی ہو تو حضور کا مقتدی ہونا لازم نہیں آتا ہے۔ حضور کی تو وہ شانِ عظیم ہے کہ جب تشریف لاتے ہیں تو امام بھی مقتدی ہو جایا کرتے ہیں۔ تو اگر حضور نے اُسی نماز میں شرکت فرمائی تو عالم ظاہر میں اعلیٰ حضرت امام تھے اور اعلیٰ حضرت کے امام عالمِ باطن میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ اس واقعہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف مقتدی ہونے کا گمان آپ کے فسادِ قلب کی وجہ سے ہے۔ دیکھیئے بے ادبی وہ ہے کہ آپ کے پیشوا نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر علمائے دیوبند سے اُردو سیکھنے کی تہمت رکھی ہے۔ براہین قاطعہ صد ۲۶ پر آپ کے پیشوا لکھتے ہیں "ایک صالح فخر عالم علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی

آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علمائے دیوبند سے ہمارا معاملہ[1] ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔"
اور آپ کے اسی پیشوا کی مصدقہ کتاب تذکرۃ الرشید جلد اول ص۲۶۴ پر ہے "ایک دن اعلیٰ[2] حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) نے خواب میں دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اُٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہمان علماء ہیں (یعنی دیوبند کے مُلّے) اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔"
کہیں ایسا خواب نقل کرتے ہو کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے علمائے دیوبند سے اُردو کلام سیکھا۔ کہیں یہ شائع کرتے ہو کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام علمائے دیوبند کا کھانا پکانے والے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ شرم کیجئے اور خدا عزوجل ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خوف کیجئے اور وہابی مذہب سے توبہ کیجئے۔ آپ نے اس دفعہ عاجز ہو کر فاتحہ کی بحث شروع کر دی ہے۔ فاتحہ بے شک ایصالِ ثواب کا نام ہے اور ایصالِ

---

[1] وہابیہ کے بارے میں الاستمداد میں لکھا ہے ؎

ڈربن والوں کے ملنے سے ؛ اُردو دشہ کو سکھاتے یہ ہیں
ان کے نبی کی استاذی کا ؛ حق اُمت پہ جتاتے یہ ہیں
اُف بے باکی شاہ سے اپنی ؛ روٹی تک پکواتے یہ ہیں

[2] وہابیہ عموماً اعتراض کرتے ہیں کہ اہلِ سُنّت اپنے پیشوا مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ کو اعلےٰ حضرت کہتے ہیں۔ تذکرۃ الرشید کی عبارت سے صراحتہً ثابت ہے کہ وہابیہ بھی حاجی صاحب کو اعلےٰ حضرت کہتے ہیں۔ تو سُنّیوں پر وہابیہ کا یہ اعتراض وہابیہ کے من گھڑت قاعدہ پر مبنی ہے کہ وہابیہ کے لیے جائز ہے اور سُنّیوں کے لیے ناجائز۔

ثواب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ مگر تعجب آپ کی جماعت وہابیہ پر ہے کہ فاتحہ گیارھویں کو ناجائز و حرام و بدعت بھی بتاتے ہیں اور اگر کہیں گیارھویں شریف یا فاتحہ کا حلوا مل جائے تو طباق کے طباق ہضم کر جاتے ہیں۔ سننے میں آیا ہے کہ ضلع مراد آباد میں ایک وہابی صاحب کے گھر فاتحہ کا حلوا مع طباق بھیجا گیا تو وہ وہابی صاحب حلوا تو در کنار طباق بھی ہضم کر گئے۔ آپ کے نزدیک تو ہندوؤں کے تہوار ہولی دیوالی کی پوریاں اور کھیلیں درست ہیں۔ مگر محرم کی سبیلیں اور امام عالی مقام سید الشہداء حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصالِ ثواب کا شربت ناجائز و حرام ہے۔ دیکھئے آپ کے گنگوہی صاحب کے فتاوےٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۱۹ پر ہے۔ "ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا مسلمانوں کو درست ہے" اور آپ کے یہی گنگوہی صاحب اپنے فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۱۴ پر لکھتے ہیں۔ "محرم میں ذکرِ شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا سبیل لگا کر شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں" ہندو جس مٹھائی، کھانے، پوری، کھیلوں پر وید پڑھیں وہ آپ کے نزدیک شرعاً کھانا عین روا ہے۔[1] مگر مسلمان عاشورہ کو جس شربت یا دودھ پر قرآن پاک کی تلاوت کر کے حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پر فتوح کو اُس کا ثواب پہنچائیں۔ تو وہ شربت اور دودھ پلانا آپ کے نزدیک حرام ہو جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ۔ بایں ہمہ وہابیہ کو جب

---

[1] الاستمداد میں وہابیہ کے متعلق خوب لکھا ہے ؎

ہولی دوالی کا کھانا جائز ؛ جی جی کر کے کھاتے یہ ہیں

شربت و آبِ سبیلِ محرّم ؛ صاف حرام کراتے یہ ہیں

نامِ امام نے آگ لگا دی ؛ نجد کی ہولی جلاتے یہ ہیں

وہ شربت مل جائے تو گلاس کے گلاس چڑھا جائیں ۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ۔

آپ نے ٹھیک بیان کیا ہے کہ "منظور تو کم بخت ہے اُسے فاتحہ کے کھانے کہاں نصیب !" آپ اور دیگر وہابیہ واقعی آپ کے اقرار سے بھی کم بخت ہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کے دودھ اور شربت پلانے کو حرام بتاتے ہیں ۔ آپ اور آپ کی جماعت وہابیہ کے نصیب و بخت میں تو ہندوؤں کے تہوار دیوالی، ہولی، دسہرہ کی مٹھائی، پوری، کھیلیں، کچوریاں، حلوا، پراٹھا وغیرہ وغیرہ ہیں جن پر ہندو وید پڑھتے ہیں۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

اپنی دو رنگی چال چھوڑ دیجئے، مسلمانوں کو دھوکا نہ دیجئے اور وہابی مذہب سے توبہ کیجئے !

مولوی منظور صاحب

میں فاتحہ کو بدعت کہتا ہوں ۔ اور محرم کی سبیل لگانے اور محرم میں دودھ یا شربت پلانے کو حرام کہتا ہوں ۔ اور اس وجہ سے میں کم بخت ہوں تو میں ایسا کم بخت ہی اچھا ہوں ۔

"میں بھی بھوکا مرتا ہوں اور میرے آقا محمد رسول اللہ بھی بھوکے مرا کرتے تھے جو حشر میرا وہ حشر اُن کا" (والعیاذ باللہ)

منظور کا شانِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں گستاخی کر کے توبہ کرنے سے اِنکار اور مناظرہ گاہ سے کھُلا فرار!

خط کشیدہ ناپاک الفاظ کو اس گستاخ بد دین مناظر وہابیہ کی زبان سے سُن کر مجمع میں

مناظر وہابیہ منظور سنبھلی جیسے دریدہ دہن پر فقہائے اندلس کا فتویٰ۔ زمانۂ گذشتہ میں بھی مسائل شرعیہ میں مناظرے ہوتے تھے ایک دفعہ مناظرہ کے درمیان میں ایک کٹ مُلّا مناظر نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کی اور یہ کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام تو یتیم تھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا زہد یعنی لذیذ کھانے نہ کھانا اضطراری ومجبوری کی حالت میں تھا اپنے اختیار سے نہ تھا اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو لذیذ کھانوں پر قدرت ہوتی تو کھایا کرتے (والعیاذ باللہ) فقہائے اندلس نے اُس کٹ مُلّا مناظر کی اس دریدہ دہنی پر قتل وسُولی کا فتوے دیا۔ شیخ المحدثین مولانا مولوی عبد الحق صاحب دہلوی قدس سرہٗ مدارج النبوۃ شریف جلد اوّل صفحہ ۵۵ پر فرماتے ہیں۔ ”وذکر کردہ است قاضی عیاض در شفاء و نقل کردہ است از شیخ تقی الدین سبکی در کتاب خود السیف المسلول کہ فقہائے اندلس فتویٰ دادند بقتل و صلب شخصے از متفقہ کہ استخفاف کرد در شان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم در اثنائے مناظرہ و تسمیہ کرد اورا بریتیم و گفت زہد وے ضروری بود د بالقصد و اختیار نبود و اگر قدرت بر طیبات می یافت میخورد انتہیٰ۔“ دیکھو جو ناپاک الفاظ اُس کٹ مُلّا مناظر نے بکے ویسے ہی بلکہ اُس سے زیادہ ناپاک اور گستاخانہ الفاظ مناظر وہابیہ مولوی منظور نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں بکے۔

سخت ہیجان پیدا ہوا - اور مجمع کی جانب سے فوراً مطالبہ ہوا کہ تم شانِ رسالت میں توہین اور گستاخی سے پیش آئے ہو - کیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان اقدس میں گستاخیاں اور توہینیں کرتے ابھی تک تمہارا جی نہیں بھرا ہے - جلدی توبہ کرو - وہابیہ جن دو عرب صاحبان کو آج اپنے ہمراہ لائے تھے اُنھوں نے اور دیگر وہابیہ نے بھی مناظر وہابیہ کو توبہ کی طرف توجہ دلائی - مگر اُس نے بار بار اصرار کے باوجود توبہ نہ کی اور مجمع میں توبہ نہ کرنے پر اشتعال پیدا ہو گیا اور جماعت وہابیہ رُسوائی کے ساتھ وقت مناظرہ ختم ہونے سے ایک گھنٹہ قبل جوتیاں چھوڑ کر میدانِ مناظرہ سے بھاگ نکلے - مناظر اہلسنّت مولانا مولوی سردار احمد صاحب اور جو اُن کے ساتھ علمائے کرام تھے وہ اور مجمع اپنی جگہ پر قائم رہا - وہابیہ کے گندے مذہب پر مجمع میں لعنت و ملامت کی آوازیں اُٹھ رہی تھیں - اور مجمع پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ دیوبندی جماعت کے دل میں حضور انور علیہ الصلاۃ والسّلام کی توہین کا جو جذبہ ہے جیسا کہ اُن کی کتابوں سے ظاہر ہوتا تھا آج اُن کی زبان پر آگیا اور ہم نے کانوں سے سُن لیا - مجمع وہاں سے کسی طرح نہ ہلتا تھا - واعظ شیریں مقال جناب مولانا مولوی عبد الحفیظ صاحب نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے فضائل میں ایک مختصر تقریر فرمائی ، اور ساڑھے گیارہ بجے جلسہ کو صلاۃ و سلام پر ختم کر دیا - اہلسنّت کو بتوفیقہ تعالیٰ اس مناظرہ میں جو روشن فتح ہوئی اُس کی مثال مشکل سے ملے گی -

بانیٔ مناظرہ کا فیصلہ

جو مناظرہ اکبری مسجد شہر کہنہ بریلی میں مولوی سردار احمد صاحب سُنّی گورداسپوری اور مولوی منظور صاحب وہابی دیوبندی کے درمیان ۲۰ محرّم ۱۳۵۴ھ تک ہوا میں

اس مناظرہ میں اوّل تا آخر موجود رہا۔ اور نہایت اطمینان اور غور کے ساتھ میں نے فریقین کی تقریریں سُنیں۔ مجھ پر بلکہ تمام مسلمانوں پر جو وہاں موجود تھے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بیشک وہابیہ کے پیشوا مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلاۃ والسّلام کی شان اقدس میں صریح توہین اور کُھلی گستاخی کی ہے اور مولوی سردار احمد صاحب اور دیگر علمائے عرب و عجم نے اس توہین کی بناء پر تھانوی صاحب پر جو کفر کا فتویٰ دیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ بلاشبہ مولوی سردار احمد صاحب حق پر ہیں اور مولوی منظور وکیل تھانوی صاحب باطل پر۔ یہ فیصلہ میں نے ان وجوہات سے کیا:۔

(۱) میرے اور فریق مقابل محمد شبیر کے درمیان یہ تحریری معاہدہ قرار پایا تھا کہ مناظرہ تھانوی صاحب کے کفر کے بارے میں ہو گا۔ اس کے باوجود مولوی منظور صاحب پہلے روز کسی طرح اس پر مناظرہ کرنے کے لیے تیار نہیں تھے جس سے میں نے بلکہ تمام حاضرین نے یہ نتیجہ نکالا کہ مولوی منظور صاحب اپنے تھانوی صاحب کے اسلام ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔

(۲) مولوی منظور صاحب نے حفظ الایمان کی ناپاک عبارت کی جو تاویل پیش کی مولوی سردار احمد صاحب نے اُس کا کافی شافی جواب دیا مگر مولوی سردار احمد صاحب کے سوالات کے جوابات مولوی منظور نہ دے سکے۔

(۳) مولوی منظور صاحب نے عاجز ہو کر اپنا اکثر وقت بحث سے خارجی باتوں میں گزارا۔

(۴) مولوی سردار احمد صاحب کے مطالبہ پر مولوی منظور صاحب نے ایک تحریر لکھی جس کا مطلب خود نہ سمجھ سکے آخر عاجز ہو کر مجمع کے سامنے اپنی تحریر کاٹی اور کٹی ہوئی دستخطی تحریر مولوی سردار احمد صاحب کو دی۔

(۵) مولوی منظور صاحب نے بیان کیا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا کے معنی اتنا اور اس قدر ہیں حالانکہ دیوبند کے صدر مولوی حسین احمد صاحب نے اپنی کتاب الشہاب الثاقب میں اس معنی کو غلط ٹھہرایا ہے اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کا احتمال ضروری بتایا ہے۔

(٦) مولوی منظور صاحب نے بیان کیا کہ اگر عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کا ہو تو کفر ہے حالانکہ صدر دیوبند نے الشہاب الثاقب میں ایسا کو تشبیہ ہی کے لیئے بتایا ہے۔

(۷) مولوی اشرفعلی صاحب نے بسط البنان میں بیان کیا کہ اگر عبارت حفظ الایمان میں علم رسول کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علم سے بعض وجوہ سے تشبیہ ہو ایسی تشبیہ قرآن پاک سے ثابت ہے اور مولوی منظور نے بیان کیا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا تشبیہ کے لیئے ہو تو کفر ہے لہٰذا مولوی منظور کے اقرار سے مولوی اشرفعلی کا کفر ثابت ہوا۔

(۸) بعض اوقات مولوی منظور صاحب جواب سے عاجز آکر اپنا سر پکڑ کر بیٹھ جاتے۔

(۹) حکیم عرفان علی صاحب کی نشست گاہ میں مولوی منظور صاحب نے بیان کیا کہ عبارت حفظ الایمان کے متعلق ایسے سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ اُن کا جواب دینا نہایت دشوار ہے۔

(۱۰) مولوی منظور صاحب نے اصل بحث سے عاجز ہو کر علم غیب میں بحث شروع کر دی اس سے عاجز آئے تو فاتحہ میں۔

(۱۱) صدر اہلسنّت اور صدر وہابیہ میں جب کبھی کسی معاملہ کے متعلق گفتگو ہوتی تو صدر وہابیہ اکثر لاجواب ہو کر بدحواسی کے عالم میں بیٹھ جاتے۔ اور میں نے اس مناظرہ

سے یہ نتیجہ نکلا کہ مناظر وہابیہ شانِ رسالت میں نہایت دریدہ دہن اور گستاخ ہے۔

ان وجوہ سے :۔

(۱) پہلے روز مناظر وہابیہ نے کہا کہ عبارت حفظ الایمان میں خواہ ساری دُنیا توہین بتائے اور کفر ٹھہرائے مگر میں تسلیم نہیں کروں گا۔

(۲) جب مولوی سردار احمد صاحب نے تقویتہ الایمان کی وہ ناپاک عبارتیں پڑھ کر سُنائیں جس میں اولیائے کرام انبیائے عظام علیہم الصلاۃ والسّلام کی شان اقدس میں توہین ہے تو مولوی منظور صاحب نے کہا کہ تقویتہ الایمان کی تمام عبارتیں قرآن و حدیث کا ترجمہ ہے۔ والعیاذ باللہ من ذلك۔

(۳) مناظرہ سے عاجز ہو کر مولوی منظور صاحب نے حضور علیہ الصلاۃ والسّلام کی شان اقدس میں صریح گستاخی کی۔ جب توبہ کا مطالبہ ہُوا تو مناظر وہابیہ اور جماعت وہابیہ پشت پھیر جوتیاں چھوڑ کتابیں پھینک نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ بھاگ گئے۔ الغرض اور بھی متعدد وجوہ ایسے ہیں کہ جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مولوی سردار احمد صاحب حق پر ہیں اور مولوی منظور و دیگر وہابیہ باطل پر۔

بانیٔ مناظرہ حامد یار خاں صدر انجمن محافظ اسلام شہر کہنہ بریلی

مناظرہ کے اثرات

الحمد للہ کہ اس مناظرہ میں حضرت حق جل مجدہ نے اہلِ حق کو عظیم الشان فتح عطا فرمائی اور وہابیہ کو ایسی شرمناک شکست فاش نصیب ہوئی کہ زندگی بھر اسے نہ بھولیں گے۔ سینکڑوں ایسے اشخاص جو تذبذب میں تھے اس مناظرہ کی بدولت وہابیہ کے گندے عقائد پر مطلع ہو کر وہابیہ کے گندے مذہب پر نفرین کرنے لگے اور مذہب مہذب اہلسنّت وجماعت میں داخل ہو کر سرکار دوعالم نور مجسم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام اور فدائی بن گئے مولوی منظور نے اپنے کو حنفی سُنّی ظاہر کر کے بھولے بھالے مسلمانوں کی ایمان جیسی بے بہا دولت پر مار آستین کی طرح اپنا کفری زہریلا ڈنک مارنا چاہا مگر قدرت کو نامنظور ہوا اس مناظرہ میں قدرت نے ہزاروں کے سامنے مولوی منظور کی وہابیت اور دورنگی چال کا پردہ علانیہ کھول دیا۔ ہندوستان بھر میں مولوی منظور کا شانِ رسالت میں گستاخ ہونا اخباروں کے ذریعہ سے مشتہر ہو گیا۔ اس مناظرہ کے بعد عام مسلمانوں خصوصاً مسلمانانِ بریلی کی نظروں میں جس قدر مولوی منظور حقیر و ذلیل ہے وہ ظاہر ہے مدرسہ وہابیہ کے بعض طلبہ بلکہ بعض مدرسین نے کہا اور کہتے ہیں کہ مولوی منظور مناظرہ کرنے کے قابل نہیں اگر مولوی منظور یا دیگر وہابیہ جو اس مناظرہ میں موجود تھے اُن میں ذرّہ برابر حیا ہوگی تو اہلسنّت سے کبھی مناظرہ کا نام نہیں لیں گے بلا شبہ اس مناظرہ کی فتح کا سہرا مناظر اہلسنّت مولوی سردار احمد صاحب کے سر پر رہا۔ وللہ الحمد۔ بریلی میں اس فتح کی مبارک بادی کے متعدد اجلاس حضرت صدر الشریعۃ اُستاذنا مولٰنا مولوی حکیم ابو العلا امجد علی صاحب اعظمی رضوی صدر المدرسین ومصنف بہارِ شریعت کی زیرِ صدارت منعقد ہوئے اس نمایاں کامیابی کی جو خوشی حضرت ممدوح کو حاصل ہوئی قابل بیان نہیں اور خوشی کیوں حاصل نہ ہوتی کہ اُن کے شاگرد مولوی سردار احمد

صاحب نے وہابیہ کے مایۂ ناز مناظر کے حواس باختہ کر دیئے۔

مُبارکبادی کے اجلاس

(۱) حضرت صدر الشریعۃ مدظلہ کی جانب سے دار العلوم منظر اسلام محلہ سوداگران میں جلسہ منعقد ہوا۔ حضرت ممدوح نے مناظر اہلسُنّت مولانا سردار احمد صاحب و مولانا حبیب الرحمان صاحب و مولانا اجمل شاہ صاحب کی اپنے دستِ اقدس سے دستار بندی فرمائی اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ پھر مولوی عبد المصطفےٰ صاحب اسمٰعیل اعظمی نے نظم تہنیت پڑھی اور دُعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

(۲) دار العلوم اہلسُنّت منظرِ اسلام کی جانب سے آستانہ عالیہ رضویہ پہ جلسہ منعقد ہوا اور دار العلوم کی جانب سے بھی فتحمند مناظر کی دستار بندی کی گئی اور مناظر اہلسُنّت کو دار العلوم کی جانب سے عبا بھی نذر کیا پھر مولوی بدر عالم صاحب بہاری نے خوش الحانی کے ساتھ نظم مبارکبادی پڑھی اور دُعا پر جلسہ ختم ہوا۔

(۳) جمعیت طلبہ خدّام الرضا کی طرف سے آستانہ عالیہ پر جلسہ منعقد ہوا۔ مبارکبادی پیش کرنے کے بعد مولوی عبد السلام صاحب بہاری نے نظم مبارکبادی پڑھی اور پھولوں کی نچھاور اور دُعا پر جلسہ ختم ہوا۔

(۴) محلہ اعظم نگر میں جمعیت خدام المصطفےٰ کی جانب سے نہایت عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔

(۵) جامع مسجد قلعہ میں نہایت اہتمام کے ساتھ جلسہ منعقد ہوا مجمع اتنا کثیر تھا کہ ایک عرصہ سے کبھی اتنا اجتماع وہاں دیکھنے میں نہیں آیا ہر طرف سے مبارکبادی کی صدائیں آ رہی تھیں۔

(۶) مرزا رفیق بیگ صاحب نے محلہ گڑھی میں جلسہ منعقد کیا اور اس میں صدر الشریعۃ و

مناظر اہلسنت کی خدمت میں مبارکبادی پیش کی گئی۔

(۷) محلہ کٹرہ چاند خاں شہر کہنہ بریلی میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا اور رفائق صاحب کی نظم تہنیت اُس میں پڑھی گئی۔ اور بھی متعدد اجلاس شہر میں مختلف محلوں میں منعقد ہوئے۔ حضرت حجۃ الاسلام مولنا مولوی شاہ مفتی محمد حامد رضا خاں صاحب مدظلہ[عہ] رضوی نوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ ان ایام میں ضلع بدایون رونق افروز تھے مناظرہ میں اہلسنت کی فتح مبین کی خبر فرحت اثر سُن کر حضرت ممدوح نے مناظر اہلسنت کو مندرجہ ذیل مکتوب مبارکبادی تحریر فرمایا:۔

۷۸۶

مولانا المکرم عزیز محترم مولوی سردار احمد صاحب سلمہٗ، صدر جمعیت خدام الرضا

بعد سلام مسنون ، ادعیہ خلوص مشحون۔ فقیر اس فتح نمایاں کی مبارکباد دیتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیشہ اعدائے دین پر آپ کو مظفر و منصور رکھے اور آپ کا بول بالا اہلِ باطل کا مونھ کالا کرے، بریلی میں اس فتح مبین کا سہرا آپ کے سر رہا، آپ کی جماعت قائم کردہ بحمدہ تعالےٰ بہت مفید کار آمد ثابت ہوئی اور خدا اسے اور ترقی عطا فرمائے تو اہلسنت کیلئے اس کا وجود مورث برکات و حسنات و قوت اہلسنت و نکایت بدعت کا باعث ہوگا باذنہٖ تعالیٰ فقیر حاضر آستانہ ہونے پر خدا نے چاہا تو جمعیت کے متعلق خاص توجہ کریگا۔ والسلام۔

فقیر محمد حامد رضا خاں غفرلہٗ، ۲ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ۔ قاصد[عہ] کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت ممدوح نے اس خوشخبری کو سُن کر فوراً فرمایا:۔ قد ندّ منظور (یعنی تحقیق بھاگا منظور) جسے دُق دقّ منظور (یعنی منظور کا بھانڈا پھوٹ گیا) بھی کہہ سکتے ہیں عدد نکالنے پر معلوم ہوا کہ یہی ۱۳۵۴ منظور کے فرار کی تاریخ ہے۔ مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب قادری نوری

عہ قدس سرہٗ ۱۲ عہ عزیزی مفتی اعجاز ولی خاں سلمہٗ ۱۲

مدظلہ ان ایام میں علاج کی غرض سے علیگڑھ تشریف لے گئے تھے اور حضرت مولانا مولوی سید سلیمان اشرف صاحب پروفیسر علیگڑھ کالج کے ہاں رونق افروز تھے اہلسُنّت کی فتح مبین کی خبر فرحت اثر سُن کر جو مسرت حضرت ممدوح کو حاصل ہوئی وہ قابل بیان نہیں مکتوب اور یکے بعد دیگرے دو تار مبارکبادی روانہ فرمائے ۔ پھر علیگڑھ سے آکر حضرت ممدوح کی جانب سے جلسہ مبارکبادی منعقد ہُوا اور مناظر اہلسُنّت کو فتح کی دستارِ فضیلت پہنائی شربت اور دعا پر جلسہ کا اختتام ہُوا ۔ بیرونجات سے بھی مبارکبادی کے بہت سے خطوط آئے مگر بخوفِ طوالت درج نہ کئے گئے اور مبارکبادی پیش کرنے والے حضرات کے صرف اسماء گرامی درج کئے گئے ۔

(۱) زین الاصفیا حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ سید محمد میاں صاحب قبلہ مارہروی مدظلہ ۔

(۲) فاضلِ نوجوان حضرت مولانا مولوی حکیم سیّد آلِ مصطفٰے صاحب مارہروی ۔

(۳) حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی حکیم نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی مدظلہ ۔

(۴) گُلِ گلزار غوثیت حضرت مولانا مولوی سید محمد صاحب قبلہ محدّث کچھوچھوی زیدمجدہ ۔

(۵) فخر المناظرین حضرت مولانا مولوی حافظ حشمت علی خاں صاحب قبلہ رضوی لکھنوی مدظلہ ۔

(۶) مولانا مولوی محمد عمر صاحب نعیمی مرادآبادی ۔

(۷) مولانا مولوی غلام جیلانی صاحب علیگڑھی ۔

(۸) مولانا مولوی حافظ عبدالعزیز صاحب صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارکپور ۔

(۹) مولانا مولوی سلیمان صاحب بھاگلپوری مدرس مدرسہ اہلسُنّت مرادآباد ۔

(۱۰) واعظِ اسلام حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب رضوی بہاولپوری مدظلہ ۔

(۱۱) حامی سنت حضرت مولانا مولوی سید احمد صاحب لاہوری ناظم حزب الاحناف مدظلہ

(۱۲) حضرت مولانا مولوی عبدالغنی صاحب قبلہ کانپوری مدظلہ ۔

(۱۳) حضرت مولانا مولوی غلام جیلانی صاحب اعظمی ۔

(۱۴) مولانا سید عبد القادر صاحب راندیری۔

(۱۵) عالیجناب سید اسماعیل صاحب چتوڑی۔

(۱۶) مولانا مولوی قاضی شمس الدین احمد صاحب جونپوری مدرس مدرسہ اہلسنت مراد آباد۔

(۱۷) مولانا مولوی رفاقت حسین صاحب بہاری صدر المدرسین مدرسہ جائس رائے بریلی۔

(۱۸) مولانا مولوی حافظ محبوب علیخاں صاحب لکھنوی۔

(۱۹) مولانا مولوی محمد یوسف صاحب قبلہ فقیہہ شافعی بھیمڑوی۔

(۲۰) مولانا مولوی محمد محسن صاحب فقیہہ شافعی بھیمڑوی صدر مدرس مدرسہ جامع مسجد بمبئی۔

(۲۱) مولانا مولوی حکیم شمس الہدیٰ صاحب اعظمی۔

(۲۲) مولانا مولوی عبد الرحمٰن صاحب اعظمی جے پوری۔

(۲۳) مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب سمستی پوری۔

(۲۴) مولوی سلامت اللہ صاحب دہلوی۔

(۲۵) جناب صوفی منسوب احمد خاں صاحب شاہجہانپوری۔

(۲۶) جناب مولانا عبد الحق صاحب پیلی بھیتی۔

(۲۷) جناب مولوی انوار الحق صاحب پیلی بھیتی۔

(۲۸) جناب چودھری محبت علی صاحب امرتسری۔

(۲۹) جناب چودھری فضل الٰہی صاحب گورداسپوری۔

(۳۰) جناب عنایت محمد خاں صاحب غوری رضوی فیروزپوری۔

(۳۱) جناب سلیم الدین صاحب قاضی شہر جودھ پور۔

مرتبہ فقیر محمد حامد فقیہ شافعی اشرفی ابن حضرت حامی سنت مولانا مولوی شاہ محمد یوسف صاحب فقیہ شافعی اشرفی ساکن بھیمڑی ضلع تھانہ علاقہ بمبئی مقیم بریلی شریف

تصحیح کردہ:۔ فقیر عبید المصطفیٰ غلام مرتضیٰ متوطن پنڈی گھیب ضلع کیمبلپور

فہرستِ کُتب

اعلیحضرت مجدّدِ دین وملّت الحاج احمد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ کی تصنیفات

فتاویٰ رضویہ ۔ جلد دوم ۱۳/۰۰ جلد سوم ۳۰/۰۰ جلد چہارم ۲۵/۰۰ روپے

المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند ۔ غیر مجلد ۶/۵۰ مجلد ۸/۰۰ "

حمائل شریف ۔ اعلیٰ حضرت مع تفسیر صدر الافاضل ۱۵/۰۰

الامن وَالعلیٰ ۔ حضور پُرنور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دافع البلا ہونیکا ثبوت ۳/۰۰

احکامِ شریعت ۔ جامع مسائلِ ضروریہ میں بہترین کتاب ہے ۔ تین حصے ۳/۰۰

الملفوظ مکمل مجلد ۔ جن میں مسلمانانِ عالم کے لیے اعلیٰ ترین اسلامی دستورالعمل ہے ۱۱/۰۰

الزّبدۃ الذّکیّہ ۔ حرمتِ سجدۂ تعظیم میں بہترین کتاب ہے ۱/۲۵

الکوکبۃ الشہابیہ ۔ تقویۃ ایمان ۔ وغیرہ کتب وہابیہ کا بہترین ردّ ۰/۷۵

انباء مصطفےٰ ۔ حضور نبی کریم ما کان وما یکون کے عالم ہیں اور ان کو مصیبت میں پکارنا جائز ہے ۰/۶۳

اہلاک الوہابیین ۔ مزارات کی تحریم و توقیر اور غیر مقلدین کی تعذیب و تعزیر ۰/۵۰

ازالۃ العار۔ درباب ممانعت مناکحت از سائر اہل بدعت بالخصوص از غیر مقلدین۔ ۰/۳۱

الزمزمۃ القمریہ۔ قصیدہ غوثیہ شریف کی بہترین شرح ۰/۵۰

الفضل الموہبی۔ غیر مقلدین کے ردّ میں لاجواب کتاب ۰/۲۵

افتائے حرمین۔ مسئلہ علمِ غیب پر حرمین شریفین کی تصدیقات ۰/۳۱

الدولۃ المکیتہ۔ مسئلہ غیب پر بے نظیر کتاب جن پر علماء عرب کی تصدیقات ہیں۔ مجلّد ۶/۰۰

تجلّی الیقین۔ حضور سیّد المرسلین کے افضل المرسلین ہونے کی دس آیتوں اور ایک سو پچیس حدیثوں سے تحقیق۔ ۱/۲۵

حسام الحرمین۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے حکم اور توہین کرنے والوں کی بدزبانی پر علماء عرب کے فتوے ۳/۰۰

حیات الاموات۔ بیان سماع الاموات جس میں چار سو پچاس نصوص سے تمام اموات کا تعلق رکھنے کا ثبوت ۳/۰۰

حدائق بخشش مکمّل۔ اعلیٰ حضرت مجدّد دین وملّت کا نعتیہ دیوان ۳/۰۰

سبحان السبّوح۔ سچے خدا کو جھوٹ کا عیب لگانے والے تمام غیر مقلدین کے عقیدہ باطلہ کا ردّ۔ ۲/۵۰

سیف المصطفیٰ۔ یہ بلند پایہ کتاب مناظرہ کے لیے بہترین کتاب ہے ۱/۰۰

فتاویٰ افریقہ۔ افریقہ سے آئے ہوئے فتاویٰ کا مجموعہ ۲/۵۰

کفل الفقیہ۔ نوٹ کے متعلق سب مسائل جن کے پڑھنے سے انسان سود خوری چھوڑ جاتا ہے۔ ۲/۰۰

منیر العین۔ اذان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر

انگوٹھے چومنے کا حکم۔ ۱/۵۰

وقعات السنان۔ تھانوی و نانوتوی صاحبان کی تحذیر الناس و بسط البنان کا رد۔ ۶/۰۰

تصنیفات صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی

اطیب البیان۔ جس میں مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب کی کتاب تقویۃ الایمان کا مکمل رد ہے۔ ۴/۰۰

سوانح کربلا۔ واقعاتِ شہادت حضرات امامین جلیلین رضی اللہ عنہم میں بہترین کتاب ہے۔ ۱/۵۰

حضرت حکیم الامّت مُفتی احمد یار خانصاحب بدایونی کی تصانیف

تفسیر نعیمی :- پارہ اوّل۔ ۱۲/۰۰ روپے۔ پارہ دوم۔ ۱۰/۰۰ روپے۔ پارہ سوم۔ ۱۲/۰۰ روپے
پارہ چہارم۔ ۱۰/۰۰ روپے۔ پارہ پنجم۔ ۱۱/۰۰ روپے۔ پارہ ششم۔ ۱۲/۰۰ روپے

شانِ حبیبُ الرّحمٰن۔ سُنّیوں کا ایمان تازہ کرنے والی حبیبِ کبریا (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی شان بتانے والی کتاب۔ قسم اوّل ۶/۰۰

قسم دوم ۵/۰۰

حضرت قبلہ علاّمہ واعظ اسلام مولانا محمد بشیر صاحب کی تصانیف

واعظ مکمّل۔ مقررین اور واعظین حضرات کے لیے بہترین مدلّل اور دلچسپ ایمان افروز کتاب جلد اوّل ۶/۰۰

جلد دوم ۶/۰۰

جلد سوم ۵/۰۰

سچی حکایات۔ بزرگانِ دین۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور اولیاء اللہ کے دلکش سچے واقعات کا مجموعہ نہایت سلیس اُردو زبان جن کو پڑھ کر دل میں درد اور جذبۂ ایمانی پیدا ہوتا ہے۔

جلد اوّل ۳/۵۰

جلد دوم ۴/۰۰

جلد سوم ۳/۵۰

جلد چہارم ۳/۰۰

محفلِ میلاد۔ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد منانے پر بہترین مدلّل کتاب۔ ۱/۵۰

سرورِ عالم۔ نبی پاک تمام عالم کے سردار ہیں۔ ۱/۰۰

پند و نصائح۔ اسلامی نصیحتیں۔ ۱/۰۰

ایک حدیث کا وعظ۔ حدیث پاک کو سمجھنا ذریعہ نجات ہے نبی کریم کی حدیث میں بیش بہا وعظ ہیں۔ اسکے متعلق بہترین کتاب ۲/۶۲

اربعین نبویہ۔ چالیس۴۰ حدیثوں کا بیان ۰/۶۲

بارہ خطبات مکمل۔ بارہ ماہ کی دِل افروز داستان ۱۲/۰۰

مختلف کتابیں

تفسیر احسن القصص۔ امام غزالیؒ ۴/۵۰

نبی کریم کا نماز جنازہ۔ علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی ۰/۲۰

اسرار مذہب شیعہ۔ علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی۔ حصہ اول ۰/۴۵

مکتوبات (مکمل) شیخ عبدالحق صاحب	۳/۷۵
کشف المحجوب اردو ترجمہ۔ داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ۔ غیر مجلّد	۷/۰۰
مجلّد	۸/۰۰
خصائص مصطفےٰ۔ علامہ محمود رضوی	۲/۵۰
جامع الصفات۔ " " "	۳/۰۰
امام احمد رضا بریلوی۔ مولانا بدر الدین صاحب	۳/۷۵
دیوبندی مذہب۔ قسم اوّل	۷/۰۰
" قسم دوم	۶/۰۰
کیمیائے سعادت اردو	۹/۰۰
مکتوبات امام ربانی۔ فارسی غیر مجلّد	۳۶/۰۰
" " " مجلد	۴۲/۰۰
قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	۱۲/۰۰
شمائل ترمذی اردو	۱۲/۰۰
حجۃ اللہ البالغہ مکمّل۔ دو جلد مجلّد	۳۰/۰۰
علم خیر الانام۔ قسم اول	۶/۰۰
" " قسم دوم	۵/۰۰
مجموعۂ صلوٰۃ الرسول مکمل تیس ۳۰ پارے تیس جلد میں مجلّد رنگین ٹائیٹل	۲۵/۰۰
حاشیہ مولانا احمد حسن کانپوری۔ قسم اوّل	۲/۲۵
علی حمد اللہ شرح السلم۔ قسم دوم	۱/۵۰
فیوض الباری شرح بخاری۔ (از حضرت علامہ سیّد محمود احمد شاہ صاحب رضوی)	۲۴/۰۰